https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

شمس الہدایۃ
فی
اثباتِ حیاۃ المسیح

1899/
(سنِ تصنیف : 1900ء / ۱۳۱۷ھ)

تصنیفِ لطیف

فاتح قادیانیت شیخ الاسلام
سید پیر مہر علی شاہ چشتی حنفی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
https://ataunnabi.blogspot.com/

www.aqaidislam.com/org/net

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اجمالی فہرست شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	وجہ تصنیف کتاب، مرزا قادیانی کے ابلہ فریب دلائل کا خلاصہ	12
2	فائدہ جلیلہ، آیت وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کی توضیح	20
3	آیت بالا اور متعلقہ کے بارے میں مرزا قادیانی کے غلط موقف کی تردید	31
4	آیات قرآن و احادیث مبارکہ	33
5	آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ کی توضیح	39
6	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے متعلق ذکر الاحادیث	42
7	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر در معنی مُتَوَفِّيْكَ کی توجیہ	66
8	قرآن اور لغت سے لفظ توفی کا موت کے علاوہ دیگر معنی میں استعمال	73
9	تفسیر ابن عباس کے بارے میں مرزا قادیانی سے ایک مطالبہ	77
10	حدیث شیخ اکبر در بارۂ زریب بن برتملا وصی عیسیٰ	88
11	حضرت حسن بصری کی ایک روایت کی تفصیل	94
12	آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ پر مرزا قادیانی کی تقریر کا جواب	96
13	احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حلیہ کے بارے میں روایات کی تطبیق	100
14	حدیث رَجُلٌ مِّنْ اَبْنَاءِ الْفَارِسِ کے مصداق کا بیان	102
15	آیت سُبْحٰنَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا سے مرزا قادیانی کے مغالطہ کا جواب	103
16	زمین پر نزول ملائکہ کا ثبوت اور ملائکہ کو ارواح، کواکب ماننے کی تردید	105

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اجمالی فہرست شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
17	تسبیح و تقدیس بھی اکل و شرب کی طرح باعث حیات ہوسکتی ہے	105
18	قادیانی کا ازالۂ اوہام میں احیائے موتیٰ کو مسمریزم قرار دینے کا رد	110
19	آیت اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ سے قادیانی استدلال کا جواب	111
20	آیت وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَایَخْلُقُوْنَ شَیْئًا سے قادیانی کی وفات مسیح پر دلیل اور اس کا جواب	112
21	آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ سے استدلال کا جواب	113
22	آیت فِیْھَا تَحْیَوْنَ وَفِیْھَا تَمُوْتُوْنَ سے استدلال کا جواب	115
23	قصہ عود ایلیا سے استدلال کا جواب	117
24	سورہائے قدر، بینۃ اور زلزال کی مشہور تفسیر اور قادیانی شبہات کا تفصیلی رد	122
25	آنحضرت ﷺ کی بعض مشہور پیشین گوئیوں کی تفصیل	129
26	قادیانی کے ایک فلسفی اشکال کا جواب	133
27	احادیث خروج دجال	136
28	لَامَھْدِیَ اِلَّا عِیْسٰی کی روایت کی تشریح اور جواب	143
29	قادیانی تاویلات اہل اسلام کیلئے نہایت مضر اور مہلک ہیں	145

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ نے بنی نوع انسان کی دینی ہدایت کا جو سلسلہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام سے شروع فرمایا۔ وہ سیّد الاوّلین و الآخرین خاتم النبیین سیّدنا محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی کی بعثت کے ساتھ تکمیل کے انتہائی مراتب پر پہنچ گیا۔ جس کے بعد کسی نئی آسمانی کتاب کی ضرورت نہ رہی نہ کسی نئے رسول دینی کی بعثت کا انتظار۔ خلافت راشدہ کے مبارک دور سے لے کر آج تک اسلامی تاریخ کے اوراق اس پر گواہ ہیں کہ حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد بنی نوع انسان میں سے جس کسی نے بھی کسی دور میں ان حدود کو توڑنے کی کوشش کی حق تعالیٰ کی قدرت قاہرہ نے ایسے اسباب پیدا فرما دیئے جن سے باطل کی تمام ابلہ فریبیاں نیست و نابود ہو کر رہ گئیں۔ شاید اسی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے پہل دعوی نبوت کرنے سے گریز کیا اور اس دعویٰ سے قبل ۱۸۹۰ء سے ۱۹۰۰ء کے عشرہ میں اپنی جماعت تیار کرنے کے لیے اپنے آپ کو پہلے تدریجاً مجدّد، پھر مثیل مسیح اور پھر مسیح موعود ثابت کرنے پر پورا زور قلم صرف کر دیا۔ جس سے بعض سادہ لوح اردو خواں لوگ اور عوام متاثر ہونے لگے۔ اس پر مجدّد ملت، رہبر شریعت و طریقت حضرت مولانا سید پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸۹۹ء۔ ۱۹۰۰ء میں بمطابق شعبان، رمضان ۱۳۱۷ھ اپنی دیگر دینی مصروفیات سے کچھ وقت نکال کر زیر نظر کتاب ''شمس الہدایہ'' تحریر فرمائی۔ جس میں متعدد قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ سے ثابت کیا گیا کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام نہ قتل ہوئے اور نہ سولی پر چڑھائے گئے بلکہ جسمانی طور پر زندہ آسمان پر اُٹھا لئے گئے اور قیامت سے پہلے جب دجال ظاہر ہوگا جو یہود میں سے ایک شخص ہوگا اور امام مہدی علیہ السلام اس سے جہاد میں مصروف ہوں گے اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں آسمان سے نزول فرما کر حضرت امام مہدی علیہ السلام سے مل کر جہاد کریں گے اور دجال کو فلسطین کے ایک مقام ''بابِ لد'' پر قتل کریں گے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد یاجوج ماجوج زمین پر پھیل جائیں گے جو بالآخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہلاک ہو جائیں گے جس کے بعد مسلمان پورے امن وسکون سے رہیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا کر حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ عالیہ میں مدفون ہوں گے۔

حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب برصغیر کے علمی طبقہ میں نہایت مقبول ہوئی حتیٰ کہ اختلاف مسلک کے باوجود اہل حدیث کے مشہور عالم مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی نے امرتسر سے آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا کہ ''شمس الہدایۃ'' کے مطالعہ سے نہایت محظوظ و مستفید ہوا۔ امرتسر کے ایک مولوی حبیب اللہ صاحب نے لکھا کہ ''شمس الہدایہ'' کے مطالعہ سے بعض مرزائی تائب ہو کر سیدھی راہ پر آ گئے وہ خود بھی پہلے مرزائی تحریروں سے کچھ متاثر تھے۔ مگر حضرت مؤلف کی کتاب نے انہیں صراط مستقیم پر قائم رہنے میں مدد دی۔ اور پھر وہ اپنے شکوک کے ازالہ کے لیے حضرت مؤلف سے رجوع کرتے رہے۔ جس کی تفصیل حضرت کے ''فتاویٰ مہریہ'' میں موجود ہے۔ خدا کی شان کہ پھر انہی مولوی حبیب اللہ صاحب نے ردِ مرزائیت میں ایسی مفید کتابیں لکھیں کہ دیوبندی مکتب فکر کے مشہور علامہ شبیر احمد عثمانی نے بھی انہیں اپنے حواشی قرآن میں سورۃ ''اَلْمُؤْمِنُون'' آیت نمبر ۵۰ کی تشریح کرتے ہوئے خراج تحسین پیش کیا ہے۔ چنانچہ اس چیز کا قادیانی حلقہ میں سخت ردِ عمل ہوا۔ اور اس رسوائی کا داغ مٹانے کے لیے ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ء کو مرزا صاحب کی طرف سے ایک اشتہار تمام ہندوستان میں تقسیم کیا گیا جس میں برصغیر کے تمام مشائخ وعلماء کرام کو عموماً اور حضرت مؤلف ''شمس الہدایۃ'' کے ساتھ ساتھ چھیاسی (۸۶) جید علماء حضرات کو خصوصاً لاہور میں ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کو مناظرہ کی دعوت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دی گئی۔ اس کھلے چیلنج کو سب سے پہلے حضرت مؤلف نے قبول کرتے ہوئے اپنی طرف سے ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو اشتہار شائع کر دیا اور حسب وعدہ ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کو لاہور تشریف لے گئے لیکن مرزا صاحب میدان مناظرہ میں آنے کی جرأت نہ کر سکے جس سے مرزائیوں کو نہایت خفت اٹھانی پڑی۔

مناظرہ لاہور میں شکست فاش کھانے کے بعد بھی مرزا صاحب نے اپنی ساکھ قائم رکھنے کے لیے بہتیرے جتن کیے۔ پہلے سورہ فاتحہ کی عربی تفسیر کو ''اعجاز المسیح'' کے نام سے شائع کروایا۔ پھر سال بھر بعد نومبر ۱۹۰۱ء میں اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا۔ اور مزید ایک سال بعد اپنے ایک تنخواہ دار محمد حسن امروہی سے ''شمس بازغہ'' کے نام سے ایک کتاب لکھوائی جو بظاہر تو ''شمس الہدایہ'' کی تردید میں تھی لیکن درحقیقت بے سروپا مضامین اور مؤلف ''شمس الہدایہ'' کے خلاف بیہودہ گوئی کا مجموعہ تھا۔ چنانچہ ۱۹۰۲ء میں حضرت مؤلف نے اس موضوع پر اپنی مشہور کتاب ''سیف چشتیائی'' شائع کرائی جس پر برصغیر کی علمی دنیا نے آپ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ اس کتاب میں مرزا صاحب کی کتاب ''شمس بازغہ'' کا منہ توڑ جواب دیا گیا تھا۔ اور ان کی اعجازی تفسیر پر ایک سو کے قریب اتنے زوردار اعتراضات کیے گئے کہ نیم خواندہ عربی دانوں نے بھی اس اعجازی تفسیر پر آوازے کسے۔ ان سب چیزوں کی تفصیل تو حضرت کی مذکورہ تصانیف اور آپ کے حالاتِ زندگی راقم الحروف کی مؤلفہ کتاب ''مہر منیر'' سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ ذیل میں مؤلف شمس بازغہ کے بعض ناشائستہ عربی اشعار کے جواب میں راقم اپنے چند عربی اشعار ہدیہ ناظرین کرتا ہے جن میں اس تفصیل کا اجمالی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔

حضرت مؤلف کے وصال کے بعد آپ کے عظیم فرزند حضرت سیّد غلام محی الدّین شاہ صاحب المعروف حضور بابو جی اپنی تمام زندگی ہمیشہ تحریک ختم نبوت میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سرگرم حصہ لیتے رہے ۱۹۵۳ء میں مسلم لیگی حکومت کے اس رویہ سے سخت شاکی رہے جو اس نے تحریک کے کچلنے کے لیے اختیار کیا۔ فرمایا کرتے تھے کہ جو ملک محض حضور خاتم النبیین ﷺ کی نظر کرم کے صدقے میں معرض وجود میں آیا اس کے قائدین حضور کی ختم نبوت کے شیدائیوں سے کیسا بے دردانہ سلوک کر رہے ہیں۔ لاہور ختم نبوت کانفرنس میں آپ نے تمام مکاتب فکر کے راہنماؤں کو متحد کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور جلسے جلوس میں اصولاً احتراز کے باوجود اس کانفرنس کے کئی اجلاس میں شریک ہوئے۔ علاوہ ازیں اس وقت کے گورنر جنرل غلام محمد، وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین اور دوسرے زعمائے حکومت سے اس مسئلہ کے مناسب اور مستقل حل کے سلسلہ میں ملاقاتیں کیں۔

جن دنوں رابطہ عالم اسلام کی کانفرنس مکہ شریف میں ۱۹۷۴ء میں منعقد ہوئی۔ ان دنوں حضرت بابو جی بوجہ علالت ہسپتال میں تھے، رابطہ عالم اسلام کانفرنس نے ایک قرار داد پاس کی تھی جس میں تمام اسلامی ممالک سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ جب حضور بابو جی نے یہ خبر سنی تو آبدیدہ ہو کر فرمایا خدا کرے پاکستان میں تو اس پر جلد عمل ہو۔ بیماری کی شدت کے باوجود روزانہ تحریک ختم نبوت کے متعلق استفسار فرماتے تھے اور یہی آرزو لے کر ۲۲ جون ۱۹۷۴ء کو واصل بحق ہوئے۔ جولائی ۱۹۷۴ء میں راولپنڈی میں ایک عظیم مشائخ کانفرنس ہوئی جس میں دربار عالیہ گولڑا شریف کی نمائندگی راقم الحروف نے کی۔ اس کانفرنس میں بھی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پاس کی گئی۔ دوسرے ہی دن اس وقت کے وزیر اعظم مسٹر بھٹو، سپیکر قومی اسمبلی اور حکومت کی طرف سے اس سلسلہ میں مقرر کردہ رہبر کمیٹی کے ممبران کو علیحدہ علیحدہ مہر منیر کے نسخے بمعہ خطوط ارسال کیے گئے جن میں اس مطالبہ کی پرزور حمایت کی گئی۔ اتفاق دیکھئے کہ ۱۹۷۴ء کے اگست ہی کے مہینہ میں عوامی مطالبہ کے پیش نظر پاکستان کی قومی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسمبلی نے اس مسودۂ قانون کو پاس کرنے کی سفارش کردی۔ جس کی رو سے مرزائی خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری، اپنے مخصوص غیر اسلامی عقائد کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اور پھر دس سال بعد ۱۹۸۴ء کے اگست کے مہینہ ہی میں حکومت پاکستان کی مقرر کردہ شرعی عدالت نے لاہور میں مرزائیوں کی اپیل مسترد کردی جو انہوں نے صدارتی آرڈیننس کے خلاف کی تھی جس میں مرزائیوں کو اپنے آپ کو کسی طرح سے بھی مسلمان ظاہر کرنے اور اپنے عبادت خانوں کو مساجد کا نام دینے سے منع کیا گیا تھا۔ اس طرح سے منکرین ختم نبوت کے خلاف حضرت مؤلف نے جو خاص مہم اگست ۱۹۰۰ء میں شروع فرمائی تھی وہ اگست ۱۹۸۴ء میں اپنے منطقی نتیجہ پر پہنچ گئی۔ اور اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے خلاف کام کرنے والوں کا پردہ پوری طرح سے چاک ہوگیا۔

اگست ۱۹۸۵ء — راقم الحروف

ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ — فیض احمد فیض عفی عنہ

متوطن بستی بختاور، ضلع بھکر

حال مقیم دربار عالیہ گولڑا شریف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلتَّقْدِیْمُ الْمَنْظُوْم

بِحَمْدِ اللّٰہِ بُشْرٰی لِلْاِمَام مُجَدِّدِ مِلَّۃٍ قُطْبِ الْاَنَام

بحمد اللہ کہ امام اور مجدد ملت قطب انام کے لیے خوشخبری اور بشارت ہے۔

اَرٰی شَمْسَ الْھِدَایَۃِ طَالِبِیْھَا وَاَذْھَبَ نُوْرُھَا کُلَّ الظَّلَامَ

اس کتاب کے ذریعہ سے امام موصوف نے ہدایت کے طلبگاروں کو ہدایت کا سورج دکھا دیا جس کے نور نے سب تاریکی کو زائل کر دیا۔

بِھَا خَجِلَ الْکَذُوْبُ الْقَادِیَانِیْ وَاَیْنَ الْکِذْبُ مِنْ صِدْقِ الْکَلَامِ

اس شمس ہدایت سے جھوٹا قادیانی شرمندہ ہو گیا۔ بھلا سچ کے مقابلہ میں جھوٹ کی کیا مجال۔

فَلَمَّا اَنْ رَاٰی ذُلًّا صَرِیْحًا تَفَاخَرَ بِالدَّعَاوِیْ فِی الْعَوَام

پھر جب قادیانی نے واضح ذلت دیکھ لی۔ تو جمہور عوام میں مختلف قسم کے بلند بانگ دعووں پر اترانے لگا۔

فَفِیْ لَاھُوْرَ بَارَزَہٗ وَلِیٌّ نَجِیْبٌ سَیِّدٌ فَخْرُ الْکِرَام

جس کے فوراً بعد ایک خدا کے ولی نجیب الطرفین فخر کرام سید نے اسے لاہور میں مباحثہ کے لیے للکارا۔

شَھِیْرٌ بِاسْمِ مِھْرِ عَلِی شَرِیْفٍ فَلَمْ یَاْتِ الْکَذُوْبُ اِلَی الْمَقَام

جو مہر علی کے نام گرامی سے مشہور ہیں لیکن جھوٹا مدعی مقام مباحثہ تک آنے کی جرأت بھی نہ کر سکا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِهَا اُمِرَ الْمُجَدِّدُ مِنْ رَّسُوْلٍ عَلَيْهِ صَلٰوةُ رَبِّیْ بِالسَّلَامِ

اس مبارزہ اور مباحثہ کے لیے مجدد موصوف حضور رسالت مآب ﷺ کی طرف سے مامور کیے گئے تھے۔

وَبُشِّرَ مِنْهُ بِالتَّائِيْدِ غَيْبًا وَمِنْ شَيْخٍ [1] لَدَالْبَيْتِ الْحَرَامِ

اور آنحضرت ﷺ کی طرف سے اور بیت الحرام میں ایک معتکف بزرگ کی جانب سے آپ کو غیبی تائید کی بشارت ملی۔

وَصَنَّفَ سَيْفَ جِشْتِيَةٍ كِتَابًا لِقَطْعِ مَتِيْنِ مُتَنَبِّیَ اللِّئَامِ

اور آپ نے (شمس الہدایہ کے بعد) مشہور کتاب سیف چشتیائی تالیف فرمائی۔ تاکہ جھوٹے نبی کی شہ رگ کاٹی جائے۔

فَمَا اسْطَاعُوْا لِرَدِّ الْحَقِّ لٰكِنْ اَتَوْا سَفَهًا بِسَبٍّ وَاتِّهَامِ

مرزائی حق بات کی تردید کی طاقت تو نہیں رکھتے تھے۔ ہاں حماقت سے دشنام طرازی اور الزام تراشی کرتے رہے۔

وَذَا مِنْ عَادَةِ الْجُهَّالِ طُرًّا اِذَا بُهِتُوْا هَذَوْا عِنْدَ الْكَلَامِ

اور جاہلوں کی عام عادت ہے کہ جب حیران اور لاجواب ہو جاتے ہیں تو بے ہودہ گوئی پر اتر آتے ہیں۔

فَمَنْ شَاءَ اطِّلَاعَ عَلٰی مَزِيْدٍ فَمِهْرُ مُنِيْرٍ كَشَّافُ الْمَرَامِ

جو شخص اس سے مزید تفصیل کا خواہش مند ہو تو راقم کی مؤلفہ کتاب مہر منیر اس مقصد کے لیے کافی ہے۔

---

[1] یعنی الحاج حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَصَحْبِهٖ

اَمَّا بَعْدُ۔ حضرات ناظرین پر پوشیدہ نہ رہے کہ آج کل مواد فطرتِ انسانی تعصب کی ہواؤں اور جہالت کے بخارات سے متعفن اور گندے ہو رہے ہیں اور ایسا ہی ہونا تھا کیونکہ ہدایت اور استقامت کا سورج قریب ڈوبنے کے آ گیا۔ استواء کا زمانہ جس سے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ حکایت ہے۔ دور رہ گیا۔ بسبب فقدانِ تقویٰ کے نہ تو اشراق نوری اور انشراح صدری ہے تا کہ وعدہ اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا کا متحقق ہو کر فارقِ بین الحق والباطل نصیب ہو اور نہ لیاقت علمی جس کے ذریعہ سے مراد شارع کو سمجھ کر عمل نہ سہی اعتقاد کو تو مطابق مَاۤ اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ کے درست رکھیں۔ بغیر ظاہر پرستی اور سخن سازی، ہوس بازی اور فتنہ پردازی کے اور کچھ نہیں۔ سادہ پنی اور راستی سے جو منجملہ شعائر اسلام واوضاع صحابہ کرام ہیں نفرت تصنع اور ناراستی و ہوس بازی سے جو از کمالاتِ تعلیم لندن ہیں محبت معہذا ابنائے زمان ہر دو فن مذکورۃ الصدر۔ یعنی اشراق نوری اور لیاقت علمی میں اپنے زعم میں خود ہی یکتا۔ زمانہ اور متفرد ہیں۔ گو کہ مکاشفاتِ انبیاء عظام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین میں بزعم ان کے غلطی فی الکشف یا فی التعبیر میں واقع ہو۔ مگر ان حضرات کے معاتیات میں تاویل تک بھی ناممکن ہے۔ ایسا ہی علماء سلف شکر اللہ سعیھم کے اجتہادات اور لمتِ مرحومہ کا اجماع گو کہ لَنْ تَجْتَمِعَ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ بھی اس کی شان میں وارد ہو۔ تاہم یہ سب ان کے نزدیک نادانوں کے خیالات اور کورانہ اجماع جن کو سوائے عرب اُونٹ چرانے والوں کے اَلْعِیَاذُ بِاللّٰهِ کوئی فرقہ مبذ بین یعنی تعلیم یافتگان لندن سے تسلیم نہ کرے۔ (صفحہ ۲۶۸۔ ازالہ اوہام)۔ کوئی وجہ ان کی صحت کے لیے نہیں اِلَّا در صورتے کہ ان حضرات کی رائے اور استنباط پر منطبق کیے جائیں دیکھو ازالہ اوہام ویا م الصلح۔ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علماء زمان عرصہ سے اس ہیچمدان خوشہ چین علماء کرام کو بھی ایسے حقائق و معارف سے جو تالیفات مرزا صاحب ازالہ اوہام و دافع الوساوس وایام صلح میں مندرج ہیں مطلع فرماتے تھے راقم الحروف ان کو لعن طعن سے بخیال اس کے کہ خلاف شعائر اسلام ہے اور عکس ارشاد مشائخ رضی اللہ عنہم اجمعین بھی روکتا رہا۔ آخر الامر جب نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہر محفل میں اظہار حقیقت عقیدۂ مرزائیہ اور تکذیب و تجہیل بلکہ تکفیر علماء کرام کی جن کا اعتقاد مطابق سلف کے تھا، ہونے لگی تو اس اثناء میں چند احباب نے مجھے کچھ مضامین مرزا صاحب کی تالیفات کے سنائے۔ گو کہ میں بھی ابناء زمان کی طرح بسبب کم علمی اور محروم ہونے اشراق نوری سے قابل اس امر کے نہ تھا کہ ناظرین کو آج کل کے دھوکوں سے بچاؤں۔ مگر تحقیر اور تجہیل سلف و مشائخ زمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سننے کی برداشت مجھ سے نہ ہو سکی۔ اور عقیدہ حقہ کا یوماً فیوماً اضمحلال گوارا نہ کر سکا۔ لہٰذا یہ چند مضامین متعلق آیات رفع و احادیث نزول محض حسبۃً لِلّٰہ بغیر اس کے کہ محرک اس کا عناد یا حسد یا بغض کسی مسلمان بھائی سے ہو حسب رائے ناقص کے لکھے گئے تا کہ ابناء زمان اتنی جرأت سے باز آئیں اور معانی جو مراد ہیں آیات اور احادیث سے ان کو واضح ہو جائیں اور چند اعتراضات ابلہ فریب سے جو استشہاد آیات و احادیث ازالہ اوہام وغیرہ وغیرہ میں مذکور ہیں خوف کھا کر عقیدۂ اجماعیہ اہل اسلام سے انحراف کیا بلکہ آیت اور احادیث کو کچھ اور ہی نہ سمجھ لیویں۔ کیونکہ اصول ان کے ایسے ہیں جو عنقریب بلحاظ تعلیم یافتگان لندن باقی آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو بھی ہاتھ ڈالیں گے۔

آج کل کے اردو خوانوں اور زعمی مولویوں فاضلوں کا قصور نہیں۔ ان بے چاروں کو جب مثلاً کہا جائے کہ بتاؤ میاں آیہ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ اور ایسے ہی فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ جس قرآن کے ساتھ تمہارا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایمان ہے اس میں موجود ہے یا نہیں۔ اور لفظ توفی کا تیئس (۲۳) جگہ قرآن کریم میں معنی موت ہی میں مستعمل ہے۔ اور افقہ الناس عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی یہی معنی لیا۔ بخاری اور عباسی تفسیر ابن کثیر وغیرہ وغیرہ تو حسب قولہٗ تعالیٰ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کے وعدۂ وفات اور بمقتضائے فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ تحقیق موت عیسیٰ ابن مریم اور رفع روحانی کا ہو چکا۔ اور آیت قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ، اور ایسے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ اور ایسے ہی احادیث صحیحہ سب شہادت دے رہی ہیں کہ ارواح مقربین بعد الوفات جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور بعد دخول جنت کے پھر نکلنا اس سے بحکم آیۃ وَمَا ھُمْ مِنْھَا بِمُخْرَجِیْنَ کے ناممکن۔ اور مستلزم ہے وقوع کذب کو آیۃ مذکورہ میں۔ ایک فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کیا بلکہ آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اور اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ اور اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ تمامہا اور وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اور مَنْ نُّعَمِّرْہُ نُنَکِّسْہُ فِی الْخَلْقِ اور اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ اور فِیْھَا تَحْیَوْنَ وَفِیْھَا تَمُوْتُوْنَ اور وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ اور کَانَا یَاْکُلٰنِ الطَّعَامَ اور وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ حَیًّا اور قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ ھَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا اور ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیَھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ اور ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ تَاْتِیَھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَوْ یَاْتِیَ رَبُّکَ اَوْیَاْتِیَ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُھَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْکَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِھَا خَیْرًا۔ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ مَلَکٌ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَکًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰہُ مَلَکًا لَّجَعَلْنٰہُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَیْھِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ اور حدیث صحیح کما قال العبد الصالح اور حدیث صحیح لَا یَاْتِیْ مِائَۃُ سَنَۃٍ عَلَی الْاَرْضِ نَفْسٌ مَّنْفُوْسَۃٌ الْیَوْمَ۔ یہ سب آیات اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احادیث صحیحہ بآواز بلند موتِ ابن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر دے رہی ہیں۔ علاوہ اس کے عقل انسانی اور قصہ عود ایلیا بھی جو انجیل میں مذکور ہے صعود اور نزول مسیح سے بعینہٖ بحسدہ العنصری منکر ہیں۔ احادیثِ نزول ابن مریم اور خروج دجال وغیرہ من جملہ مکاشفاتِ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ہیں۔ اور کشفِ اجمالی مثل دیکھنے آنحضرت ﷺ کے عورت پراگندہ بالوں والی کہ گرداگرد مدینہ طیبہ کے گھوم رہی تھی وغیرہ وغیرہ تعبیر طلب ہوتا ہے بحالتِ خواب دیکھنے میں کچھ اور آتا ہے اور ظہور میں کچھ اور ہوتا ہے جیسا کہ خواب میں آنحضرت ﷺ نے اس عورت کو دیکھا اور تعبیر اس کی وباء مدینہ سے (زادھا اللہ شرفا) فرمائی۔ معہذا تعبیر میں وقوع خطا بھی ممکن ہے۔ جیسا کہ خواب میں آپ نے یہی سمجھا کہ امسال مکہ معظمہ زادھا اللہ تکریما جانا ہوگا۔ اور بعد مراجعت فرمانے کے حدیبیہ سے معلوم ہوا کہ تعبیر تخصیص امسال کی غلطی ہوئی۔ الغرض آیات اور احادیث صحیحہ متذکرہ بالا باعث شدید ہیں ماوّل ٹھہرانے پر احادیث نزول مسیح وخروج دجال وغیرہ کے کیا معنی۔ احادیث نزول سے مراد ظہور اس شخص کا ہے جو مماثل ہو ابن مریم کا جیسا کہ ایلیا کے دوبارہ آنے سے مثیل ایلیا یعنی ظہور یحییٰ کا شبہات مسیح ابن مریم کے تھا۔ وہ شخص مثیل ابن مریم کا کون ہے؟ میں ہوں۔ یعنی مرزا صاحب۔ کیونکہ الہام منجملہ براہین قاطعہ اور حجج ساطعہ کے ہے اور فتوحاتِ مکیہ اور میزان عبدالوہاب شعرانی وغیرہ۔

بعد استماع اس کے بالضرور اردو خوان اور نام کا مولوی تقریر مذکور کو جس کی بناء کی تشیید اور ترصیص کتاب اللہ اور سنت اور انجیل اور عقل سے ہو چکی ہے لامحالہ طوعاً وکرہاً مسلّم اور قبول کرے گا۔ نہ کرے تو کیا کرے۔ قرآن اور حدیث سے کیسے منکر ہو۔ لہٰذا یہ خزف ریزہ چند ہدیہ ناظرین کرتا ہوں تاکہ اس تقریر کے دھوکے میں نہ آجائیں۔ اور اسی پٹے پاٹے راستہ پر چلیں جو مراد اس حدیث سے لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ مَا تَمَسَّکْتُمْ بِاَمْرَیْنِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهٖ (موطا امام مالک) اور قسمیہ کہتا ہوں کہ جناب مرزا صاحب سے کسی قسم کا حسد یا عناد باعث تحریر اس رسالہ کا نہیں ہوا۔ بالتخصیص اگرچہ مرزا صاحب عرصہ سے ان مشائخ عظام کو جن کے ساتھ یہ بے ہیچ بھی اَلْحُبُّ فِی اللهِ کا تعلق رکھتا ہے بآواز بلند اپنی تالیفات میں القاب مکروہہ سے پکار رہے تھے۔ اس وجہ سے جناب موصوف کو کچھ اگر لکھا بھی جاتا تو بمقابلہ آپ کی اس جرأت کے محلِ شکایت اور موجب گستاخی میں شمار نہ ہوتا مگر تاہم بخیال اس کے الحمدللہ کوئی شخص اہل اسلام سے بمقابلہ اعداء دین ہنود اور نصاریٰ کے کھڑا ہوا ہے۔ گو کہ ہم کو برا ہی کہے۔ ہم نے کچھ نہیں کہا۔ بلکہ لعن وطعن والوں کو بھی کسی نہ کسی وجہ سے روکنا ہی چاہا۔ ہم تو خود قائل ہیں۔ بیت:

بطوافِ کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند
تو برونِ در چہ کردی کہ درونِ خانہ آئی

اور خاموشی بمقابلہ ہتک مشائخ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس وجہ سے نہ تھی کہ اس کے سننے کو ہم مکروہ اور موذی نہ سمجھتے تھے بلکہ موجب اس کا اتباع مشائخ عظام ہی تھا۔ جو فی الحقیقت اتباع ہے سیّد الاوّلین والآخرین ﷺ کا۔ سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ وعن سائر المشائخ کا مقولہ ہے۔ بیت:

آنہا کہ بجائے من بدی ہا کردند
گر دست رسد بجز نکوئی نکنم

مرزا صاحب ایام الصلح کے صفحہ ۱۳۲ میں لکھتے ہیں ''اس وقت زیر سقف نیلگوں ہیچ متنفس قدرت ندارد لاف برابری من زند من آشکارمی گویم و ہرگز باک ندارم۔ اے اہالی اسلام درمیان شما جماعتے ہے باشند کہ گردن بدعویٰ محدثیت ومفسریت برے فرازند وطائفہ اند کہ از نازش ادب پا برزمین نگذارند وگروہے اند کہ دم بلند از خدا شناسی زنند وخود را چشتی و

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قادری ونقشبندی وسہروردی وچہاچہا گویند۔ ایں جملہ طوائف رانزد من بیارید۔" ع

آپ نے بجا فرمایا۔ وہ لوگ چونکہ مفسر اور محدث اور خدا شناس ہیں تو پھر کیسی لاف زنی اور گردن فرازی ان سے ظاہر ہو۔ بلکہ وہ لوگ تو چاہتے ہیں کہ آپ کو بھی اللہ تعالیٰ ایسی لافوں سے بچائے اور فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ اور بلی عبد نا خضر کی طرف توجہ دلائے۔ بیت:

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

بخدائے لایزال ولم یزل اپنی چشم دید عرض کرتا ہوں کہ مشاہیر اور مستورین کو بھی گروہ اہل اللہ سے دیکھا کہ کمالات باطنیہ از قسم مکاشفات وغیرہ ان کے نفوس مطہرہ سے صِبْغَةَ اللّٰهِ کی رنگت اور كُنْتُ سَمْعَهُ بِیْ یَسْمَعُ وَبَصَرَهُ بِیْ یَبْصُرُ کا تماشا دکھلا رہے تھے۔ مگر کیا ممکن کہ نظر بر قدم اور ہوش در دم سے گردن اٹھا کر کسی طرح کا دعویٰ یا لاف زنی کریں۔

اس گستاخی کے بعد معروض خدمت ہے کہ طالب عرفان کو خصوصیت چہاد چہا سے کیا غرض حصول مطلب چاہیے، جس سے ہو۔ آپ ہی معنی کلمہ طیبہ کا جو اصل ایمان اور عرفان کا ہے۔ فقط ظاہری طور پر فرما دیویں۔ محاورۂ قرآن کریم میں لفظ الٰہ کا در حالت اتصاف بالوحدۃ مثل اِلٰهٌ وَّاحِدٌ کے۔ اور ایسا ہی وقت اضافت موحدین کی طرف مثل اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ اٰبَآئِكُمْ مراد اس سے معبود حقیقی ہوتا ہے اور وقت استغراق کے مثل وَمَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اور جمعیت کی مثل لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا اور ایسا ہی وقت اضافت کے مشرکین کی طرف مراد اس سے معبودات ممکنہ مثل اصنام وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ بناءً علیہ لفظ اِلٰہ جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں واقع ہے مراد اس سے اٰلِهَہ ممکنہ ہوں گے۔ اور نیز

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقریب بھی اسی صورت میں تام ہوتی ہے کیونکہ براہین خمسہ میں مراد الٰھہ سے اصنام ہی ہیں۔ مثلاً لَوْ کَانَ فِیْھِمَا اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا بعد تعیین ارادہ اصنام کے اِلٰہ سے کلمہ طیبہ میں تقدیر امکان یا وجود کی مستلزم ہے وقوع کذب کو (العیاذ باللہ) اصل اسلام میں جو کلمہ طیبہ ہے کیونکہ اس وقت معنی یہ ہوگا کہ کوئی فرد افراد معبودات ممکنہ سے یعنی اصنام وکواکب وغیرہ۔ ممکن نہیں یا موجود نہیں۔ اور استیلاء صفاتی بعضہا علیٰ بعض۔ جیسا کہ منافی للوجوب برتقدیر وحدت وجوب نہیں۔ ایسا ہی برتقدیر تعدد بھی نہ ہوگا۔ بناءً علیہ اگر ارادہ استحقاق للعبادۃ کا حقیقی طور پر جو مساوق للوجوب ہے عنوان موضوعی یا محمولی سے بھی کیا جائے تو مستلزم لَمَا کَانَتَا یا لَفَسَدَتَا کو نہیں ہوسکتا اور ازلیت امکان چونکہ مستلزم ہے امکانِ ازلیت کو مادۂ وجوب میں۔ لہٰذا ممکنہ عامہ موجبہ جزئیہ جو نقیض ہے ضروریہ سالبہ کلیہ کی۔ یعنی لا اِلٰہ موجود بالضرورۃ کی (العیاذ باللہ) صادق ہوگا۔ الغرض تقدیر ممکن یا موجود یا مستحق زعمی کی مستلزم ہے وقوع کذب کو مدعیٰ میں۔ اور ارادہ استحقاق واقعی کا مقتضی ہے بطلانِ براہین کو۔

اس تقریر سے ناظرین پر ظاہر ہوگیا ہوگا کہ جواب تفتازانی اور شیخ اکبر وغیرہ علماء کا دفع اشکال مذکور میں مفید نہیں۔ جواب اس کا حسب محاورۂ قرآنیہ چاہیے۔ اور یہ بھی معلوم ہو کہ فرق کرنا تعاوق فیما بین الذوات اور تعاوق فیما بین الصفات میں بعد اشتراک فی الوجوب کے مفید نہ ہوگا جیسا کہ وجوب بالذات اور بالغیر میں۔ کیونکہ یہ مجوز ہے سلب صفات کو ذاتِ واجبیہ سے فی مرتبۃ من المراتب ایسی گفتگو کہ جس سے خودنمائی کی بُو آئے۔ شانِ عیسویت اور وضع مہدویت کو ہرگز شایان نہیں۔

حضرات ناظرین پر مخفی نہ رہے کہ دوبارہ متوجہ ہونا اس بے ہیچ کا اس امر غیر معتاد کی طرف جس کو آج کل بڑا کمال سمجھا جاتا ہے مشروط ہے بایں شرط کہ اگر کوئی صاحب برخلاف مضامین مسطورہ رسالہ ہذا کے اپنے مسلک کو یا تو تفاسیر معتبرہ سے مثل ابن جریر و

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن کثیر کے جن میں روایات صحابہ کرام بالا سناد مذکور ہوں اور احادیث صحیحہ سے ثابت کرے اور یا فقط قرآن کریم سے حسب استنباط اپنے کے مدعی کو مدلل کرے جس کو علماء ثقات فصحاء و بلغاء قبول فرمائیں نہ کہ مثل ازالہ اور ایام صلح وغیرہ کے جن کی نقل اور استنباط دونوں میں غلطی اور سقم ہے۔ وَمَا اُبَرِّیءُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ. اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اَفْرِجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاغْفِرْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَی الْمَظْھَرِ الْاَتَمِّ لِاسْمِکَ الْاَعْظَمِ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ سَیِّدِنَا اَبِی الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؕ

سوال: کیا ہے عقیدہ اجماعیہ اہلِ اسلام کا دربارہ مرفوع ہونے یعنی اُٹھائے جانے مسیح ابن مریم کے آسمان پر۔

جواب: کافۂ اہلِ اسلام مسیح ابن مریم کو مرفوع الی السماء بجسدہ العنصری مانتے ہیں اِلّا بعض اہل تحقیق کہ جسم برزخی کے قائل ہیں۔ مگر نزول مسیح پر سب ہی اتفاق رکھتے ہیں۔

سوال: یہ عقیدہ محض اجماع کورانہ اور لا اَصْلَ لَہٗ ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے یا کوئی دستاویز قرآن اور حدیث سے بھی رکھتا ہے۔

جواب: آیۂ کریمہ مَاقَتَلُوْہُ یَقِیْنًا○ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ ؕ نص صریح ہے رفع جسمی میں۔

سوال: بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ سے رفع روحانی مراد ہے بشہادۃ محاورۂ قرآنیہ یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً.

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جواب: کلمۂ بَلْ آیۂ مذکورہ میں جس کا ترجمہ "بلکہ" ہوتا ہے ابطال ماقبل کے لیے ہے یعنی اللہ تعالیٰ زعم یہود کو جو عیسیٰ ابن مریم کی مقتولیت اور مصلوبیت کے قائل تھے باطل کرتا ہے اور ماقبل اور مابعد بل اضرابیہ ابطالیہ کے متضاد ہوتے ہیں یعنی دونوں معاً متحقق نہیں ہوتے۔

فائدہ جلیلہ

قولہٗ تعالیٰ وَمَاقَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ من جملہ و اقسام قصر الموصوف علی الصفۃ کی ایک قسم ہے یعنی قصر قلب کلمۂ بَلْ کا مفرد میں اضراب یعنی اعراض کے لیے ہوتا ہے۔ اگر بعد امر یا اثبات کے واقع ہو تو اثبات حکم کا مابعد کے لیے کرے گا۔ اور معطوف علیہ کو کالمسکوت عنہ کردے گا اور بعد نفی یا نہی کے حکم اوّل یعنی منفی یا منہی کو برحالِ خود رکھے گا اور ضد اس حکم کی مابعد کے لیے ثابت کرے گا۔ جیسے **قَامَ زَيْدٌ بَلْ عَمْرٌو** اور **لِيَقُمْ بَكْرٌ بَلْ خَالِدٌ** پہلی مثال میں قیام کا اثبات عمرو کے لیے ہوگا نہ زید کے لیے کیونکہ عمر بَلْ کے مابعد واقع ہوا ہے اور ماقبل اس کے **قَامَ زَيْدٌ** مقولہ غلطی پر مبنی ہے اور دوسری مثال **لِيَقُمْ بَكْرٌ** میں طلبِ قیام خالد سے ہے نہ بکر سے وغیرہ۔ اور نفی نہی کی صورت میں ماقبل کے لیے حکم نفی کا بحال رہے گا اور مابعد کے لیے اثبات کا جیسا کہ

لم اکن فی مربع بل یتھما لا تضرب زیداً بل عمروا

اور جس صورت میں مابعد بَلْ کے جملہ ہو تو ابطال جملہ اولیٰ اور اثبات جملہ ثانیہ کے لیے ہوگا۔ **قولہ تعالیٰ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ** یا انتقال من غرضٍ الی غرضٍ آخر پر دال ہوگا۔ **قولہٗ تعالیٰ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا** یہ بھی معلوم ہو کہ بَلْ دونوں صورتوں یعنی مفرد و جملہ میں عطف کے لیے ہوتا ہے۔ بنا بر تحقیق اور مشہور عند النحاۃ عاطفہ ہونا اس کا مختص بالمفرد ہی ہے یعنی جس صورت میں کہ بعد اس کے مفرد واقع ہو۔ اور جملہ میں حرف ابتدا کا ہوگا۔ بنا بر مشہور بَلْ مشترک ٹھہرا عطف اور ابتداء میں۔ اور ظاہر ہے ذکی ماہر پر کہ عدم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اشتراک صحیح ہے۔ بہ نسبت اشتراک کے۔ فقط بودے لوگ سرسری جو امتیاز درمیان معنی وضعی اور اس کے افراد میں نہیں کر سکتے جب استعمال لفظ کا افراد میں بھی معنی وضعی مطلق کی طرح پاتے ہیں تو ان کو دھوکا اشتراک اللفظ بین المطلق والافراد کا لگ جاتا ہے بلکہ فرد معیّن ہی کو بلحاظ کثرت استعمال کے موضوع سمجھ لیتے ہیں جیسا کہ آج کل اردو خوانوں کو لفظ توفّی میں دھوکا لگا ہوا ہے۔ بیان اس کا عنقریب آئے گا۔ کلمۂ بَلْ کا موضوع لہٗ فقط اعراض ہے پہلے کا مسکوت عنہ کرنا یا تقریر اس کی۔ علیٰ ہذا القیاس انتقال ذات پہلے کی یا انتقال غرض سے۔ یہ سب انواع ہیں اعراض کے لیے جو معنی وضعی ہے (بحر العلوم مسلم الثبوت) الغرض کلمۂ بَلْ کا بنا بر تحقیق ہذا آیۂ مذکورہ میں حرف عطف ٹھہرا ابطال جملہ اولیٰ یعنی قَتَلُوْهُ کے لیے۔ اور منجملہ طرق قصر کے قصر بالعطف بھی ہے جس میں متکلم پر واجب ہے کہ نص علی المثبت والمنفی کرے۔ کیونکہ مطلق کلام قصری کو متکلم تمیز بین الخطاء والصواب کے لیے بولتا ہے تاکہ مخاطب کے اعتقاد میں جو خلط بین الصواب والخطاء ہے نکل جاوے اور بالخصوص قصر بالعطف میں کسی طرح ترک کرنا تصریح کا جائز نہیں۔

مَا نَحْنُ فِيْهِ میں یہود کا افتراء دو وجہ سے تھا ایک مسیح کا بذریعہ صلیب کے مقتول کہنا۔ دوسرا اس کی مقتولیت کو محقق بولنا۔ یعنی اِنَّا قَتَلْنَا سے تعبیر تاکیدی کرنی۔ وجہ اوّل کو متکلم بلیغ نے وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ سے رد کیا۔ دوسرے کو وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے۔ اب اگر بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کو کنایہ اعزاز و اکرام سے کہا جاوے جیسا کہ مرزا صاحب وَرَافِعُكَ اِلَيَّ میں فرماتے ہیں تو بمقتضائے قصر قلب کے چاہیے کہ مابعد بَلْ یعنی اعزاز اور ماقبل اس کا یعنی مقتولیت مجتمع نہ ہوں مع آنکہ مقتول مؤمنین میں سے اعلیٰ درجہ کا معزز و مکرم عند اللہ ہوتا ہے۔ قصر قلب میں اگرچہ تنافی بین الوصفین بنا بر تحقیق ضروری نہیں مگر احد الوصفین کا ملزوم نہ ہونا دوسری وصف کے لیے نہایت ضروری ہے تاکہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مخاطب کا اعتقاد برعکس ما یذکرہ المتکلم کے متصور رہو۔ اور اگر رفع سے مراد موت طبعی بعد واقعہ صلیب بعرصۂ دراز مثل مزعوم مرزا صاحب کے لی جاوے تو بحسب مضمون بالا کے تصریح بل بقی حیا ثم توفہ اللہ ورفعہ الیہ کی ضروری ہے ورنہ فصاحت اور بلاغت قرآن کریم میں جو اعلیٰ وجوہ اعجاز اس کے سے ہیں خلل واقع ہوگا متکلم بلیغ کی شان سے بالکل بعید ہے کہ مقتضائے مقام یعنی تمیز ضروری کو چھوڑ کر مزید براں ایسی کلام بولے جس کا معنی بحسب التبادر مخالف ہو معنی مراد سے۔ کیونکہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے تحقیق رفع در وقتِ واقعہ صلیب یا قبل اس کے بحسب محاورۂ قرآنیہ وغیرہ مفہوم ہوتا ہے۔ دیکھو بَلْ جَآءَ هُمْ بِالْحَقِّ جو بعد اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ کے واقع ہے اور ارادہ موت طبعی کا رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے مع زعم تحقق اس کے قبل از واقعہ صلیب مستلزم ہے وقوع کذب کو کلام الٰہی میں (العیاذ باللہ لا نتفاء المحکی عنہ) بعد از قطع احتمالات مذکورہ آیۃ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کی محکم ٹھہری رفع جسمی مسیح میں۔ لہٰذا اہل لسان اور محاورہ دان صحابہ اور سلف سے (رضوان اللہ علیہم اجمعین) رفع جسمی کو آیۃ ہذا سے ایسے سمجھے ہوئے تھے کہ کسی سے اس آیت کے معنی میں اختلاف مروی نہیں۔ اور اسی وجہ سے چونکہ محکم ہے رفع جسمی میں تو مخصص ہوگی واسطے ان آیات اور احادیث کے جو باعتبار عموم اپنے کے دال ہیں وفات مسیح پر مثل قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اور مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ الخ وغیرہ وغیرہ اور یہی قرینہ صارفہ ہے ارادہ کرنے معنی موت کے تَوَفَّيْتَنِيْ سے اور مُتَوَفِّيْكَ سے بر تقدیر عدم تقدیم و تاخیر کے۔ اور یہی آیت بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ میں حَيًّا ملحوظ نہیں ہے۔ اور یہی آیۃ قرینہ ہے حدیث فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ الخ میں فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ سے معنی غیر موت کا لینے کے اور یہی آیۃ قرینہ ہے حدیث لَوْ كَانَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى حَيَّيْنِ الخ میں بر تقدیر صحت کے حیات سے حیات فی الارض مراد لینے کی۔ اور یہی آیۃ بعد از قطع

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احتمالاتِ مذکورہ کے استبعاد عقلِ انسانی کو جو دربارہ مرفوع ہونے جسم مسیح کے بجسدہ العنصری آسمان پر تھا زائل کر رہی ہے۔

هذه الآية تكفي جوا با لجميع السوالات وان اجبنا لكل سوال تبرّعًا. محاورۂ قرآن کریم اور عرف بغیر تخصیص بلغۃ دون لغۃ اس پر شاہد ہیں۔ **وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ** ولدیت اور عبودیت تنافی ہیں تحقق میں۔ **اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ.** مجنونیت اور اتیانِ بالحق یعنی منجانب اللہ حق کو عباد کی طرف لانا متضاد نہیں۔ مثلاً زید کو میں نے مارا نہیں بلکہ اس کو عزت دی۔ عمرو کو میں نے بھوکا نہیں چھوڑا بلکہ پیٹ بھر کر کھلایا۔ مارنا اور عزت دینی۔ ایسا ہی بھوک اور سیری باہم متضاد ہیں۔

بعد تمہید ہٰذا آیت **وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ** میں بھی حسب مقتضیٰ کلمۂ **بَلْ** مقتولیت اور مرفوعیت یعنی مسیح کے مارے جانے اور اٹھائے جانے میں منافات اور عدم اجتماع فی التحقیق چاہیے۔ اور ظاہر ہے کہ مابین [1] مارے جانے اور اُٹھائے جانے روح کے آسمان کی طرف کچھ منافات نہیں۔ دونوں امر معاً پائے جاتے ہیں۔ مقربین میں

---

[1] **قوله** مابین الخ توضیح مقام آنکہ **رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ** یا تو کنایہ ہوگا اعزاز اور رفع منزلت سے جیسا کہ مرزا صاحب بشہادت محاورہ اور حوالہ کتب لغت لیتے ہیں۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ قتل اور قرب الٰہی میں تضاد نہیں بلکہ قتل اور شہادت موجب مستقل ہے رفع منزلت عند اللہ کے لیے سوائے موت کے۔ اور یا مراد اس سے رفع روحی بطریق موت طبعی کے ہوگا بقرینہ وعدہ **توفی** یعنی **يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ** فقط **لفظ مُتَوَفِّيْكَ** اگرچہ مطلق موت پر دال ہے عام اس سے کہ اپنے آپ ہو یا بمباشرت قتل کے۔ لیکن حصر جو مستفاد ہے ضمیر متکلم کے مسند الیہ اور صیغہ مشتق کے مسند بنانے سے مفید ہے موت طبعی کا۔ اس تقریر پر اگرچہ تضاد متحقق ہے مگر بلحاظ اس کے کہ ماضویت **توفی** اور رفع کی۔ **بَلْ تَوَفَّهُ اللّٰهُ وَ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ** میں بہ نسبت ماقبل کلمۂ **بَلْ** کے ہوتی ہے چاہیے کہ موت طبعی مسیح کی قبل از واقعہ قتل وصلیب زعمی متحقق ہو۔ حالانکہ کوئی مؤرخ نہ اسلامی اور نہ غیر اسلامی (جاری)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے جو قتل کیا جاتا ہے ان کی ارواح بھی عالم علوی کو اُٹھائی جاتی ہیں۔ اب بالضرور رفع جسمانی لینا پڑے گا کیونکہ مسیح کے قتل جسمی اور رفع جسمی دونوں میں تضاد اور تنافی ہے۔ اگر جسم مسیح یہود کے ہاتھ مقتول ہو تو وہی جسم عالم بالا کی طرف مرفوع نہ ہو۔ اور اگر مسیح بجسدہ العنصری بحفظ وامان اُٹھائے گئے تو یہود کے ہاتھ میں مقتول نہیں ہو سکتے۔ اور یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ **رَفَعَهُ اللّٰهُ** میں **رَفَعَ** جو صیغہ ماضی ہے اس کی ماضویت کس کی نسبت ہے۔ اس کا ماضی ہونا بہ نسبت ماقبل **بَلْ** کے ہے جس کو باطل کرنا منظور ہے۔ وہ کیا۔ **قَتَلُوْهُ**. اس امر کو ہم قرآنی شہادت سے ثابت کرتے ہیں۔ دیکھو **بَلْ جَآءَ هُمْ بِالْحَقِّ** لانا آیات قرآنی کا منجانب اللہ پہلے ہوا۔ بعد ازاں نسبت جنون کی کفار نے آپ کی طرف کی۔ اب

(بقیہ) اس کی شہادت نہیں دیتا۔ بلکہ ابن عباس اور سائر اہل اسلام **قاطبۃ الی یومنا ھذا** رفع جسمی مسیح کے قبل از واقعہ صلیب کے قائل ہیں تفسیر نقلی صحابی کی چونکہ حکم مرفوع میں ہوتی ہے۔ بناءً ہر مسلمان کے لیے واجب التسلیم اور ضروری القبول ہوگی کیسے نہ ہو۔ رفع جسمی قبل از واقعہ صلیب کا مضمون جو اثر ابن عباس میں عنقریب آئے گا نہ تو معتقد بہ یہود اور نصاریٰ کا تھا تا کہ احتمال روایت ابن عباس کا اہل کتاب سے ہو اور نہ خود ابن عباس اس مضمون کو اپنے اختراع سے پیدا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا یہی ماننا پڑے گا کہ بالضرور ابن عباس نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے۔ اور مؤرخ غیر اسلامی یعنی یہود و نصاریٰ۔ موت بالقتل والصلیب مسیح کے قائل ہیں۔ اور مرزا صاحب موت طبعی بعد از واقعہ صلیب کے معتقد ہیں۔ حسب زعم ان کے **بَلْ بَقِیَ حَیًّا ثُمَّ تَوَفَّهُ اللّٰهُ وَرَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ** چاہیئے تھا۔ الحاصل تقدیر مذکور مستلزم ہے فقدان محکی عنہ کی وجہ سے وقوع کذب کو۔ العیاذ باللہ۔ آیت مذکور میں بعد بطلان احتمالات مذکورۃ الصدر کے یہی متعین ہوا کہ مراد **رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ** سے رفع جسمی ہے اور **تَوَفَّهُ اللّٰهُ** سے جو قبل از **رَفَعَهُ اللّٰهُ** کے بقرینہ وعدہ مقدر ہے معنی **قَبَضَهُ اللّٰهُ** کا۔ آیۃ مذکور جیسا کہ نص ہے ابطال افترائے یہود اور رفع جسمی مسیح میں ایسے ہی قرینہ صارفہ ہے ارادہ معنی موت کے لیے **مُتَوَفِّیْکَ** اور **فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ** سے اور یہی وجہ ہے قول بالتقدیم والتاخیر کی۔ آیۃ **یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ** میں بر تقدیر ارادہ معنی موت کے **مُتَوَفِّیْکَ** سے۔ باقی رہا یہ زعم کہ لفظ **توفی** کا قرآن کریم میں فقط معنی موت ہی میں مستعمل ہے یہ صرف سادہ لوحوں اور یہودوں کا خیال ہے۔ اس کی تحقیق عنقریب آئے گی۔ ان شاء اللہ ۱۲

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے ثابت ہوا کہ تحقق رفع قبل از تحقق قتل زعمی یہود کے ہوا ہے یعنی پہلے جسم مسیح محفوظ وامان آسمان کی طرف اُٹھایا گیا۔ بعد ازاں یہود نے ان کی شبیہ کو قتل کیا۔ اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کو قیاس يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ پر کرنا بے جا ہے۔ کیونکہ اس میں خطاب نفس کی طرف ہے نہ جسم مع الرُّوح کو۔ بخلاف رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے۔ کہ مرجع ضمیر منصوب متصل کا یعنی رفع میں جو ضمیر ہے وہ ہی مرجع ہے جو ماقبل اس کے مَاقَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ کے لیے ہے یعنی جسم مع الرُّوح۔

یہ بھی سمجھنا ضروری ہے کہ اصل واقعہ میں یا اس کے علم میں تغیر کا ہونا اس امر کو نہایت مدخل ہے کلام کے حقیقت یا مجاز ہونے میں۔ ایک ہی کلام کبھی حقیقت ہوتی ہے معنی مراد میں جب اصل واقعہ اعتقاداً یا بحسب نفس الامر ایک طرح ٹھہرایا جائے اور اسی کلام کو بعینہٖ افراد مجاز میں سے شمار کیا جاتا ہے جس حالت میں کہ اصل واقعہ دگرگوں قرار دیا جائے۔ مثلاً اَنْبَتَتِ الرَّبِيْعُ الْبَقْلَ یعنی موسم ربیع نے ترکاری اُگائی جس حالت میں کہ قائل اس کا مومن ہو، مجاز ہوگا کیونکہ وہ اسناد ہے الی غیر ما ھولہٗ عندا لمتکلم۔ اور یہی قول حقیقت کی امثلہ میں شمار کیا جائے گا جبکہ قائل اس کا جاہل ہو یعنی وہ شخص جس کے اعتقاد میں فی الواقع اُگانے والی موسم ربیع ہے کیونکہ حسب اعتقاد اس کے اسناد فعل کی اِلٰی مَا هُوَلَهٗ اس کلام میں واقع ہے۔ اقسام اس بحث کے بہت ہیں۔ ناظرین کی ملالت اور تشویش کے باعث اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔

ایسے کشف فلان عن ساقہ فلانے نے اپنی پنڈلی سے پردہ اُٹھایا۔ جس حالت میں کہ فلانے نے فی الواقع اپنی ساق کو بروقت گزرنے کے پانی سے یا کسی اور تقریب سے برہنہ کیا، یہ کلام حقیقت ہوگی یعنی لفظ کشف اور ساق اپنے اپنے معنی حقیقی میں مستعمل ہوں گے۔ اور درحالتے کہ فلانے نے پنڈلی کو برہنہ نہیں کیا بلکہ کسی کام کی تیاری

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں مصروف ہو رہا ہے۔ اس وقت یہی کلام کشف فلان عن ساقہ کنایہ ہوگی مستعد ہونے سے اس کام پر۔

اب اگر کوئی ظاہر بین[1] اردو خوان نام کا مولوی کسی کتاب میں دوسرے معنی کو جو حسب محاورہ ہے معنی کنائی اور کلام مذکور کو کنایہ لکھا ہوا دیکھ کر منحصر ہونا اس کلام کا معنی استعداد ہی میں بشہادت محاورہ سمجھ لے تو منشاء اس کا بجز جہالت کے اور کیا ہے۔ لفظ رفع کا صلہ جب اِلٰی واقع ہو تو بہر حال اس کو اسی معنی میں یعنی کسی کو کسی کے ساتھ نزدیک کرنا اور مرتبہ دینا۔ منحصر سمجھنا بشہادت محاورہ جس کو اہل لغت نے بھی بیان کیا ہے اسی قبیل سے ہے جو بیان کر چکا ہوں یعنی جہالت ہے۔ حدیث شریف میں یہی محاورہ ہے **فرفعهٗ الی یدهٖ. ای رفعه الٰی غایة طول یده لیراه الناس فیفطرون** (مجمع البحار) رفع جسمی میں وارد ہے بغیر رفع منزلت کے۔ ایسا ہی **یرفع الحدیث الٰی عثمان** اور **یرفعه الی النبی** ﷺ۔ اور ایسا ہی **یرفع الیه عمل اللیل قبل عمل النّهار. ای الٰی خزائنه لیضبط الٰی یوم الجزاء** (مجمع البحار) ان سب میں یہی محاورہ اٹھانے چیز میں بعینہٖ جو ہر ہو یا عرض مدخول اِلٰی کی طرف مستعمل ہے بغیر ارادہ رفع مرتبہ کے۔ **مانحن فیه** میں جب اثر صحیح ابن عباس وغیرہ کا دربارہ مرفوع ہونے جسم مسیح کے اور نص **بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ** کی جو کئی وجوہ سے

---

[1] حضرت مؤلف قدس سرہ چونکہ حکیم الامت تھے اس لیے آپ نے خداداد نگاہ بصیرت سے آنے والے دور میں گمراہی کے دو بڑے سبب بیان فرمائے۔ ایک دینی علوم اور ان کے موقوف علیہ لازمی علوم سے بے بہرہ ہونا اور فقط سرسری طور پر اردو تراجم پڑھ کر ہیچوں ما دیگرے نیست کا دعویٰ جسے آپ موجودہ اردو خوان اور زعمی مولویوں کا کارنامہ قرار دیتے ہیں۔ دوسرا مروجہ مغربی سائنس اور فلسفہ کے اصول کو قطعی سمجھ کر قرآن واحادیث متواترہ سے انکار جس کا بانی تعلیم یافتگان لندن کو قرار دیا ہے۔ کیونکہ وہ برطانوی دور کا عروج تھا۔ ورنہ اسلامی شعائر واحکام اور دین کے اصول کے خلاف نظریات رکھنے والے سب اس میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ فیض عفی عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شہادت رفع جسمی مسیح پر دیتی عنقریب بیان ہوں گے۔ پھر اصل واقعہ کو خیال نہ کرنا اور رفع کو فقط رفع بحسب المرتبہ میں منحصر سمجھ لینا خطا در خطا ہے۔ ایک تو صاحب صراح وغیرہ کی غرض نہ سمجھی۔ انہوں نے تو استعمال رفع کا در حالت صلہ واقع ہونے اِلٰی کے معنی رفع منزلت اور علوِ قدر میں ذکر کیا یعنی لفظ رفع کا اس حالت میں معنی مذکور میں استعمال ہوتا ہے یعنی بشرط مطابقت اصل واقعہ اور ارادہ اس معنی کے نہ یہ کہ جہاں رفع کا صلہ ہو اِلٰی ہو بالضرور رفع منزلت بغیر رفع جسمی کے مدلول لفظ رفع کا ہوگا۔ اگرچہ ارادہ متکلم کا ادا کرنے معنی رفع جسمی کا بعبارت مذکورہ بھی ہو **کشف عن الساق** کو جو کنایۃً[1] بحسب محاورہ تیار ہونے سے ٹھہراتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی وقت معنی حقیقی پر دال نہ ہوگا۔

الغرض صلہ الی قرینہ صارفہ ارادہ معنی رفع جسمی سے نہیں بلکہ مجوزہ ہے ارادہ معنی رفع منزلت کے لیے بروقت موجود ہونے قرینہ صارفہ کے یعنی لفظ رفع سے مراد رفع بحسب المرتبہ نہ ہوگا۔ مگر اسی صورت میں کہ صلہ اس کا کلمہ اِلٰی واقع ہو نہ بالعکس یعنی یہ نہیں کہ جس جگہ صلہ اس کا اِلٰی ہو اس جگہ بغیر اس رفع منزلت کے رفع جسمی پر دال نہ ہوگا۔ مطلقہ عامہ کو محصورہ کلیہ سمجھ لیا۔ دوسری خطا یہ ہے کہ رفع جسمی اور رفع بحسب الدرجہ میں تبائن کلی اور منافاۃ فی التحقق سمجھ لی۔ حالانکہ **ما نحن فیہ** میں تو رفع جسمی کی صورت میں رفع بحسب القدر بالاولی اور بالاحسن معلوم ہوتا ہے۔

اس تحقیق سے ناظرین کو اچھی طرح مرزا صاحب اور ان کے مخلصین کا دھوکا کھانا معلوم ہوسکتا ہے۔ القول الجمیل تصدیق المثیل کے صفحہ ۵۹ و ۶۰ کو ملاحظہ کریں۔ مرزا صاحب اور ان کے اتباع فرماتے ہیں کہ قرآن یا حدیث میں لفظ سَمَاء جس کا معنی آسمان ہے متعلق رفع اور نزول مسیح کے نہیں آیا، یعنی **رفعہ اللہ الی السماء** اور **ینزل من**

[1] معنی کنائی حقیقی کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے نہ مجازی۔ ۱۲ مطول

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

السماء۔ بھلا صاحب یہ تو فرمائیے کہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ جس کا مدلول خدا کی طرف مرفوع ہونا ہے۔ رفع روحانی ہی سہی کس طرح متحقق ہوگا۔ اور ایسا ہی اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ اپنے رب کی طرف رجوع نفس کی صورت کیا ہوگی۔ اور اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ میں چڑھ جانا کلماتِ طیبہ اور عملِ صالح کا مرفوع ہونا خدا کی طرف کیسے ہوگا۔ یہی تو فرمائیں گے جیسا احادیث میں وارد ہے کہ خدا کی طرف مرفوع ہونا یا رجوع ہونا یا چڑھ جانا۔ اس کی یہی صورت ہے کہ آسمان کو جو محل ہے عباد مکرمین کا قرارگاہ ان کی بنائی جائے۔ نہ کہ سوائے آسمان کے زمین میں یا آسمان اور زمین دونوں سے باہر رکھ دیا جائے۔ ایسا ہی رفع جسمی کی صورت میں بھی لفظ اِلَيْهِ کا ملاحظہ فرما کر سماء کو مذکور سمجھیں۔ پس رفع الی اللہ اور رفع الی السماء۔ ایسا ہی رجوع الی الرب اور صعود الی السماء متساوق فی المعنٰی ہیں۔ احادیث میں تو صراحۃً بھی آ گیا ہے۔ اور رسالہ ہٰذا میں عنقریب ناظرین ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

آیۂ مذکورہ یعنی بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ جیسا کہ اثبات رفع جسمی مسیح اور ابطال افتراء یہود کہ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ کہتے تھے۔ اور تردید عقیدۂ نصاریٰ باتباع یہود فرما رہی ہے۔ ایسا ہی تکذیب عقیدہ فرقہ نیچریہ اور مرزائیہ کی بشہادت سیاق و آثار صحابہ و احادیث صحیحہ کر رہی ہے۔ احادیث صحیحہ کے نام لینے میں میں بھول گیا ہوں۔ حضرت سائل تحقیق اور استفسار سے ہی نہ رہ جائیں۔ کیونکہ ان کے اصول موضوعہ میں سے تقابل قرآن اور حدیث صحیح بھی ہے۔ اس مغالطہ سے بڑے کام نکلتے ہیں جب عوام کالانعام سے مخاطب ہو کر پوچھتے ہیں کہ بتاؤ میاں خداوند کریم کی کلام پاک مقدم ہے یا بندہ کی۔ ناچار مخاطبین حسب لیاقت اپنی کے یہی بول اٹھتے ہیں کہ خدا کی کلام اور بندہ کی کلام میں اتنا فرق ہے جس قدر کہ دونوں متکلموں کا آپس میں یعنی خدائے عزوجل اور بندہ میں۔ یعنی خدا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خدا اور بندہ بندہ۔ یہ کوئی نہیں کہتا۔ اجی حضرت! آپ سوال تقدیم وتاخیر من حیث العظمہ والمنزلت سے فرمارہے ہیں یا من حیث التفصیل والبیان سے۔ اگر من حیث العظمۃ ہے تو سب اہل اسلام کلامِ الٰہی کو زائد العظمۃ مانتے ہیں۔ لہٰذا نماز کا رکن کلام الٰہی [1] ہوسکتی ہے نہ حدیث اور اگر بجہت التفصیل وتشریح فرماتے ہیں تو حدیث شریف مقدم ہے۔ کیا معنی کہ پہلے مضمون تفصیلی حدیث شریف ہمارے اذہان میں آئے گا تب اجمالِ آیت کو ہم سمجھیں گے۔ ہاں صحت میں غور کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس رحمۃ للعلمین خاتم النبیین ﷺ کو حکیم مطلق لَاتُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ نے اسی لیے برزخ مابین اپنے اور ہمارے قرار دیا ہے کہ برزخ کی پرلی طرف کی بات برزخ ہی کے منہ مبارک سے بمعہ تشریح سن لیویں۔ کیونکہ جیسا کہ قولہٗ تعالیٰ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا اور اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا اور وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ. اور وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ. اور حدیث شریف اَلَا اِنِّیْ اُوْتِيْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ یعنی السُّنَّة اسی برزخ سے مخصوص ہے۔ ایسا ہی ذمہ داری اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ اسی کو شایان ہے۔

فَسُبْحَانَ مَنْ خَلَقَهٗ وَاَجْمَلَهٗ وَاَكْمَلَهٗ وَعَلَّمَهٗ وَاَدَّبَهٗ فَاَحْسَنَ تَا دِيْبَهٗ ﷺ

فرقہ مرزائیہ عیسیٰ بن مریم کے مصلوب ہونے یعنی صلیب پر چڑھانے کے یہود اور نصاریٰ کی طرح معتقد ہیں۔ فقط صلیب پر مرجانے میں باہم مختلف ہیں۔ یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح صلیب پر مر گئے۔ اور مرزائیہ صلیب سے زندہ اتار کر بعد ۸۷ سال کے کشمیر خاص سری نگر میں دفن کرتے ہیں۔ ایام الصلح صفحہ ۱۱۲، اس کا بطلان رَفَعَهُ اللّٰهُ کی

[1] یعنی بلحاظ عظمت کلام الٰہی مقدم ہے۔ اسی لیے نماز میں قرآن پڑھنا رکن ہے حدیث پڑھنا نہیں۔ فیض عفی عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ماضویت سے جو بہ نسبت ماقبل بَلْ یعنی مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ کے ثابت کی گئی ہے۔ اصل کتاب سے اور فائدہ جلیلہ سے جو منہیہ میں لکھ چکا ہوں۔ بخوبی ناظرین معلوم کر چکے ہیں۔ اور یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ مراد ماقبل بَلْ سے نفس قتل اور صلب ہے قطع نظر منفی ہونے اس کے سے کیونکہ نفی حکایت میں ہے نہ محکی عنہ میں۔ اس تقریر سے جو صراحۃً نظم قرآنی سے سمجھی جاتی ہے۔ ظاہر ہو گیا کہ سیّد احمد صاحب اور مرزا صاحب اور مصنف تفسیر حضرت شاہی کو مَاصَلَبُوْهُ کے معنی میں جو ان صاحبوں نے روایات انا جیل کے ملاحظہ سے لیا ہے سخت دھوکا ہوا۔ کہتے ہیں مَا صَلَبُوْهُ یعنی یہود نے مسیح کی ہڈیوں کو نہ توڑا۔ ازالہ اوہام صفحہ ۳۷۸ سے صفحہ ۳۸۲ تک تفسیر حضرت شاہی صفحہ ۱۹ افتامل۔ ایسا ہی استشہاد میں معنی مذکور پر ساتھ عبارت قاموس کے وَالْعِظَامَ اِسْتَخْرَجَ وَدَكَّهَا۔ اور اس حدیث کے لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ اَتَاهُ اَصْحَابُ الصُّلْبِ بِسُكُوْنِ اللَّامِ و ضمّها و فتحها ای الذین یجمعون العظام ویستخرجون ودکھاویأتدمون به کیونکہ قاموس کی عبارت کا مفہوم چکنائی کا نکالنا اور شوربا بنانا ہے۔ اور اگر ہڈیوں کا توڑنا بخیال اس کے کہ شوربا بغیر اس کے نہیں بن سکتا۔ صلب کا معنی قرار دیا جائے تو چاہیے کہ موت طبعی اس جانور کی یا ذبح اس کا بھی مدلول اس کا ٹھہرایا جائے۔ اور حدیث میں لفظ اصحاب الصلب سے معنی مذکور سمجھا گیا۔ کیونکہ صلب کا معنی چکنائی اور اصحاب الصلب کا معنی چکنائی والے لوگ۔ ہڈیوں کا توڑنا نہ تو لفظ اصحاب کا مدلول ہے اور نہ صلب کا۔ دیکھو قاموس اور مجمع البحار۔ صلیب پر چڑھانے میں تو نظم قرآنی اور احادیث نزول کو جو استلزام رفع جسمی سے خبر دے رہی ہیں ان سب کو سلام کہہ کر روایات انا جیل سے کام لیا۔ بعد از واقعہ صلیب مسیح کا زندہ رہنا اور عرصہ دراز کے بعد کشمیر[1] میں مدفون ہونا۔ اس میں انا جیل کو بھی چھوڑا۔

---

[1] سچ ہے "دروغ گو را حافظہ نہ باشد" مرزا جی ازالہ اوہام میں تو لکھتے ہیں کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں فوت ہوا مگر ایام الصلح میں سری نگر یاد آ گیا۔ بہر حال اس دروغ کا پردہ علمائے اسلام نے اپنی تصانیف میں اچھی طرح چاک کیا۔ اور حضرت مؤلف نے اس کا سیف چشتیائی میں پوری طرح رد فرمایا ہے۔ فیض عفی عنہ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وجوہاتِ بُطلانِ مذہب مرزائیہ دربارۂ رفع عیسیٰ علیہ السلام

بُطلان اس مذہب خانہ زاد کا آیۃ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے بشہادت کلمہ بَلْ ایک وجہ سے تو ظاہر ہو چکا ہے۔

دوسری وجہ بُطلان کی اتحاد مرجع ہے دونوں ضمیروں منصوب متصل کا جو واقع ہیں مَاقَتَلُوْهُ اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں۔ مَاقَتَلُوْهُ میں مرجع ضمیر کا چونکہ جسم مع الروح ہے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں بھی نظر بہ اتحاد وہی مجموع مرجع ہوگا نہ فقط روح۔

تیسری وجہ بُطلان کی یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ سلک جرائم یہود میں فقط افتراء اور بہتان ان کا ذکر فرماتا ہے یعنی وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فرمایا۔ اور فقط ذکر قتل یا صلیب پر چڑھانے کا بغیر انضمام قول کے نہیں کیا یعنی وَقَتَلَهُمُ الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وصلبهم نہیں فرمایا۔ صلیب پر چڑھانا اور کوچہ بکوچہ رسوا کرنا اور مار پیٹ سے تکلیف دینا یہ تو بڑا سنگین جرم اور موجب غضب الٰہی ہے بہ نسبت اس کے کہ فقط افتراء یا جھوٹ بول دیا ہو۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فی الواقع مسیح مقتول اور مصلوب نہ تھے بلکہ ایک اور شخص مسیح کے حواریوں میں سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ یعنی یہود نے مشورہ مسیح کے قتل کرنے کا کیا تھا۔ مگر ہم بڑے اسباب بچاؤ کے جانتے ہیں۔ مسیح کو تو ہم نے اٹھا لیا اور اس کی شبیہ کو مقتول اور مصلوب کرایا۔ یہود نے حسب زعم اپنے کے یہ کہنا شروع کیا کہ ہم نے مسیح ابن مریم کو جو رسول منجانب اللہ کہلاتا تھا مصلوب کر کے مار ڈالا۔ مگر یہود اس قتل مسیح کے بارہ میں مشکک تھے اور نصاریٰ بھی باتباع یہود مسیح کی مقتولیت اور مصلوبیت کے قائل ہوئے بغیر ان چند حواریوں کے جو اس گھر میں جس میں سے مسیح مرفوع الی السماء ہوئے موجود تھے۔ القصہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کو اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واقعہ سے خبر دی کہ یہود اس قول میں کہ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ مفتری ہیں اور یقینی طور پر اِنَّا قَتَلْنَا نہیں کہتے بلکہ اس میں بھی مشکک ہیں۔ اور واقعی امر تو یہ ہے کہ مسیح کو انہوں نے مقتول اور مصلوب نہیں کیا بلکہ اس کے شبیہ کو۔ اور مسیح کو تو ہم نے ان کی ایذا سے بچانے کے لیے آسمان پر اٹھالیا۔ اس کے بعد فرمایا وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا یعنی یہ خیال مت کرو کہ جسم عنصری آسمان پر کس طرح جا سکتا ہے۔ کیونکہ ہمارا نام عزیز ہے باعزت اور باغلبہ اور ہم اس رفع جسمی پر غالب ہیں۔ ہمارے سامنے کوئی بڑی بات نہیں۔ حَکِیْمًا یعنی ہم باحکمت ہیں۔ کوئی کام ہمارا حکمت سے خالی نہیں ہوا کرتا۔ اس مسیح کے اٹھانے اور بقیہ ایام حیوۃ پورے کرنے میں بھی ایک حکمت ہے۔ وہ کیا؟ ان کو ہم اپنے حبیب ازلی اور شاہد لم یزلی ﷺ کے خدام اور خلفاء سے بنائیں۔ کیونکہ اس نے یہ منصب ہماری بارگاہ سے بہ نالہائے نیم شبی اور دعاہائے سحری مانگا ہوا ہے۔ گو کہ ہم زمین میں بھی اس کے محفوظ رکھنے اور بچانے پر ایذا یہود سے قادر ہیں۔ مگر ہماری حکمت کا مقتضی یہی ہے کہ ہر چیز کے ساتھ معاملہ حسب استعداد مادہ فطرتی اس کے کیا جائے۔ نفخ روح القدس مریم کے گریبان میں چونکہ منجملہ اس کے اسباب فطرتی کے تھا۔ اور تشبہ بالملائکہ ممتاز طریق پر اس کو حاصل تھا۔ لہٰذا آسمان پر رہنا اس کا موجب تعجب اور خلاف حکمت نہیں۔ یہاں تک تو حاصل ہے اس آیت کریمہ کا۔ وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ۝

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احادیث مبارکہ

قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن سنان حدثنا ابو معاویة عن الاعمش عن المنهال ابن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لما اراداللہ ان یرفع عیسٰی الی السماء خرج علی اصحابه فی البیت اثنا عشر رجلا من الحواریین. یعنی فخرج علیهم من عین فی البیت ورأسه یقطر ماء فقال ان منکم من یکفر بی اثنا عشر مرة بعد ان اٰمن بی قال ثم قال ایکم یلقی علیه شبهی فیقتل مکانی ویکون معی فی درجتی فقام شاب من احدثهم سِنًّا فقال له اجلس ثم اعادعلیهم فقام ذٰالک الشاب فقال اجلس ثم اعاد علیهم فقام ذٰالک الشاب فقال انا فقال هو انت ذاک فالقی علیه شبه عیسٰی ورفع عیسٰی من روزنة فی البیت الی السماء قال وجاء الطلب من الیهود فاخذوا الشبه فقتلوه ثم صلبوه فکفر به بعضهم اثنی عشر مرة بعد ان اٰمن به وافترقوا ثلاث فرق فقالت فرقةٌ کَانَ اللہ فینا ماشاء ثم صعد الی السماء وهٰؤلآ ء الیعقوبیة. وقالت فرقةٌ کان فینا ابن اللہ ما شاء ثم رفعه اللہ الیه و هٰؤلآءِ النسطوریة وقالت فرقةٌ کان فینا عبدُ اللہِ وَرَسُوْلُهٗ ما شاء اللہ ثم رفعه اللہ الیه و هٰؤُلآ ء المسلمون. فتظاهرت الکافرتان علی المسلمة فقتلوها فلم یزل الاسلام طا مساحتیٰ بعث اللہ محمّدا ﷺ. وهذا اسناد صحیح الی ابن عباس ورواه النسائی عن ابی کریب عن ابی معاویة بنحوه وکذا ذکر غیر واحد من السلف انه قال لهم ایّکم یُلقی علیه شبهی فیقتل مکانی وهو رفیقی فی الجنة. (انتہی تفسیر ابن کثیر)

ترجمہ: فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جب خداوند کریم نے عیسٰی علیہ السلام کے آسمان پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اٹھانے کا ارادہ کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام، مکان میں جو چشمہ تھا اس سے باہر نکل کر اس حال میں کہ آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اپنے بارہ حواریوں کے پاس تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ بے شک تم میں سے ایک شخص مجھ پر ایمان لانے کے بعد بارہ مرتبہ کافر ہوگا۔ بعد ازاں فرمایا کہ کون شخص ہے تم میں سے جس پر میری شباہت ڈالی جائے اور میری جگہ وہ مقتول ہو اور میرے درجہ میں میرے ساتھ رہے۔ پس ایک نوجوان شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ میں ہوں یارسول اللہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو فرمایا کہ تو بیٹھ جا۔ اور آپ نے دوبارہ پھر اسی لفظ کا اعادہ فرمایا پھر وہی شخص کھڑا ہوا۔ غرض چوتھی مرتبہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو ہی وہ شخص ہے پھر عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت اس شخص پر ڈالی گئی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام مکان کے روشندان سے آسمان کی طرف اُٹھائے گئے۔ بعد ازاں یہود کے جاسوس آئے اور اس شبیہ کو پکڑا اور اسی شبیہ کو مقتول اور مصلوب کیا۔ پھر بعض اشخاص بارہ مرتبہ عیسیٰ علیہ السلام سے پھر گئے بعد ایمان کے۔ اور اس کے بعد تین فرقے ہو گئے۔ ایک فرقہ اس امر کا قائل ہوا کہ ہم میں خدا رہا جب تک چاہا۔ پھر آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ اس فرقہ کو یعقوبیہ کہتے ہیں۔ دوسرے فرقے نے کہا کہ خدا کا بیٹا جب تک چاہا ہم میں رہا۔ بعدہٗ خداوند کریم نے اس کو اٹھالیا۔ اس گروہ کا نام نسطوریہ ہے۔ تیسرے فرقے کا یہ مذہب تھا کہ خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہمارے گروہ میں رہا جب تک خداوند کریم نے چاہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔ اس گروہ کو مسلمان کہتے ہیں۔ پھر دونوں فرقے کافروں کے فرقہ مسلمہ پر غالب آئے اور اس کو قتل کر ڈالا۔ پھر ہمیشہ اسلام معدوم رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ اور یہ اسناد صحیح ہے ابن عباس کی طرف اور روایت کیا اس اثر کو نسائی نے ابی کریب سے اس نے ابی معاویہ سے مثل طریق مذکور کے۔ اور اسی طرح ذکر کیا بہتیروں علماء سلف نے اس امر کو کہ فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے تم میں سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس پر ڈالی جائے شباہت میری اور قتل کیا جائے میری جگہ وہ رفیق میرا ہوگا جنت میں۔ انتہی۔

ایضاً اخراج کیا اس اثر کو عبد بن حمید اور ابن مردویہ نے۔ واخرج عبدبن حمید وابن جریر و ابن المنذر عن مجاهدٍ فی قوله تعالٰی شُبِّهَ لَهُمْ. قال صلبوا رجلاً غیر عیسٰی شبهوه بعیسٰی یحسبونه ایاه ورفع الله الیه عیسٰی حیًّا.

ترجمہ: فرمایا مجاہد نے صلیب یعنی دار پر چڑھایا یہود نے شبیہ عیسٰی علیہ السلام کو اس حال میں کہ گمان کرتے تھے اس شبیہ کو مسیح اور اُٹھالیا اللہ نے مسیح کو زندہ آسمان پر۔

واخرج عبد ابن حمید وابن جریر وابن المنذر عن قتادہ وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا قَال اُولٰئِکَ اَعداء الله الیهود افتخروا لقتل عیسٰی علیہ السلام وزعموا انهم قتلوه و صلبوه وذکرلنا انه قال لاصحابه ایکم یقذف علیه شبهی فانهٗ مقتول قال رجل من اصحابه اَنَا یانبی الله فقتل ذٰلک الرجل ومنع الله نبیّهٗ ورفعه الیه. (درمنثور)

ترجمہ: فرمایا قتادہ تابعی جلیل نے یہود نے جو دشمن اللہ کے ہیں فخر کیا اور گمان کیا ساتھ قتل اور صلب عیسٰی علیہ السلام کے۔ فرماتے ہیں قتادہ یہ گمان غلط ہے اس لیے کہ پہنچی ہے ہم کو یہ بات کہ فرمایا عیسٰی علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو۔ کون ہے تم میں سے جس پر شباہت میری ڈالی جائے اور قتل کیا جائے۔ عرض کی ایک نے میں ہوں اے رسول اللہ کے۔ پس قتل کیا گیا وہ شخص اور باز رکھا اللہ نے عیسٰی علیہ السلام کو قتل ہونے سے بایں طور کہ اُٹھالیا اللہ نے ان کو زندہ آسمان پر۔

واخرج ابن جریر عن السدی قال ان بنی اسرائیل حصروا عیسٰی وتسعة عشر رجلا من الحواریین فی بیت فقال عیسٰی لاصحابه من یأ خذ صورتی فیقتل وله الجنة فاخذها رجل منهم و صعد بعیسٰی الی السماء فذالک قوله وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ○

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: اور اخراج کیا ابن جریر نے سدی سے۔ فرمایا سدی نے محاصرہ کیا یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کا بمعہ حواریوں کے بیچ ایک مکان کے پس فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو تم میں سے کون قبول کرتا ہے صورت میری تا کہ قتل کیا جائے بجائے میرے۔ اور واسطے اس کے جنت ہو پس قبول کیا ان میں سے ایک نے اور اُٹھائے گئے عیسیٰ علیہ السلام طرف آسمان کی۔ یہی ہے مضمون خداوند کریم کے قول وَمَكَرُوْا مَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ۝ کا۔

واخرج ابن جرير عن ابی مالک وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قَالَ ذَالِكَ عند نزول عيسٰى ابن مَرْيَمَ لايبقىٰ احد من اهل الْكِتٰبِ الا امن به اور اخراج کیا ابن جریر نے ابی مالک سے بیچ تفسیر قول خداوند کریم وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ کے فرمایا انہوں نے یہ نزدیک نزول عیسیٰ ابن مریم کے یعنی اس زمانہ میں جو اہل کتاب ہوگا ایمان لائے گا ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے۔

واخرج عبد ابن حميد وابن المنذر عن شهر ابن حوشب فی قوله وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ عن محمد بن علی بن ابی طالب هو ابن الحنفية قال ليس من اهل الكتب احد الاّ اتته الملٰئكة يضربون وجهه ودبره ثم يقال يا عدوالله ان عيسٰى روح الله وكذبت على الله وزعمت انه الله. ان عيسٰى لم يمت وانه رفع الى السماء وهو نازل قبل ان تقوم الساعة فلا يبقى يهودی ولا نصرانی الا امن به.

ترجمہ: روایت ہے محمد بن علی بن ابی طالب سے بیچ تفسیر آیۃ مذکور کے کہ ہر ایک اہل کتاب کو ملائکہ ماریں گے اور کہیں گے کہ جھوٹ بولا تم نے کہ مسیح خدا ہے بلکہ عیسیٰ علیہ السلام روح اور کلمہ خدا کا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور وہ اُٹھائے گئے آسمان پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر نازل ہوں گے پہلے قیامت کے پس کُل اہلِ کتاب ایمان لائیں گے ساتھ عیسٰی علیہ السلام کے۔

وکان من خبر الیھود علیھم لعائن اللہ وسخطہ وغضبہ وعقابہ انہ لما بعث اللہ عیسٰی ابن مریم بِالْبَیِّنٰتِ والھدٰی حسدوہ علی ما اتاہ اللہ تعالٰی من النبوۃ والمعجزات الباھرات التی کان یبرء بھا الاکمہ والابرص ویحی الموتیٰ باذن اللہ ویصور من الطین طائرا ثم ینفخ فیہ فیکون طائرا یشاھد طیرانہ باذن اللہ عزوجل الی غیر ذٰلک من المعجزات التی اکرمہ اللہ بھا واجراھا علی یدیہ ومع ھذا کذبوہ و خالفوہ و سعوا فی اذائہ بکل ما امکنھم حتی جعل نبی اللہ عیسٰی علیہ السلام لایساکنھم فی بلدۃ بل یکثر السیاحۃ ھوو اُمّہٗ علیھما السلام ثم لم یقنعھم ذٰلک حتی سعو الی ملک دمشق فی ذٰلک الزمان وکان رجلا مشرکا من عبدۃ الکواکب وکان یقال لا ھل ملتہ الیونان وانھو الیہ ان فی بیت المقدس رجلا یفتن الناس ویضلھم ویفسد علی الملک رعایاہ فغضب الملک من ھذا وکتب الی نائبہ بالقدس ان یحتاط علی ھذا المذکور وان یصلبہ ویضع الشوک علی رأسہ ویکف اذاہ عن الناس فلما وصل الکتاب امتثل والی بیت المقدس ذٰلک وذھب ھووطائفۃ من الیھود الی المنزل الذی فیہ عیسٰی علیہ السلام وھو فی جماعۃ من اصحابہ اثنی عشر اوثلاثۃ عشرو قیل سبعۃ عشر نفرا وکان ذٰلک یوم الجمعۃ بعد العصر لیلۃ السبت فحصروہ ھنالک فلما احس بھم وانہ لا محالۃ من دخولھم علیہ او خروجہ الیھم قال لا صحابہ ایکم یُلقیٰ علیہ شبھی وھو رفیقی فی الجنۃ فانتدب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لذالک شابٌ منهم فکانه استصغره عن ذٰلک فاعاده ثانیة و ثالثة و کل ذٰلک لاینتدب الا ذٰلک الشاب فقال انت هو والقی الله علیه شبه عیسٰی حتی کانه هو وفتحت روزنة من سقف البیت واخذ ت علیہ السلام سنة من النوم فرفع الی السماء و هو کذالک کما قال الله تعالٰی اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ. الآیة. فلما رفع خرج اولئک النفر فلما رای اولئک ذٰلک الشاب ظنوا انه عیسٰی فاخذوه فی اللیل وصلبوه ووضعو الشوک علی رأسه واظهر الیهود انهم سعوا فی صلبه وابتهجوا بذٰلک وسلّم لهم طوائف من النصاریٰ ذٰلک لجهلهم وقلة عقلهم ما عدا من کان فی البیت مع المسیح فانهم شاهدوا رفعه واما الباقون فانهم ظنوا کما ظن الیهود انّ المصلوب هو المسیح ابن مریم حتیٰ ذکر وا ان مریم جلست تحت ذٰلک المصلوب وبکت ویقال انه خاطبها والله اعلم. وهذا کله من امتحان الله عباده لما له فی ذٰلک من الحکمة البالغة وقد اوضح الله الامر و جلاه وبینه واظهره فی القراٰن العظیم الذی انزله علی رسوله الکریم المؤید بالمعجزات والبیّنات والد لا ئل الواضحات فقال تعالٰی وهواصدق القائلین ورب العٰلمین المطلع علی السرائر والضمائر الذی یعلم السرّ فی السمٰوات والارض العالم بما کان وما یکون ومالم یکن لو کان کیف یکون وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰکِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ای رأ وا شِبْهَهٗ فظنوا انه ایاه. ولهذا قال وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْهُ مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ. یعنی بذالک من ادعیٰ انه قتله من الیهود ومن سلمه الیهم من جهال النصاریٰ کلهم فی شک من ذالک وحیرة وضلال وسعر ولهذا قال وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ای و ما قتلوه متیقنین انه هو بل شاکین متوهمین بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا ای منیع الجناب لا یرام جنابه ولا یضام من لا ذببابه حَكِيْمًا. ای فی جمیع ما یقدره و یقضیه من الامور الَّتِیْ یخلقها وله الحکمة البالغة والحجة الدامغة والسلطان العظیم والامر القدیم.

وقوله تعالٰی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا. قال ابن جریر اختلف اهل التأویل فی معنی ذٰلک فقال بعضهم معنٰی ذٰلک وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ یعنی قبل موت عیسٰی یوجه ذٰلک الی ان جمیعهم یصدقون به اذانزل لقتل الدجال فتصیر الملل کلها واحدة وهی ملة الاسلام الحنیفیة دین ابراهیم علیه السلام. ذکر من قال ذٰلک حدثنا ابن حدثنا ابن بشارحد ثنا عبدالرحمن عن سفیان عن ابی حصین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قال قبل موت عیسٰی ابن مریم علیه السلام. وقال العوفی عن ابن عباس مثل ذٰلک.

قال ابو مالک فی قوله اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قَالَ ذٰلک عند نزول عیسٰی بن مریم علیه السلام لا یبقی احد مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ.

وقال ابن جریر حد ثنی یعقوب حدثنا ابن علیة حدثنا ابو رجاء عن الحسن وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قال قبل موت عیسٰی والله انه لحیّ الاٰن عندالله ولکن اذانزل اٰمنوا بهٖ اجمعون.

وقال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا علی ابن عثمان اللاحقی حدثنا جویریة ابن بشیر قال سمعت رجلا قال للحسن یا ابا سعید قول الله عزوجل وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قال قبل موت عیسٰی ان الله رفع الیه عیسٰی وهو باعثه قبل یوم الْقِيٰمَةِ مقامًا یؤمن به البرّ والفاجر وکذا.

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قال قتادہ و عبدالرحمن ابن زید بن اسلم و غیر واحد وھذا القول ھو الحق کما سنبینہ بالدلیل القاطع ان شآء اللہ.

قال ابن جریر القول الصحیح فی تفسیر الأیۃ انہ لا یبقی احد من اھل الکتب بعد نزول عیسٰی علیہ السلام الا اٰمن بہ قبل موتہ ای قبل موت عیسٰی علیہ السلام ولا شک ان ھذا الذی قالہ ابن جریر ھو الصحیح لا نہ المقصود من سیاق الآیۃ فی تقریر بطلان ما ادعتہ الیھود من قتل عیسٰی وصلبہ وتسلیم من سلم لھم من النصاری لجھلہ ذٰلک فاخبر اللہ انہ لم یکن الامر کذٰلک وانما شبہ لھم فقتلوا الشبہ وھم یتبنّون ذٰلک ثم انہ رفعہ اللہ الیہ وانہ باق حیّ وانہ سینزل قبل یوم القیامۃ کما دلّت علیہ الاحادیث المتواترۃ التی سنوردھا ان شاء اللہ قریبًا فیقتل مسیح الضلالۃ ویکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ یعنی لا یقبلھا من احد من اھل الادیان بل لا یقبل الا الاسلام اوالسیف فاخبرت ھذہ الآیۃ الکریمۃ انہ یؤمن بہ جمیع اھل الکتب حینئذ ولا یتخلف عن التصدیق بہ واحد منھم و لھٰذا قال وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ ای قبل موت عیسٰی علیہ السلام الذی زعم الیھود و من وافقھم من النصاریٰ انہ قتل وصلب وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا ای باعمالھم التی شاھدھا منھم قبل رفعہ الی السماء وبعد نزولہ الی الارض فاما من فسر ھذہ الایۃ بان المعنی ان کل کتابی لا یموت حتی یؤمن بعیسٰی او بمحمد علیھما السلام فھذا ھو الواقع وذٰلک ان کل احد عند احتضارہ ینجلی لہ ما کان جاھلا بہ فیؤمن بہ ولکن لا یکون ذٰلک ایمانا نافعالہ اذا کان قد شاھد الملک کما قال تعالٰی فی اوّل ھذہ السورۃ وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ. الآیۃ. وقال تعالٰی فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ. (الأیتین) افقہ النّاس عبداللہ ابن عباس وان روی عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فی تفسیر ھذہ الآیۃ ما یفھم منہ ان ضمیر قَبْلَ مَوْتِہٖ راجع الٰی اھل الکتٰب لکنہ لیس مذھبہ ومرادہ بھذہ الاٰیۃ بل ھو من جملۃ المباحث الیومیّہ وبیان اَمر واقعی لا نہ روی عنہ ایضًا فی تفسیر ھذہ الاٰیۃ ما یدل علی ان الضمیر المذکور راجع الٰی عیسٰی علیہ السلام کما عرفت و ستعرفہ ایضاً و مذھبہ ومرادہ بھذا الاٰیۃ ھذا لانہ یؤیّدہ السیاق ویؤیّدہ ماروی عنہ فی تفسیر وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ ای نزول عیسٰی علیہ السلام قبل یوم القیمۃ فی جمیع الطرق وماروی عنہ فی تفسیر ھذہ الاٰیۃ غیر ھذافعلم من ھذا ان الاحتمال الاوّل لیس مرادا ھھنا کما قال الحافظ ابن کثیر لکن لا یلزم منہ ان یکون المراد بھذہ الاٰیۃ ھذا بل المراد بھا ما ذکرنا ہ من تقریر وجود عیسٰی علیہ السلام و بقاء حیاتہ فی السماء وانہ سینزل الی الارض قبل یوم القیمہ لیکذب ھؤلآء و ھؤلآء من الیھود و النصاریٰ الذین تباینت اقوالھم فیہ وتصادمت وتعاکست وتناقضت وخلت عن الحق ففرط ھؤلآء الیھود وافرط ھؤلآء النصاریٰ تنقصہ الیھود بما رموہ بہ وامہ من العظائم واطراہ النصاریٰ بحیث ادعوا فیہ ما لیس فیہ فرفعوہ فی مقابلۃ اولئک عن مقام النبوۃ الی مقام الربو بیۃ تعالٰی اللہ عما یقول ھؤلآء و ھؤلآ ء علوا کبیرا و تنزہ و تقدس لآ اِلٰہَ اِلاّ ھو۔

ایہاں تک آیت مذکورہ اوران کی مستند تفسیروں سے یہ ثابت کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے نہ تو سولی پر لٹکایا نہ قتل کیا بلکہ وہ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے اوران کے ایک صحابی کو سولی پر لٹکایا گیا جس کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہوگئی تھی اور اس بات کا علم فقط آپ کے ساتھیوں کو تھا جو اسی کمرہ میں تھے۔ باقی یہود اور بعض نصاریٰ ان کے متعلق جو کچھ کہتے ہیں محض گمان ووہم ہے۔ اس کے بعد احادیث صحیحہ سے اسی مقصد کی تائید پیش کی گئی ہے جس کا خلاصہ ترجمہ آخر میں درج ہے۔ فیض عفی عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذکر الاحادیث

الواردة فی نزول عیسٰی بن مریم الی الارض من السماء فی اٰخر الزمان قبل یوم القیمة وانه یدعو الی عبادة الله وحده لا شریک له.

قال البخاری رحمة الله علیه فی کتاب ذکر الانبیاء من صحیحه الملتقی بالقبول نزول عیسٰی بن مریم علیه السلام حدثنا اسحٰق ابن ابراهیم حدثنا یعقوب بن ابراهیم عن ابی صالح عن ابن شهاب عن سعید بن المسیب عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبله احد حتی یکون السجدة خیر اله من الدنیا وما فیها ثم یقول ابو هریرة اقرء وا ان شئتم وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا.

او کذا رواه مسلم عن الحسن الحلوانی وعبد بن حمید کلا هما عن یعقوب به واخرجه البخاری و مسلم ایضا من حدیث سفیان ابن عیینة عن الزهری به واخرجاه من طریق اللیث عن الزهری به.

ورواه ابن مردویه من طریق محمد ابن ابی حفصة عن الزهری عن سعید بن المسیب عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ یوشک ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا یقتل الدجال ویقتل الخنزیر و یکسر الصلیب ویضع الجزیة ویفیض المال وتکون السجدة واحدة لله رب العٰلمین قال ابو هریرة اقرأو ان شئتم وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ موت عیسٰی ابن مریم.

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ثم يعيدها ابوهريرة ثلاث مرات. طريق اخرىٰ عن ابی هريرة قال الامام احمد حدثنا روح حدثنا محمد بن ابی حفصة عن الزهری عن حنظلة بن علی الاسلمی عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال ليهلن عيسٰی ابن مريم بفج الروحاء بالحج والعمرة اوبنيتهما جميعا وكذا رواه مسلم منفردا به من حديث سفيان بن عيينة والليث بن سعيد ويونس بن يزيد ثلا ثتهم عن الزهری به.

وقال احمد حدثنا يزيد حدثنا سفيان هو ابن حسين عن الزهری عن حنظلة عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ ينزل عيسٰی بن مريم فيقتل الخنزير و يمحی الصليب وتجمع له الصلوٰة ويعطی المال حتی لا يقبل ويضع الخراج وينزل الروحاء فيحج منها او يعتمر او يجمعهما قال وتلا ابوهريرة وَاِنْ مِّنْ اَهلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ. الآية.

فزعم حنظلة ان ابا هريرة قال يؤمن به قبل موت عيسٰی عليه السلام فلا ادری هذا كله حديث النّبی ﷺ اوشئی قاله ابوهريرة وكذارواه ابن ابی حاتم عن ابيه عن ابی موسیٰ محمد بن المثنی عن يزيد ابن هٰرون عن سفيان بن حسين عن الزهری به طريق اخرىٰ.

قال البخاری حدثنا ابوبكر حدثنا الليث عن يونس عن ابن شهاب عن نافع مولٰی ابی قتادة الا نصاری ان ابا هريرة قال قال رسول الله ﷺ كيف بكم اذا نزل فيكم المسيح بن مريم وامامكم منكم تابعه عقيل والاوزاعی وهكذا.

رواه الامام احمد عن عبدالرزاق عن معمر عن عثمان ابن عمر عن ابن ابی ذئب كلا هما عن الزهری به واخرجه مسلم من رواية يونس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والاوزاعی وابن ابی ذئب به (طریق اخریٰ) قال الامام احمد حدثنا عفان حدثنا همام انبأنا قتادة عن عبدالرحمن عن ابی هریرة قال النبی ﷺ قال الانبیاء اخوت العلات امها تهم شتیٰ ودینهم واحد وانی اولی الناس بعیسیٰ ابن مریم لانه لم یکن نبیٌ بینی وبینه وانه نازل فاذا رأیتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرة والبیاض علیه ثوبان ممصران کان رأسه یقطروان لم یصبه بلل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر و یضع الجزیة ویدعو الناس الی الاسلام ویهلک الله فی زمانه الملل کلها الا الاسلام ویهلک الله فی زمانه المسیح الدجال ثم تقع الامانة علی الارض حتی ترتع الاسود مع الابل والنمار مع البقر والذئاب مع الغنم ویلعب الصبیان بالحیات لا تضرهم فیمکث اربعین ثم یتو فی ویصلی علیه المسلمون وکذا.

رواه ابوداؤد عن هدیة بن خالد عن همام بن یحییٰ ورواه ابن جریر ولم یورد عند هذه الآیة سواه عن بشر بن معاذ عن یزید بن هٰرون عن سعید بن ابی عروبة کلاهما عن قتادة عن عبدالرحمن بن اٰدم وهو مولیٰ ام برثن صاحب السقایة عن ابی هریرة عن النبیّ ﷺ وذکر نحوه وقال یقاتل الناس علی الاسلام وقد روی البخاری عن ابی الیمانی عن شعیب عن الزهری عن ابی سلمة عن ابی هریرة قال سمعت رسول الله ﷺ یقول انا اولی الناس بعیسیٰ ابن مریم والانبیاء اولاد علات لیس بینی وبینه نبّی.

ثم رواه محمد بن سنان عن فلیح بن سلیمان عن هلال بن علی عن عبدالرحمن بن ابی عمرة عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ انا اولی الناس بعیسیٰ ابن مریم فی الدنیا والأخرة الانبیاء العلات اُمّهٰتهم شتیّ ودینهم واحد.

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقال ابراهيم ابن طهمان عن موسیٰ ابن عقبة عن صفوان بن سليم قال قال رسول الله ﷺ.

حديث اخر قال مسلم فی صحيحه حدثنی ظهيربن حرب حدثنا يعلی بن منصور حدثنا سليمان بن بلال حدثنا سهيل عن ابيه عن ابی هريرةان رسول الله ﷺ قال قال رسول الله ﷺ لا تقوم الساعة حتی تنزل الروم بالاعماق او بدابق فيخرج اليهم جيش من المدينة من خيار اهل الارض يومئذ فاذا تصافوا قالت الروم خلوا بيننا وبين الذين سبوا منا نقاتلهم فيقول المسلمون لا والله لا نخلی بينكم و بين اخواننا فيقاتلو نهم فيهزم ثلث لايتوب الله عليهم ابدا ويقتل ثلث هم افضل الشهداء عند الله ويفتح الثلث لا يفتنون ابدا فيفتحون قسطنطنية فبينما هم يقسمون الغنا ئم قد علقوا سيوفهم بالزيتون اذصاح فيهم الشيطان ان المسيح قد خلفكم فی اهليكم فيخرجون وذلک باطل فاذا جاؤ الشام خرج فبينما هم يعدون للقتال يسوون الصفوف اقيمت الصلوٰة فينزل عيسٰی ابن مريم فيؤمهم فاذاراه عدوالله ذاب كما يذوب الملح فی الماء فلو تركه لذاب حتی يهلک ولكن يقتله الله بيده فيريهم دمه فی حربته.

حديث اخر قال احمد حدثنا هشيم عن العوام بن حوشب عن جبلة بن سحيم عن موثربن غفارة عن ابن مسعود عن رسول الله ﷺ قال لقيت ليلة اسریٰ بی ابراهيم و موسٰی وعيسٰی عليهم السلام فتذاكروا الساعة فردوا امرهم الٰی ابراهيم فقال لا علم لی بها فردواامرهم الی موسیٰ فقال لا علم لی بها فردوا امرهم الٰی عيسٰی فقال اما وجبتها فلا يعلم بها احد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الاالله وفیما عهد الی ربی عزوجل ان الدجال خارج ومعی قضیبان فاذا رانی ذاب کما یذوب الرصاص قال فیهلکه الله اذارآنی حتّی ان الحجر والشّجر یقول یا مسلم ان تحتی کافرافتعال فاقتله قال فیهلکهم الله ثم یرجع الناس الی بلاد هم واوطانهم فعند ذلک یخرج یأجوج ومأجوج وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُوْنَ. فیطئون بلادهم فلا یأتون علی شیئی الا اهلکوه ولا یمرون علی ماءٍ الا شربوه قال ثم یرجع الناس یشکونهم فادعوالله علیهم فیهلکم ویمیتهم حتی تجری الارض من نتن ریحهم وینزل الله المطر فیجترف اجساد هم حتی یقذفهم فی البحر ففیما عهد الی ربی عزوجل ان ذلک اذا کان کذالک ان الساعة کالحامل المتم لا یدری اهلها متی تفاجئهم بولا دها لیلا اونهاراً رواه ابن ماجة عن محمد بن بشار عن یزید بن هرون عن العوام ابن حوشب به نحوه.

حدیث اخر قال الامام احمد حدثنا یزید بن هرون حدثنا حماد بن سلمة عن علی ابن زید عن ابی نضرة قال اتینا عثمان بن ابی العاص فی یوم الجمعة لنعرض علیه مصحفالنا علی مصحفه فلما حضرت الجمعة امرنا فاغتسلنا ثم اتانا بطیب فیطیبنا ثم جئنا المسجد فجلسنا الٰی رجل فحدثنا عن الدجال ثم جاء عثمان بن ابی العاص فقمنا الیه فجلسنا فقال سمعت رسول الله ﷺ یقول یکون للمسلمین ثلاثه امصار مصر بملتقی البحرین و مصر بالحیرة و مصر بالشام ففزع الناس ثلاث فزعات فیخرج الدجال فی اعراض الناس فیهزم من قبل المشرق فاول مصریرده المصر الذی بملتقی البحرین فیصیر اهلها ثلاث فرق فرقة تقول نقیم نشامه فننظر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ما هو و فرقة تلحق بالاعراب وفرقة تلحق بالمصر الذی یلیهم و مع الدجال سبعون الفًا علیهم التیجان واکثر من معه الیهود والنساء و ینحاز المسلمون الی عقبة انیق فیبعثون سرحالهم فیصاب سرحهم فیشتد ذٰلک علیهم ویصیبهم مجاعة شدیدة وجهد شدید حتی ان احد هم لیحرق وترقوسه فیا کله فبینا هم کذالک اذنادیٰ مناد من البحر یا ایها الناس اتا کم الغوث ثلاثًا فیقول بعضهم لبعض ان هذا الصوت رجل شبعان و ینزل عیسیٰ بن مریم علیهم السلام عند صلوٰة الفجر فیقول له امیرهم یا روح الله تقدم صلّ فیقول هٰذه الامة امراء بعضهم علیٰ بعض فیتقدم امیرهم فیصلی حتی اذا قضیٰ صلوته اخذ عیسٰی علیہ السلام حربته فیذهب نحوالد جال فاذا راه الدجال ذاب کما یذوب الرصاص فیضع حربته بین ثندوتیه [1] فیقتله ویهزم اصحابه فلیس یومئذ شئ یواری منهم احدا حتی ان الشجرة تقول یا مؤمن هذا کافرو یقول الحجر یا مؤمن هذا کا فر تفرد به احمد من هذا لوجه.

حدیث اخر قال ابو عبدالله محمد بن یزید بن ماجة فی سننه حدثنا علی بن محمد حدثنا عبدالرحمن المحاربی عن اسمٰعیل بن رافع عن ابی زرعة الیمانی یحییٰ بن ابی عمرو عن ابی امامة الباهلی قال خطبنا

---

[1] ثندوتیہ۔ پستان مرد۔ صراح یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اپنا خنجر دجال کے دو پستانوں کے درمیان ماریں گے۔ اور اسے ہلاک کر دیں گے۔ پھر تو اس کے لشکری جو ستر ہزار یہودی ہوں گے ہزیمت اٹھا کر بھاگنے کی کوشش کریں گے اور مسلمان ان کا تعاقب کریں گے۔ یہاں تک کہ اگر یہودی کسی درخت کی آڑ میں چھپا ہوگا تو درخت سے آواز آئے گی اے مسلم یہ کافر ہے اسے قتل کر۔ فیض عفی عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسول الله ﷺ فكان اكثر خطبته حديثا حدثناه عن الدجال وحذرنا ه فكان من قوله ان قال لم تكن فتنة فى الارض منذ ذرأ الله ذرية ادم عليه السلام اعظم من فتنة الدجال وان الله لم يبعث نبيًّا الاّ حذر اُمّته الدجال وانا اٰخر الانبياء وانتم اٰخر الامم وهو خارج فيكم لا محالة فان يخرج وانا بين ظهرا نيكم فانا حجيج كل مسلم وان يخرج من بعدى فكل حجيج نفسه وان الله خليفتى على كل مسلم وانه يخرج من خلة بين الشام والعراق فيعيث يمينا ويعيث شمالا الا يا عبادالله ايها الناس فاثبتوا وانه ساصفه لكم صفة لم يصفها اياه نبى قبلى انه يبدأ فيقول انا نبى فلا نبّى بعدى ثم يثنى فيقول انا ربكم ولا ترون ربكم حتى تموتوا وانه اعوروان ربكم عزوجل ليس باعوروانه مكتوب بين عينيه كافرٌ يقرأهُ كل مؤمن كاتب وغير كاتب وان من فتنته ان معه جنة ونارافناره جنة وجنته نار فمن ابتلى بناره فليستغث بالله وليقرأ فواتح الكهف فتكون عليه برداً وسلاما كما كانت النار برداً وسلاما على ابراهيم وان من فتنته ان يقول لاعرابى رأيت ان بعثت لک امک واباک اتشهد انى ربک فيقول نعم فيتمثل له شيطان فى صوره ابيه وامه فيقو لان يا بنى اتبعه فانه ربک. وان من فتنته ان يسلط علے نفس واحدة فينشر ها بالمنشار حتى يلقى شقين ثم يقول انظروا الٰى عبدى هذا فانى ابعثه الأن ثم يزعم ان له ربًا غيرى فيبعثه الله فيقول له الخبيث من ربک فيقول ربى الله وانت عدوالله الدجال والله ما كنت بعد اشد بصيرة بک منى اليوم.

قال ابوالحسن الطنافسى حدثنا المحاربى حدثنا عبيدالله بن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الولید الوصافی عن عطیة عن ابی سعید قال قال رسول اللہ ﷺ ذلک الرجل ارفع امتی درجة فی الجنة قال قال ابو سعید واللہ ما کنا نریٰ ذلک الرجل الا عمر بن الخطاب حتی مضی لسبیله ثم قال المحاربی رجعنا الی حدیث ابی رافع قال وان من فتنته ان یأمر السماء ان تمطر فتمطر و یأ مر الارض ان تنبت فتنبت وان من فتنته ان یمر بالحی فیکذ بونه فلا یبقی لهم ساعة الاهلکت وان من فتنته ان یمر بالحی فیصد قونه فیأ مرالسماء ان تمطر فتمطرویأمرالارض ان تنبت فتنبت حتی تروح مواشیهم من یومهم ذلک اسمن ما کانت واعظمه وامده خوا صروادره ضروعا وانه لا یبقی شئی من الارض الا وطئه وظهر علیه الامکة والمدینة فانه لا یأتهما من نقب من نقابها الا لقیته الملئکة بالسیوف صلتة حتی ینزل عن الضریب الاحمر عند منقطع السبخة فترجف المدینة باهلها ثلاث رجفات فلا یبقی منافق ولا منافقة الاخرج الیه فینفی الخبث منها کما ینفی الکیر خبث الحدید ویدعی ذلک الیوم یوم الخلاص فقالت ام شریک بنت ابی الفکر یا رسول اللہ فاین العرب یومئذ قال هم قلیل وجلهم یومئذ ببیت المقدس وامامهم رجل صالح قد تقدم یصلی بهم الصبح اذ نزل عیسٰی بن مریم علیهما السلام فرجع ذلک الامام یمشی القهقری لیتقدم عیسٰی علیه السلام فیضع یده عیسٰی بین کتفیه ثم یقول تقدم فصل فانها لک اقیمت فیصلی بهم اما مهم فاذا انصرف قال عیسٰی افتحوا الباب فیفتح ووراءه الدجال معه سبعون الف یهودی کلهم ذوسیف محلی و تاج فاذا انظر الیه الدجال ذاب کما یذوب الملح فی الماء وینطلق هاربا فیقول عیسٰی ان لی فیک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضربة لن تسبقنی بها فسیدرکه عند لد الشرقی فیقتله ویهزم الله الیهود فلا تبقی شئی مما خلق الله یتواری به یهودی الا انطق الله ذٰلک الشئی لا حجرو لاشجرو لاحائط ولادابة الاالغرقدة فانها من شجرهم لا تنطق الا قال یا عبدالله المسلم هذا یهودی فتعال فاقتله قال رسول الله ﷺ وان ایّامه اربعون السنة کنصف السنة والسنة کالشهر والشهر کالجمعة واخر ایامه کالشرزة یصبح احد کم علی باب المدینة فلا یبلغ بابها الاخر حتی یمشی فقیل له کیف نصلی یا نبی الله فی تلک الایام القصار قال تقدرون الصلوٰة کما تقدرون فی هٰذه الایام الطوال ثم صلوا قال رسُول الله ﷺ فیکون عیسٰی بن مریم فی امتی حکما عدلا واما ما مقسطا یدق الصلیب ویذبح الخنزیر ویضع الجزیة ویترک الصدقة فلا یسعیٰ علی شاة ولا بعیرو ترتفع الشحناء والتباغض وتنزع حمة کل ذات حمةٍ حتی یدخل الولید یده فی الحیة فلا تضره ویقرب الولید من الاسد فلا یضره ویکون الذئب فی الغنم کانه کلبها وتملاء الارض من السلم کما یملاء الا ناء من الماء وتکون الکلمة واحدة فلا یعبد الاّ الله و تضع الحرب اوزارها و تسلب قریش ملکها وتکون الارض لها نور الفضة وتنبت نباتها کعهد اٰدم حتی یجتمع النفر علی القطف من العنب فیشبعهم ویجتمع النفر علی الرمانة فتشبعهم ویکون الثور بکذا وکذا من المال ویکون الفرس بالدریهمات قیل یا رسول الله وما یرخص الفرس قال لا یرکب لحرب ابدا قیل له فما یغلی الثور قال لحرث الارض کلها وان قبل خروج الدجال ثلاث سنوات شدادا یصیب الناس فیها جوع شدید ویأمر الله

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

السمآء فی السنة الاولی ان تحبس ثلث مطرها ویأمر الارض فتحبس ثلث نباتها ثم یأمر اللہ السمآء فی السنة الثانیة فتحبس ثلثی مطرها و یأمر اللہ الارض فتحبس ثلثی نباتها ثم یأمر اللہ عزوجل السمآء فی السنة الثالثة فتحبس مطرها کله فلا تقطر قطرة ویأ مر الارض ان تحبس نباتها کله فلا تنبت خضراء فلا تبقی ذات ظلف الاهلکت الاّ ما شاء اللہ قیل فما یعیش الناس فی ذلک الزمان قال التهلیل والتکبیر والتسبیح والتحمید یجری ذلک علیهم مجری الطعام.

قال ابن ماجة سمعت ابا الحسن الطنا فسی یقول سمعت عبدالرحمن المحار بی یقول ینبغی ان یرفع هذالحدیث الی المؤدب حتی یعلمه الصبیان فی الکتب هذا حدیث غریب جدا من هذا الوجه ولبعضه شواهد من احادیث اُخر ولنذکر حدیث النواس بن سمعان ههنا لشبهه بهذا الحدیث.

قال مسلم فی صحیحه حدثنا ابو خیثمة زهیر بن حرب حدثنا الولید بن مسلم حدثنی عبدالرحمن بن یزید بن جابر حدثنی یحییٰ بن جابر الطائی قاضی حمص حدثنی عبدالرحمن بن جبیر عن ابیه جبیر بن نفیر الحضرمی انه سمع النواس بن سمعان الکلابی وحدثنا محمد بن مهران الرازی حدثنا الولید بن مسلم حدثنا عبدالرحمن بن یزید بن جابر عن یحییٰ بن جابر الطائی عن عبدالرحمن بن جبیر عن ابیه جبیر بن نفیر عن النواس بن سمعان قال ذکر رسول اللہ ﷺ الدجال ذات غداة خفض ورفع حتی ظنناه فی طائفة النخل فلما رجعنا الیه عرف ذلک فی وجوهنا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فقال ماشأ نكم قلنا يارسول الله ذكرت الدجال فخفضت فيه ورفعت حتى ظنناه في طائفة النخل قال غير الدجال اخوفني عليكم ان يخرج وانا فيكم فانا حجيجه دونكم وان يخرج ولست فيكم فامرؤ حجيج نفسه والله خليفتي على كل مسلم انه شاب قطط عينه طافية كاني اشبهه بعبد العزى بن قطن من ادركه منكم فليقرأ عليه فواتح سورة الكهف انه خارج من خلة بين الشام والعراق فعاث يمينا وعاث شما لا يا عبادالله فاثبتوا قلنا يارسول الله فما لبثه في الارض قال اربعون يوما يوم كسنة ويوم كشهر ويوم كجمعة وسائرايامه كايامكم قلنا يارسول الله وذلك اليوم الذى كسنة ايكفينا فيه صلوة يوم قال لا اقدروا له قدره قلنا يارسول الله وما اسراعه في الارض قال كالغيث استدبرته الريح فيأتي على قوم فيدعوهم فيؤمنون ويستجيبون له فيأمر السمآء فتمطر والارض فتنبت فتروح عليهم سارحتهم اطول ما كانت ذرىً واسبغه ضروعا وامده خواصر ثم يأتي القوم فيدعوهم فيردون عليه قوله فينصرف عنهم فيصبحون ممحلين ليس بايديهم شئى من اموالهم ويأمر بالخربة فيقول لها اُخرجي كنوزك فتتبعه كنوزها كيعا سيب النحل ثم يدعو رجلاً ممتلئا شابًا فيضربه بالسيف فيقطعه جزلتين رمية الغرض ثم يدعوه فيقتل و يتهلل وجهه ويضحك فبينما هو كذلك اذبعث الله المسيح بن مريم عليه السلام فينزل عند منارة البيضاء شرقي دمشق بين مهرُودتين واضعا كفيه على اجنحة ملكين اذا طا طأ رأسه قطر واذا رفعه تحدر منه جمان كا للؤلؤ ولا يحل لكافر يجد ريح نفسه الامات وينتهي طرفه فيطلبه حتى يدركه بباب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لدّ فيقتله ثم يأتي عيسٰى عليه السلام قومًا قد عصمهم الله منه فيمسح عن وجوههم ويحدثهم بدرجا تهم في الجنة فبينما هو كذالک اذاوحی الله عزوجل الی عیسٰی انی قد اخرجت عبادا لی لا یدان لاحد بقتالهم فحرز عبادی الی الطور ویبعث الله یأجوج ومأجوج وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ فیمرأولهم علی بحیرة طبریة فیشربون ما فیها ویمر اٰخرهم فیقولون لقد کان بهذه مرة فیحصر نبی الله عیسٰی واصحابه حتی یکون رأس الثور لاحد هم خیْرٌ من مائة دینار لاحدکم الیوم فیرغب نبی الله عیسٰی واصحابه فیرسل الله علیهم النغف فی رقابهم فیصبحون فرسیٰ کموت نفس واحدة ثم یهبط نبی الله عیسٰی و اصحابه الی الارض فلا یجدون فی الارض موضع شبر الا ملأه زهمم ونتنهم فیرغب نبیّ الله عیسٰی واصحابه الی الله فیرسل الله طیرا کاعناق البخت فتحملهم فتطرحهم حیث شاء الله ثم یرسل الله مطرا لایکن منه مدرولا وبر فیغسل الارض حتی یترکها کالزلفة ثم یقال للارض اخرجی ثمرک وردی برکتک فیومئذ تاکل العصابة من الرمانة ویستظلون بقحفها ویبارک الله فی الرسل حتی ان اللقحة من الابل لتکفی الفئام من الناس فبینما هم کذالک اذ بعث الله ریحا طیبة فتأخذهم تحت اباطهم فیقبض الله روح کل مؤمن وکل مسلم ویبقی شرار الناس یتهارجون فیها تهارج الحمر فعلیهم تقوم الساعة.

ورواه الامام احمد واهل السنن من حدیث عبدالرحمن بن یزید بن جابر به وسنذکرهٗ ایضاً من طریق احمد عند قوله تعالٰی فی سورة الانبیاء حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ الآیة.

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث اخر قال مسلم فی صحیحة ایضاً حدثنا عبداللہ بن معاد العنبری حدثنا ابی حدثنا شعبة عن النعمان بن سالم قال سمعت یعقوب بن عاصم بن عدوة بن مسعود الثقفی یقول سمعت عبداللہ بن عمرو وجاء ہ رجل ما ھذا الحدیث الذی تحدث بہ تقول ان الساعة تقوم الی کذا و کذا فقال سبحان اللہ اولآ الہ الا اللہ اوکلمة نحوھما لقد ھممت ان لا اُحدث احدا شیئا ابدا انما قلت انکم سترون بعد قلیل امراعظیما یحرق البیت ویکون ویکون ثم قال قال رسول اللہ ﷺ یخرج الدجال فی امتی فیمکث اربعین لا ادری اربعین یومًا او اربعین شھرا او اربعین عاما فیبعث اللہ تعالٰی عیسٰی بن مریم کانہ عروة بن مسعود فیطلبہ فیھلکہ ثم یمکث الناس سبع سنین لیس بین اثنین عداوة ثم یرسل اللہ ریحا باردة من قبل الشام فلا یبقی علی وجہ الارض احد فی قلبہ مثقال ذرة من خیر ایمان الا قبضتہ حتی لو ان احدکم دخل کبد جبل لدخلتہ علیہ حتی تقبضہ قال سمعتھا من رسول اللہ ﷺ قال فیبقی شرار الناس فی خفة الطیرواحلام السباع لا یعرفون معروفًا ولا ینکرون منکراً فیتمثل لھم الشیطان فیقول الا تستجیبون فیقولون فما تأمرنا فیأمرھم بعبادة الاوثان وھم فی ذٰلک دارزقھم حسن عیشھم ثم ینفخ فی الصور فلا یسمعہ احد الا اصغی لیتا ورفع لیتا قال واول من یسمعہ رجل یلوط حوض ابلہ قال فیصعق ویصعق الناس ثم یرسل اللہ او قال ینزل اللہ مطر کانہ الطل او قال الظل نعمان الشاک فتنبت منہ اجساد الناس ثُمَّ یُنفَخُ فِیۡہِ اُخۡرٰی فَاِذَاھُمۡ قِیَامٌ یَّنۡظُرُوۡنَ ثم یقال یا ایھا الناس ھلموا الی ربکم وَقِفُوۡھُمۡ اِنَّھُمۡ مَّسۡئُوۡلُوۡنَ○ ثم یقال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اخرجوا بعث النار فيقال منكم فيقال من كل الف تسع مائة وتسعة وتسعين قال فذالک يَوْمَ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا وَ ذٰلِکَ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ ثم رواه مسلم والنسائی فی تفسيره جميعا عن محمد بن بشار عن غندر عن شعبة عن نعمان بن سالم به.

حديث اخر قال الامام احمد اخبرنا عبدالرزاق اخبرنا معمر عن الزهری بن عبدالله بن ثعلبة الانصاری عن عبدالله بن زيد الانصاری عن مجمع بن جارية قال سمعت رسول الله ﷺ يقول يقتل ابن مريم المسيح الدجال بباب لدّ والی جانب لدّ ورواه احمد ايضا عن سفيان بن عيينة من حديث الليث والاوزاعی ثلا ثتهم عن الزهری عن عبدالله بن عبيدالله بن ثعلبة عن عبدالرحمن بن يزيد عن عمه مجمع بن جارية عن رسول الله ﷺ قال يقتل ابن مريم الدجال بباب لدّ وكذا رواه الترمذی عن قتيبة عن ليث به وقال هذا حديث صحيح.

قال وفی الباب عن عمران بن حصين ونافع بن عيينة وابی برزة و حذيفة بن اسيد و ابی هريرة وكيسان و عثمان بن ابی العاص و جابر وابی امامة وابن مسعود وعبدالله بن عمرو وسمرة بن جندب والنواس بن سمعان و عمرو بن عوف وحذيفة بن اليمان رضی الله عنهم ومراده برواية هؤلآءِ ما فيه ذكر الدجال وقتل عيسٰی بن مريم عليهما السلام له فامّا احاديث ذكر الدجال فقط فكثيرة جدّا وهی اكثر من ان تحصٰی لانتشارها وكثرة روايتها فی الصحاح والحسان والمسانيد وغير ذٰلک.

حديث اخر قال الامام احمد حدثنا سفيان عن فرات عن ابی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الطفيل عن حذيفة بن اسيد الغفارى قال اشرف علينا رسول الله ﷺ من عرفة ونحن نتذا كر الساعة فقال لا تقوم السّاعة حتى ترد عشرايات (۱)طلوع الشمس من مغربها (۲)والدخان (۳)والدابة (۴)وخروج يأجوج ومأجوج (۵)ونزول عيسٰى بن مريم (۶)والدجال، وثلثة خسوف (۷)خسف بالمشرق و (۸)خسف بالمغرب و (۹)خسف بجزيرة العرب و (۱۰)نار تخرج من قعر عدن تسوق او تحشر الناس تبيت معهم حيث باتوا و تقيل معهم حيث قالوا و هكذا رواه مسلم واهل السنن من حديث القراز به ورواه مسلم ايضاً من رواية عبدالعزيز بن رفيع عن ابى الطفيل عن ابى شريحة عن حذيفة بن اسيد الغفارى موقوفا. والله اعلم.

فهٰذه احاديث متواتره عن رسول الله ﷺ من رواية ابى هريرة وابن مسعود و عثمان بن ابى العاص وابى امامة والنواس بن سمعان و عبدالله بن عمرو بن العاص ومجمع بن جارية وابى شريحة و حذيفة بن اُسيد رضي الله عنهم و فيها دلا لة على صفة نزوله ومكانه من انه بالشام بل بدمشق عند المنارة الشرقية وان ذٰلک يكون عند ا قامة صلوٰة الصبح وقد بنيت فى هٰذه الاعصار فى سنة احدى واربعين و سبع مائة منارة للجامع الاموىّ بيضاء من حجارة منحوتة عوضا عن المنارة التى هدمت بسبب الحريق المنسوب الٰى صنيع النصارىٰ عليهم لعائن الله المتتابعة الٰى يوم القيامة وكان اكثر عماراتها من اموالهم و قويت الظنون انها هى التى ينزل عليها المسيح بن مريم عليهما السّلام فيقتل الخنزير ويكسر الصليب ويضع الجزية فلا يقبل الا الاسلام كما تقدم فى الصحيحين وهذا من اخبار النبى

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ بذالک وتقریر و تشریع و تسویغ له علی ذٰلک فی ذٰلک الزمان حیث تنزاح عللهم وترفع شبههم من انفسهم ولهذا کلهم یدخلون فی دین الاسلام متابعین لعیسٰی علیہ السلام وعلی یدیه ولهذا قال تعالٰی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ الآیة وَهذه الآیة کقوله وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ وقرئ لَعَلَمٌ بالتحریک ای امارة ودلیل علی اقتراب الساعة وذٰلک لانه ینزل بعد خروج المسیح الدجال فیقتله الله علیٰ یدیه کما ثبت فی الصحیح ان الله لم یخلق داءً الا انزل له شفاءً ویبعث الله فی ایامه یأجوج ومأجوج فیهلکهم الله تعالٰی ببرکة دعائه وقد قال تعالٰی حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ . الآیة.

حاصل اس عربی عبارت کا بطریق اختصار یہ ہے کہ

قتل اور صلب عیسٰی علیہ السلام کا نہیں ہوا جیسا کہ زعم یہود اور اکثر نصاریٰ کا تھا بلکہ اس حواری نوجوان کا جس پر شباہت مسیح علیہ السلام کی ڈالی گئی تھی اور عیسٰی علیہ السلام زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ اور دونوں ضمیریں بِهٖ اور مَوْتِهٖ عیسٰی علیہ السلام کی طرف ہیں۔ آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ الآیة میں کیونکہ ماقبل میں ذکر انہی کا ہے۔ یا ضمیر بِهٖ مضمون بالا کی طرف یعنی مرفوع ہونا عیسٰی علیہ السلام کا اور آثار صحابہ اور تابعین مثل ابن عباس وابی ہریرہ وعبداللہ بن مسعود ومجاہد وقتادہ وغیرہم کے اسی پر دال ہیں۔ اور ضمیر بِهٖ کی محمد ﷺ یا عیسٰی علیہ السلام کی طرف پھیرنی اور موتہٖ کی اہل کتاب کی طرف یہ احتمال واقعہ میں درست ہیں لیکن آیت مذکورہ سے اس مقام میں مراد نہیں اور عیسٰی علیہ السلام اتریں گے آسمان سے قبل قیامت کے حاکم عادل تو توڑیں گے صلیب کو یعنی دین اسلام کے سوا اور دینوں کو باطل کریں گے دفع کرائیں گے خنازیر کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی حکم قتل کا دیں گے۔ اہل کتاب سے سوا دین اسلام کے اور کچھ قبول نہ کریں گے۔ مال اس قدر ہوگا کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ لذت عبادت کی ایسی ہوگی کہ ایک سجدہ کل دنیا سے زیادہ لذیذ ہوگا حسد، بغض، عداوت اور باقی صفاتِ ذمیمہ نہ رہیں گی۔ شیر، اونٹ، چیتا، گائے، بھیڑیا، بکری، سانپ، لڑکے ایک دوسرے کے ساتھ چریں گے اور کھیلیں گے۔ ضرر نہ دیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام حج وعمرہ ادا کریں گے۔ مسیح سے قبل دجال کے زمانہ میں سخت قحط سالی ہوگی۔ اس زمانہ میں طعام کی جگہ تہلیل، تکبیر اور تسبیح سے حیات بسر کریں گے۔ جب آسمان سے نازل ہوں گے تو امام مہدی علیہ السلام کو نماز میں آگے کھڑا کریں گے اور خود بھی بعد کو امام ہوں گے۔ قتل کریں گے دجال کو جو ایک شخص معین ہے۔ اور ہلاک ہوگی قوم یاجوج ماجوج ان کی برکت سے۔

واخرج البخاری فی تاریخه والطبرانی عن عبدالله بن سلام قال یدفن عیسٰی بن مریم مع رسول الله ﷺ و صاحبیه فیکون قبره رابعا۔

اخراج کیا بخاری نے بیچ تاریخ اپنی کے اور طبرانی نے عبداللہ بن سلام سے۔ فرمایا عبداللہ بن سلام نے دفن کیے جائیں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے ساتھ محمد ﷺ اور شیخین کے پس ہوگی قبر مبارک ان کی چوتھی۔

واخرج الترمذی و حسّنه عن محمد بن یوسف بن عبدالله بن سلام عن ابیه عن جده قال مکتوب فی التوراة صفة محمد و عیسٰی بن مریم یدفن معهٗ۔

اور اخراج کیا ترمذی نے ساتھ تحسین کے فرمایا عبداللہ بن سلام نے کہ صفت محمد ﷺ کی تورات میں موجود ہے اور یہ بھی تورات میں ہے کہ عیسیٰ ابن مریم خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ مدفون ہوں گے۔

عن عائشة قالت قلتُ یا رسول الله انی اری انی اعیش بعدک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فتأذن لی ان اُدفن الی جنبک فقال وانی لی بذلک الموضع ما فیه الا موضع قبری وقبرا بی بکر و عمرو عیسٰی بن مریم. فرمایا حضرت عائشہ نے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت مبارک میں عرض کی کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی۔ اگر اجازت ہو تو میں آپ کے پاس مدفون ہوں۔ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ میرے پاس تو ابوبکر اور عمر اور عیسٰی (علیہ السلام) کی قبر کے سوا اور جگہ نہیں ہے۔

عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسٰی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له یمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت ویدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسٰی بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر. رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفاء. روایت کیا ابن جوزی نے بیچ کتاب وفا کے عبداللہ بن عمرو سے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اُتریں گے عیسٰی بن مریم آسمان سے۔ پس نکاح کریں گے اور صاحب ولد ہوں گے۔ جب فوت ہوں گے مدفون ہوں گے ساتھ میرے پس کھڑے ہوں گے ہم دونوں ایک قبر (یعنی مقبرہ) درمیان ابوبکر اور عمر کے۔

اور روایت کیا ترمذی نے بعض اس حدیث کا جس میں روایت کیا بعض راویوں سے وقد بقی فی البیت موضع قبر. یعنی قبر مبارک کے پاس جگہ خالی ہے واسطے عیسٰی علیہ السلام کے۔ محقق ابن جرزی فرماتے ہیں پاس عمر کے مدفون ہوں گے۔ کیونکہ ہم کو خبر دی ہے بہتیروں نے حجرہ شریف کے اندر جانے والوں میں سے کہ خالی جگہ عمر کی جب میں ہے۔

آثار در بارہ مرفوع ہونے جسم مسیح اور احادیث نزول عیسٰی علیہ السلام کی سوا ان کے جو بیان کر چکا ہوں اور بھی بکثرت موجود ہیں جس کا جی چاہے تفسیر ابن کثیر اور تفسیر درّ منثور اور تفسیر ابن جریر کو ملاحظہ فرمائے۔ اگر ان سے بھی اطمینان حاصل نہ ہو تو کنز العمال و مسند امام احمد وغیرہ کتب احادیث کو مطالعہ فرمائے۔ مگر مومن فہیم کے واسطے اس قدر آثار اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احادیث سے جو بیان کر چکا ہوں۔ یہ احادیث متواترہ ہیں۔ نزول مسیح کا جو مستلزم ہے رفع کو سب میں اتفاق ہے زیادہ بیان ہونا افعال اور صفات کا بعض حدیثوں میں اور بعضوں میں کم۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جس قدر اوصاف بذریعہ وحی آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوئے ان کو بیان فرمایا۔ سامع نے ان کو یاد رکھا پھر جب اور معلوم ہوئے ان کو پھر بیان فرمایا۔ علیٰ ہذا القیاس وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ یہی وجہ ہے کہ بعض راویوں میں سے بعض صفات اور احوال مروی ہیں دوسرے سے کچھ اور کبھی ایک راوی کی روایت میں کمی بیشی ہوا کرتی ہے۔ اس کی بھی یہی وجہ ہے۔

احادیث نزول مروی ہیں ان اصحاب کبار وغیرہم سے ابو ہریرہ، عبداللہ بن مسعود، عثمان بن ابی العاص، ابی امامہ، نواس ابن سمعان، عبداللہ بن العاص، مجمع بن جاریہ، ابی شریحہ، حذیفہ بن اسید، جابر، سمرۃ بن جندب، عمرو بن عوف، عمران بن حصین، کیسان، حذیفہ بن یمان، عائشہ، عبداللہ بن عباس، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

توضیح۔ معنی آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ کا یہ ہے کہ اہل کتاب موجودہ میں سے وقت نزول مسیح کے قبل از موت ان کے ہر ایک ایمان لائے گا ساتھ واقعیت مضمون بالا کے۔ یعنی اُٹھایا جانے ان کے آسمان کی طرف۔ اور ساتھ اس کے کہ وہ نبی صادق گذرے ہیں اپنے وقت میں۔ یہود گذشتہ ہمارے مفتری اور کافر بہ نبی صادق تھے۔ یہی مراد ہے آیۃ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ سے۔ اسی لیے آنحضرت ﷺ یا ابو ہریرہ وقت بیان حدیث بخاری والذی نفسی بیدہ لیوشکن الخ آیۃ مذکورہ کو نزول مسیح ابن مریم پر شاہد لاتے ہیں۔ اور اس استشہاد سے ہر ایک عاقل ادنیٰ تدبر سے معلوم کر سکتا ہے کہ اس حدیث مذکور میں جس کا مضمون یہ ہے۔ قسم ہے مجھ کو اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ضرور ہی اُتریں گے تم میں مریم کے بیٹے حاکم بشرع محمدی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ منصف ہو کر اور خنزیر کو حلال جاننا اور صلیب پرستی یہ سب امور جو ان کے پیچھے ان کی شرع میں داخل سمجھے گئے ہیں ان سب کو موقوف کریں گے۔ یہاں تک کہ ان کے عہد میں ملتِ اسلام ہی باقی رہے گی اور محبت عبادت اور اعراض دنیا سے ایسا ہوگا کہ ایک سجدہ بہتر سمجھا جائے گا سب دنیا اور دنیوی اشیاء سے۔ مراد وہی ابن مریم ہے جو نبی وقت اور صاحب انجیل ہے۔ ورنہ بیان حدیث مذکور کے وقت استشہاد آنحضرت ﷺ یا ابو ہریرہ کا بآیت مذکورہ کیا معنی رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب آیت مذکورہ میں اس نبی وقت کا ذکر ہے تو حدیث میں بھی ضرور اسی کے نزول سے حلفی طور پر خبر دی گئی ہے۔ جیسا کہ استشہاد بآیت مذکورہ وقت بیان حدیث کے ارادہ مثیل مسیح کو باطل کرتا ہے ایسا ہی عدم وقوع اُن امور کا زمانہ حال میں جو حدیث میں بیان ہوئے ہیں۔ جناب مرزا صاحب اس حدیث شریف کا مصداق بتاویل مثیل اپنے زعم میں تو بنے مگر موقوف کرنا صلیب پرستی اور خنزیر خوری کا اور سب ملتوں کا ایک ملت اسلام ہی ہو جانا اور کثرت مال کی یہاں تک کہ اس کو کوئی قبول نہ کرے۔ اور ایک سجدہ کا عزیز تر ہونا سب دنیا سے یہ علامات نزول مسیح کہاں؟ اور نیز اگر آپ مراد ہیں حدیث مذکور سے تو آپ کے پیدا ہونے میں کسی کو حضار مجلس نبوی ﷺ سے تعجب اور استعظام ہی کیا تھا تا کہ آپ ﷺ اُٹھا کر بعد ازاں نزول اور قرب کو لام تاکید اور نون ثقیلہ سے مؤکد کر کے یعنی لَیُوْشِکَنَّ فرما کر حاضرین کا تردد دفع فرماتے رہے۔

جاننا چاہیے کہ یہ معنی آیۃ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ کا جو لکھ چکا ہوں یہی معنی کیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے۔ اور ایک روایت میں عبداللہ بن عباس نے بھی۔ اور اسی معنی کو ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں بشہادت سیاق کلام یعنے چسپاں ہونے اس معنی کے ماقبل سے ترجیح دی ہے۔ اور دوسرا معنی جو ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ بیان ایک وجہ کا ہے وجوہ آیت میں سے۔ اور واقعی ہونا اس معنی کا مقتضی اس کا نہیں کہ مراد آیۃ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے وہی ہو۔ واقعیت مضمون اور ہے اور مراد ہونا کلام سے اور۔ وہ معنی یہ ہے کہ ہر ایک اہلِ کتاب اپنی موت سے پہلے عیسیٰ بن مریم کے ساتھ جب عند الموت متجلی ہوں گے ایمان لائے گا۔

چوتھی وجہ بطلان اس مذہب کی یہ آیت یعنی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ بھی ہے کیونکہ بمنطوقہ دال ہے نزول مسیح بن مریم پر جو مستلزم ہے رفع جسمی کو۔

پانچویں وجہ بطلان کی وعدہ فرمانا اللہ تعالیٰ کا ہے مسیح بن مریم سے کہ میں تجھ کو یہود کے ہاتھ سے بچاؤں گا تو پھر تعجب ہے کہ بعد تسکین بخشی کے اس قول سے یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ ۔ یہود کے ہاتھ میں گرفتار کرا کر کوبکو رسوا کرنا اور مار پیٹ کے بعد صلیب پر انہی کے ہاتھ سے دلانا اتنی تکلیف کے بعد صلیب سے زندہ اتارنا۔ آیا یہی ثمرہ ایفاء عہد خداوندی اور اثر اجابت دعاؤں مسیحیہ کا نکلا جو رات بھر روتے چلاتے مانگی جاتی تھیں۔

چھٹی وجہ بطلان کی اتصال رفع کا ساتھ کلمہ بَلْ کے یعنی بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کہنا اور حسب مزعوم جناب مرزا صاحب یوں چاہیے تھا بَلْ بَقِیَ حَیًّا ثم توفّٰه الله ورفعه اليه.

ساتویں وجہ آیۃ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ہے یعنی بالتحقیق نزول مسیح ابن مریم اسبابِ علم قیامت میں سے ہے۔ اخرج الفريابی و سعيد بن منصور و مسدد و عبدبن حميد وابن ابی حاتم والطبرانی من طرق عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما فی قوله وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قال خروج عيسٰی قبل يوم القيٰمة واخرج عبد بن حميد عن ابی هريرة رضی الله عنه وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قال خروج عيسٰی يمكث فی الارض اربعين سنة تكون تلك الاربعون اربع سنين يحج ويعتمر. واخرج عبد بن حميد وابن جرير عن مجاهد رضی الله عنه وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لِلسَّاعة قال اية الساعة خروج عيسٰى بن مريم قبل يوم القيامة واخرج عبد بن حميد وابن جرير عن الحسن رضى الله عنهما وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قال نزول عيسٰى واخرج ابن جرير من طرق عن ابن عباس رضى الله عنهما وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قال نزول عيسٰى۔ (تفسیر درمنثور)

حاصل یہ ہے کہ عبداللہ ابن عباس اور ابو ہریرہ اور مجاہد اور حسن رضی اللہ عنہم سے بطرق متعددہ مروی ہے کہ ضمیر اِنَّهٗ جو آیت وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ میں ہے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی طرف پھرتی ہے وقال الاحمد حدثنا ها شم بن القاسم حدثنا شيبان عن عاصم بن النجود عن ابى رزين عن ابى يحيىٰ مولٰى بن عقيل الانصارى قال قال ابن عباس رضى الله عنهما لقد علمت اية من القران الخ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قال هو خروج عيسٰى بن مريم علیہ السلام قبل يوم القيٰمة و قوله سبحانه وتعالٰى وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ تقدم تفسير ابن اسحاق ان المراد من ذٰلک ما يبعث به عيسٰى علیہ السلام من احياء الموتٰى وابراء الاكمه والابرص و غير ذٰلک من الاسقام و فى هذا نظروابعد منه ما حكاه قتادة عن الحسن البصرى و سعيد بن جبير ان الضمير فى انه عائد على القران بل الصحيح انه عائد علىٰ عيسٰى علیہ السلام فان السياق فى ذكره ثم المراد بذٰلک نزوله قبل يوم القيٰمة كما قال تبارک و تعالٰى وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ اى قبل موت عيسٰى علیہ السلام ثم يوم القيٰمة يكون عليهم شهيدا ويؤيد هذا لمعنى القرأة الاخرىٰ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ اى امارة و دليل على وقوع الساعة. قال مجاهد وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ خروج عيسٰى ابن مريم عليهما السلام قبل يوم القيٰمة. وهكذا روى عن ابى هريرة وابن عباس وابى

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

العالیة وابی مالک وعکرمة والحسن و قتادة والضحاک و غیر ھم وقد تواترت الاحادیث عن رسول اللہ ﷺ انه اخبر بنزول عیسٰی علیہ السلام قبل یوم القیامة اماما عادلاً الخ (تفسیر ابن کثیر)

حاصل روایت کی امام احمد نے عبداللہ ابن عباس سے اسناد صحیح کے ساتھ کہ فرمایا انہوں نے وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ اے خروج عیسٰی علیہ السلام یعنی نزول ان کا قبل قیامت کے۔ یہی مروی ہے مجاہد۔ ابوہریرہ۔ ابو عالیہ ابو مالک۔ عکرمہ۔ حسن۔ قتادہ۔ ضحاک و غیر ہم سے۔ اور یہی صحیح ہے بنظر ماقبل کے اور اسی کو تائید دیتی ہے دوسری قرأۃ۔ اور آیۃ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ الخ احادیث نزول کی بطریق تواتر بھی اسی کی تائید کرتی ہیں۔ پس ضمیر اِنَّهٗ کی قرآن کی طرف پھیرنی غیر صحیح ہے۔ سیاق اور اقوال صحابہ اور تابعین کی رو سے۔ اور عیسٰی علیہ السلام کی طرف پھیرنی باعتبار زندہ کرنے ان کے مردوں کو وغیرہ وغیرہ یہ بھی غیر صحیح ہے بلحاظ تفسیر صحابہ اور تابعین کے اور بلحاظ سیاق ایضاً بنظر دقیق۔ اعلم بالقرآن ابن عباس بروایت ابی صالح بھی اس آیت میں یونہی فرماتے ہیں۔

اب بخوبی واضح ہو چکا کہ مرزا صاحب ازالہ اوہام میں اِنَّهٗ کی ضمیر کا مرجع قرآن لکھتے ہیں غیر صحیح ہے۔ سیاق آیۃ اور تفاسیر صحابہ و تابعین کی رو سے قولہٗ تعالٰی وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلاً اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ الخ اس آیۃ میں مِنْهُ کی ضمیر اور ایسا ہی اَمْ هُوَ اور اِنْ هُوَ اور اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ اور جَعَلْنَاهُ یہ سب ضمائر ابن مریم کی طرف ہی راجع ہیں۔ مرزا صاحب اگر وَاِنَّهٗ کی ضمیر کو قرآن کی طرف پھراتے ہیں تو ان ضمائر مذکورۃ کو بھی قرآن کی طرف راجع فرمائیں۔ تاکہ تحریف مضمون قرآن کریم کی بخوبی ہو جائے۔ نزول مسیح سے مستلزم ہے رفع جسمی اور حیات مسیح الی الآن اور بطلان مذہب مذکور کو۔

آٹھویں وجہ مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آنحضرت ﷺ نے من جملہ علاماتِ قیامت کے خروج شخص معین مسمی بہ دجال یہود میں سے اور مسیح ابن مریم کا بعد نزول اس کو قتل کرنا بیان فرمایا بمقتضائے آیت مذکورہ ہم کو ایمان بما جاء به الرسول علیہ السلام واجب اور انکار اس کا موجب کفر ہے۔ خیال رکھنا چاہیے کہ رفع جسمی مسیح اور نزول کا ثبوت چونکہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ متواترہ سے نہایت واضح طریق پر ہوگیا تو بعد اس کے مومن بما جاء به الرسول علیہ السلام کو ہرگز ہرگز متوجہ ہونا اناجیل کی طرف بباعث دھوکا کھانے یہود اور نصاریٰ کے اس مقام میں بوجہ القاء شبہ جائز نہیں۔ اسی دھوکا کھانے اور تشکیک کی وجہ سے تواتر ان کا بھی قابل اعتبار نہیں کیونکہ اجتماعِ شکوک سے یقین حاصل نہیں ہوتا۔ واقعہ قتل اور صلب مسیح جو اناجیل میں مذکور ہے اور ایسا ہی افتراء یہود کہ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ کہتے تھے ان کی تکذیب نص وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ اور مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے ہوچکی جیسا کہ مسیح ابن مریم نے خود برنباس کو فرمادیا تھا کہ اے برنباس چونکہ حواری اور والدہ ہماری دنیاوی محبت سے مجھے ابن اللہ کہتے تھے یعنی اس معنی سے جو کسی کے لائق نہیں۔ خداوند نے چاہا کہ قیامت کے دن مجھ پر ہنسی نہ ہو۔ تو دنیا میں یہود کی مصلوبیت اور موت سے مجھے بدنام نہ کرنا۔ لیکن یہ غلطی تا وقت شریف آوری محمد رسول اللہ ﷺ کے ہوگی۔ جب وہ تشریف لائیں گے تو اس غلطی کو دفع فرمائیں گے۔ انجیل برنباس اور یس کا قول نامہ یہود امیں اسی مضمون پر دال ہے کہ لوگ صاحب یعنی مسیح پر ہنسیں گے اور جب محمد رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوں گے تب لوگوں کو سزا دیں گے۔ مطابق اس پیشین گوئی مسیح کے قرآن کریم نے برأت مسیح کی تہمت قتل اور مصلوبیت سے بیان فرمائی جیسا کہ اصل واقعہ یعنی رفع مسیح علی السماء کو ذکر کیا۔ کیونکہ رفع اِلَی اللّٰہ اور رفع علی السماء مساوق ہیں۔

الغرض کتب سابقہ میں سے جس مضمون کی تکذیب قرآن کریم یا احادیث صحیحہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متواترہ سے ہوگئی ہو ہرگز قابلِ اعتبار نہیں۔ اور جس مضمون کا مصدق قرآن کریم ہو اس کی نقل بطریق استشہاد لا من حیث الاعتقاد جائز ہوگی جیسا کہ حدیث بخاری **بلّغوا عنی ولو اٰیۃً وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج** کے محمل کی یہی صورت ہے اور جس کی تصدیق اور تکذیب دونوں سے قرآن کریم ساکت ہو۔ اس کے بارہ میں مومن کو چاہیے کے مطابق حدیث شریف **لا تصدقوھم ولا تکذبوھم** کے نہ تصدیق اس کی کرے اور نہ تکذیب۔ (تفسیر ابن کثیر) بناء علیہ جس مقام میں روایت اناجیل کے مطابق نص قرآن کریم یا احادیث متواترہ کے ہو نقل اس کی جائز ہے جیسا کہ رسولوں کے اعمال۔ پہلا باب۔ ۹ درس۔ اور وہ یہ کہہ کے ان کے دیکھتے ہوئے اوپر اُٹھالیا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپالیا۔ اور اس کے جاتے ہوئے جب وے آسمان کی طرف تک رہے تھے دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس کھڑے تھے۔ اور کہنے لگے۔ اے جلیلی مردو تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو۔ یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھالیا گیا ہے اسی طرح جس طرح تم نے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آوے گا اس میں فقرہ (پھر آوے گا) مطابق آیۃ **وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ** اور آیۃ **وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ** اور احادیث نزول کے ہے۔

سوال: افقہ الناس ابن عباس نے **مُتَوَفِّیْکَ** کا معنی **مُمِیْتُکَ** کا لیا ہے بناءً علیہ **یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ** کا معنی یہ ہوا کہ اے عیسیٰ میں تجھے مارنے والا ہوں۔ اسی طرح **فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ** میں بھی۔ اس سے جب وفات مسیح بن مریم ثابت ہوچکی تو بالضرور **بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ** میں رفع سے رفع روحانی لینا پڑے گا۔ اور احادیث نزول مسیح واجب التاویل ہوں گی۔ کیونکہ مرنے کے بعد ارواح مقربین بشہادت **قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ** اور **فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ** اور احادیث صحیحہ کے جنت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں داخل ہوتی ہیں۔ بعدازاں بموجب آیۃ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ جنت سے نکالی نہیں جاتیں۔ بناءعلیہ مسیح ابن مریم بعد مرجانے کے دوبارہ دنیا میں ہرگز نہیں آسکتے۔

جواب: افقہ الناس ابن عباس کا فیصلہ ہم کو بسر وچشم منظور ہے۔ مگر پہلے آپ علی رؤس الاشہاد اقرار کرلیویں کہ ہم بھی افقہ الناس کے قول سے منحرف نہ ہوں گے۔ انسان معاملہ سے پہچانا جاتا ہے۔ ناظرین ازالہ اور ایام الصلح سے معلوم کرسکتے ہیں۔ کیا آپ نے قصہ عو دایلیا سے جو کتاب سلاطین میں مذکور ہے اپنے دعویٰ پر تمسک نہیں پکڑا اور اسی کتاب میں صعود ایلیا بجسدہ العنصری جو مذکور ہے پھر اس سے منحرف نہیں ہوئے۔ یا مسیح کے مصلوب ہونے میں پہلے اناجیل اربعہ سے کام لے کر بعدازاں رفع جسمی سے جو کتاب اعمال میں صراحۃً مذکور ہے منحرف نہیں ہوئے۔ یا تَوَفِّیْ کے معنی لینے میں ابن عباس کو اعلم بالقرآن سمجھ کر مقتدیٰ بنا کے اور ان کی اتباع کا دم بھر کے بعدازاں آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اور ایسا ہی وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ اور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ اور قَبْلَ مَوْتِهٖ کے معنی میں جو وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ میں مذکور ہے۔ اور ایسا ہی وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ان سب میں قول افقہ الناس ابن عباس کو سلام نہیں کہا۔ یا اجماع امت مرحومہ کو عقیدہ رفع جسمی مسیح پر پہلے اجماع کو رانہ ازالہ اوہام میں اور اہل اجماع کو حزب نادان اور بے حیا ایام الصلح میں قرار دے کر پھر سب کے عقیدہ کو مطابق اپنے عقیدہ کے بدلائل واہیہ ازالہ اور ایام الصلح میں ثابت نہیں کیا۔ اور احادیث نزول اور ظہور دجال کو پہلے بعض کو ضعیف اور بعض کو مضطرب اور بعض کو مخالف توحید ٹھہرا کر بعدازاں انہیں کا مصداق خود ہی نہیں بن گئے۔

بعد اس کے اوّلاً تو یہ معروض ہے کہ اثر مذکور ابن عباس کا علی بن ابی طلحہ کے مروی ہے۔ اور اہل الجرح والتعدیل کو اس میں کلام ہے۔ چنانچہ قسطلانی نے تضعیف اور عدم ثبوت ملاقات اس کی کو ساتھ ابن عباس کے ذکر کیا ہے۔ اور تقریب میں ہے۔ علی بن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابی طلحة سالم مولی بنی العباس سکن حمص ارسل عن ابن عباس ولم یرہ من السادسة صدوق قد یخطی. انتھیٰ. وفی الخلاصة قال احمد له اشیاء منکرات. وفی المیزان قال احمد بن حنبل له اشیاء منکرات. قال دحیم لم یسمع علی ابن ابی طلحة التفسیر عن ابن عباس.

اور ثانیاً بر تقدیر صحت کے مثبت اس امر کا نہیں ہوسکتا کہ معنی مذکور کو یعنی مُمِیْتُکَ مذہب ابن عباس کا قرار دیا جائے۔ بلکہ جائز ہے کہ من جملہ دیگر مباحثات یومیہ صحابہ کرام کے بطریق بیان احتمال ہو۔ پہلے مفسرین کے زمانہ میں چونکہ اسالیب تقریر منقح ہونے میں نہیں آئے تھے۔ لہٰذا تحریر احتمالی ان کی تقریر بالجزم سے مشتبہ ہوجاتی ہے۔ مثلاً ابن عباس آیت فَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ کے متعلق فرماتے ہیں لا اجد فی کتاب اللہ الا المسح لکنھم ابوا الا الغسل یعنی قرآن کریم میں بغیر مسح پاؤں کے میں نہیں پاتا ہوں لیکن یہ لوگ یعنی صحابہ کرام نہیں مانتے مگر غسل کو۔ اب جو شخص حقیقت روزمرہ مباحثہ صحابہ سے واقف ہوگا وہ مسح قدموں کو مذہب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا سمجھ لے گا۔ حالانکہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک اشکال کی تقریر کرنی منظور ہے تاکہ امتحان کریں کہ علماء عصر اس اشکال کے دفع میں کیا کہتے ہیں۔ مذہب آپ کا وہی غُسل قدمین ہے۔ مانحن فیہ میں بھی محتمل ہے کہ تفسیر مُتَوَفِّیْکَ مُمِیْتُکَ کے ساتھ اسی قبیل سے ہو اور یہ کوئی خیال نہ فرمائے کہ اس تقریر پر نقل سے امان اُٹھ جائے گا کیونکہ محتمل مذکور پر آثار صحیحہ ابن عباس کے جو متعلق بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اور وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ اور وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کے بالا سناد لکھ چکا ہوں شاہد ہیں۔ ماسوا ان کے احادیث نزول مرویہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بھی مؤید احتمال مذکور ہیں۔ وذکر العینی. وروی ابو نعیم فی کتاب الفتن من حدیث ابن عباس ان عیسٰی اذ ذک یتزوج فی الارض

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فیقیم بھا تسع عشرۃ سنۃ الی ان قال وعن ابن عباس یتزوج الی قوم شعیب و ختن موسیٰ علیہ السلام وھم جذامٌ فیولد لہٗ فیھم ویقیم تسع عشرۃ سنۃ. انتھیٰ۔

اور ثالثاً اگر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب بھی مانا جائے تاہم عقیدہ اجماعیہ اسلامیہ کو مضر نہیں کیونکہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بلحاظ نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ جس میں موت طبعی کا معنی لینا ممکن نہیں۔ جیسا پہلے گزر چکا ہے۔ آیت یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ میں بعد ارادہ معنی مُمِیْتُکَ کے قائل بہ تقدیم و تاخیر ہے۔ اخرج اسحٰق بن بشرو ابن عساکر من طریق جو ھر عن الضحاک عن ابن عباس فی قولہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ یعنی رافعک ثم متوفیک فی اٰخر الزمان۔ (در منثور) حاصل۔ ابن عباس سے قول اللہ تعالیٰ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ میں تقدیم و تاخیر مروی ہے یعنی یوں عبارت آئی ہے کہ رافعک ثم متوفیک فی اٰخر الزمان اور ایسا ہی تفسیر عباسی میں بھی۔ اور ظاہر ہے کہ کوئی باعث قول تقدیم و تاخیر کا آیۃ مذکورہ میں سوائے تطبیق کے مابین نصوص کے نہیں۔ شواہد تقدیم و تاخیر کے آیات قرآنیہ میں یہ ہیں۔ قول باری تعالیٰ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً میں بھی ابن عباس سے تقدیم و تاخیر مروی ہے یعنی انہوں نے یوں تفسیر کی فقالوا جھرۃً ارنا اللہ اور ابن حاتم نے قتادہ سے قولہ تعالیٰ فَلَا تُعْجِبْکَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا میں تقدیم و تاخیر روایت کی ہے۔ یعنی فرمایا کہ اصل عبارت اس طرح ہے فلا تعجبک اموالھم ولا اولادھم فی الحیوۃ الدنیا انما یرید اللہ لیعذ بھم بھا فی الاٰخرۃ. اور مجاہد سے قولہ تعالیٰ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَ لَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا قَيِّمًا یعنی انزل علیٰ عبدہ الکتٰب قیماً ولم یجعل لہ عوجاً طاً مروی ہے۔ اور قتادہ سے قولہ سبحانہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِلَیَّ میں اِنِّیْ رَافِعُکَ اِلَیَّ وَ مُتَوَفِّیْکَ مروی ہے۔ اور عکرمہ سے قول باری عزّ اسمہ۔ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ میں لهم عذاب شديد يوم الحساب بما نسوا مروی ہے۔ اگر زیادہ مرویات صحابہ کرام و تابعین وغیرہ در بارہ تقدیم و تاخیر دیکھنے منظور ہوں تو بالتفصیل تفسیر اتقان سے ملاحظہ فرمائیں۔ و نیز فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَذٰلِكَ يُوْحِيْ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ. اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ كَمَا اَوْحَيْنَا اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ میں معطوف باعتبار تحقق خارجی کے معطوف علیہ سے مقدم ہے۔ اور قرآن شریف میں ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ جن میں معطوف معطوف علیہ سے تحقق میں مقدم ہے۔

الغرض آپ کو قول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مُتَوَفِّيْكَ مُمِيْتُكَ مفید نہیں ہوسکتا جب تک قول ان کا متعلق فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ کے ہیں ساقط عن الاعتبار ٹھہرائیں۔ یا ہم قول ابن عباس کا متعلق فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ کے جو دال ہو ارادہ معنی غیر موت پر بیان کرتے ہیں۔ اخرج ابوالشيخ عن ابن عباس اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ يقول عبيدك قد استوجبوا العذاب بمقالتهم وان تغفرلهم اى من تركت منهم ومد فى عمره (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) حتى اهبط من السمآء الى الارض يقتل الدجال فنزلوا عن مقالتهم ووحدوك واقروا انا عبيدٌ وَاِن تغفر لهم حيث رجعوا عن مقالتهم فانك انت العزيز الحكيم. (جلال الدین سیوطی۔ درمنثور)

ایسا ہی تفسیر عباسی میں تَوَفَّيْتَنِيْ کا معنی رفعتنی مذکور ہے۔ اگر آپ کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مسلک لینا ضروری ہے تو قبول فرماویں یہ تو نہ ہو کہ تارکِ صلوٰۃ نے تمسک آیۃ وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ سے پکڑا۔ دوسرے نے کہا میاں ابھی مضمون پورا نہیں ہوا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَاَنْتُمْ سُکَارٰی کو بھی ساتھ ملاحظہ کرو۔ جس کا مضمون یہ ٹھہرا کہ "حالتِ نشہ میں نماز مت پڑھو" تو متمسک (اوّل) نے کہا کہ "سارے قرآن پر تمہارا باپ عمل کرتا ہوگا۔ ہم سے اگر ایک آیت پر بھی ہو تو بڑی بات ہے۔ قول ابن عباس اگر قابل احتجاج ہے تو اس کو اوّل سے آخر تک ملاحظہ فرماویں۔ پھر دیکھئے رفع جسمی کس طرح کھلے کھلے طور پر بشہادت تفسیر ابن عباس ثابت ہوتا ہے۔

اب ناظرین بانصاف سمجھ چکے ہوں گے کہ تفسیر ابن عباس کا پیرو اور متبع کون ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہو گیا ہوگا کہ مرزا صاحب نے اتباع ابن عباس کو تو بجائے خود چھوڑا الٹا بہتان صحابی پر باندھا۔ جیسا کہ امام بخاری کے اوپر کہ وہ بھی حدیث نزول ابن مریم میں مثیل ابن مریم مراد لیتے ہیں بلکہ سب ائمہ سلف کا یہی اعتقاد تھا یعنی وفات مسیح ابن مریم۔

میں کہتا ہوں امام بخاری تو احادیث نزول کے تراجم میں آیات سورہ مریم اور آلِ عمران کو لا کر بعد ازاں بیان احادیث فرماتے ہیں۔ اب ہر ایک منصف سمجھ سکتا ہے کہ اگر آیات قرآنی میں ذکر مسیح بن مریم کا ہے جو نبی وقت تھے تو ان احادیث میں بھی ان کا ذکر ہوگا۔ اور اگر آیات میں ذکر خیر جناب مرزا صاحب کا ہے تو احادیث میں بھی مثیل بن مریم مراد ہوگا۔ میں نہایت متعجب ہوں کہ مرزا صاحب ازالۂ اوہام میں بڑے زور سے علماء اسلام پر اعتراض کرتے ہیں (کہ حدیث بخاری **والذی نفسی بیدہ** [1] میں مولوی صاحبان فقرہ **یکسر الصلیب** اور ایسا ہی **یقتل الخنزیر** میں تو تاویل سے کام لیتے ہیں اور ابن مریم سے مثیل ان کا مراد لینے میں ماوّل کو ملحد قرار دیتے ہیں)۔ معروض خدمت ہے

---

[1] دوسری وجہ بہتان کی امام بخاری پر وہ حدیث ہے جس کو امام بخاری نے تاریخ میں بیان کیا ہے جس کو میں لکھ آیا ہوں۔ تیسری وجہ بہتان کی کہنا بخاری کا باب نزول عیسیٰ بن مریم۔ اگر مذہب امام بخاری کا مثیل عیسیٰ ہوتا تو استعارہ کے طور پر بیان کرتا۔ بلکہ تصریح بہ مذہب خود ضروری تھی۔ ۱۲ منہ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ علماء اسلام کس طرح پر تاویل کر سکیں۔ بعد ازاں کہ نصوص قرآنیہ سے بہ تفسیر ابن عباس رفع جسمی اور نزول مسیح صاحب انجیل کے ساتھ ایمان لا چکے ہوں۔ اور پیشن گوئیاں حلفی اور تاکیدی طور پر اسے مسیح کے بارہ میں آنحضرت ﷺ سے بطریق تواتر معنوی سن چکے ہوں جس میں امکان تاویل بہ مثیل بھی گنجائش نہیں رکھتا۔ مثلاً شب معراج مسیح ابن مریم کا بوقت گفتگو ہونے کے قیام قیامت کے بارہ میں فرمانا کہ تعیین وقت تو میں نہیں کر سکتا مگر میرے ساتھ میرے رب نے عہد کیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تو زمین پر اتر کر دجال اور قوم یاجوج ماجوج کو ہلاک نہ کرے گا۔ الخ (تفسیر درمنثور اور ابن کثیر اور خازن) **اخرجه احمد** جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اسناد اور متن اس حدیث کا احادیث نزول میں۔ جس کا اوّل یہ ہے **قال احمد حدثنا هشيم عن العوام بن حوشب عن جبلة بن سحيم عن مؤثر بن غفارة عن ابن مسعود عن رسول الله ﷺ قال لقيت ليلة اسرى بى ابراهيم و موسىٰ وعيسىٰ عليهم السّلام.** اور بھی روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے ساتھ اسناد دوسرے کے۔ شاید مرزا صاحب ہی نے شب معراج میں بیان معاہدہ رب کا جواب مذکور ہوا ہے کیا ہو۔ اس مضمون کا اقرار کرنا بہ نسبت باقی افترا آت کے ان کے سامنے کچھ بڑی بات نہیں۔

الغرض علماء اسلام بعد ایمان **بما جاء به الرسول** ﷺ کس طرح حدیث مذکور میں ابن مریم سے مثیل ان کا مراد لیں اور ایمان اپنا ضائع کریں اور دنیا میں بھی مولوی کے مولوی رہیں۔ جناب مرزا صاحب کو اتنا فائدہ تو ہے کہ لقب عیسویت اور شان مہدویت چند سادہ لوحوں کے سامنے حاصل کیا۔ علماء بے چاروں کو کیا فائدہ؟ جناب عالی! یہی وجہ ہے کہ علماء کی ابن مریم سے مثیل ان کا نہ لینے کی۔ باقی رہا فقرہ **ویکسر الصلیب** اور ایسا ہی **ویقتل الخنزیر** میں تعذر حقیقت دلیل ہے ارادہ مجاز کی۔ شاید آپ کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نزدیک وقوع مجاز ایک فقرۂ کلام میں دلیل ہے سب کے سب فقرات کلام کے مجاز ہونے پر۔ ایسے خانہ زاد اصول کے ایسے ہی نتائج ہوا کرتے ہیں۔ اور **رابعًا** تطبیق بین الآیات میں بعد اس کے کہ استشہاد بہ محاورہ قرآنیہ وعرف قرنِ اوّل ولغت کے ہو کچھ ضرور نہیں کہ وجہ تطبیق ایک ہی معنی اور احتمال میں منحصر رکھی جاوے۔ ابن عباس اور سائر مفسرین صحابہ میں سے بعد مراعاۃ مذکورہ کے وجوہ تطبیق میں اقوال متعددہ بیان فرماتے ہیں۔ بلکہ **بحسب لا یکون الرجل فقیھا کل الفقه حتیٰ یریٰ للقراٰن وجوھًا کثیرۃ** کے کمال تفسیر دانی کا معیار عدم حصر کو ٹھہرایا گیا ہے۔

اب ہم لفظ **تَوَفّٰی** کا معنی سوائے معنی موت کے قرآن کریم اور لغت سے ثابت کر کے وجہ تطبیق بین الآیات بیان کرتے ہیں۔ **تَوَفّٰی** ماخوذ ہے وَفا سے۔ وفا کا معنی پورا ہونا کہتے ہیں۔ فلانی شے کافی وافی ہے یعنی پوری۔ ایفاء کا معنی پورا کرنا۔ اور **تَوَفّٰی تَفَعُّل** ہے بمعنی استفعال کے یعنی استیفاء جس کا ترجمہ پورا لینا۔ لغت کی کتابیں مثل صحاح اور صراح اور قاموس وغیرہ۔ اور ایسا ہی تفاسیر سب متفق ہیں معنی مذکور پر۔ اور یہ امر بھی نہایت ہی قابل غور ہے کہ لغت اور تفاسیر میں مستعمل فیہ کو بیان کرتے ہیں۔ گو کہ موضوع لہٗ نہ بھی ہو۔ بلکہ فرد ہی اس کا ہو۔ یا کسی نوع کا علاقہ معنی موضوع لہٗ سے رکھتا ہو۔ جیسا کہ لفظ اِلٰہ جس کا معنی معبود مطلق ہے واجب ہو یا ممکن اور **الٰھہ** بمعنی معبودات مطلقہ کے۔ کواکب ہوں یا بت یا آدمی۔ حالانکہ بہت اہل لغت اور مفسرین بھی تفسیر اِلٰہ کی اصنام کے ساتھ کر دیتے ہیں۔ صراح وغیرہ کتب لغت کو اِلٰہ کے متعلق دیکھیں۔ اور تفسیر ابن عباس کو متعلق **اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ** کے ملاحظہ فرمائیں کہ **اَمْوَاتٌ**. **اَصْنَامٌ** لکھتے ہیں۔ ہر سلیم الطبع پر ظاہر ہے کہ اَصْنَام یعنی بُت معنی موضوع لہٗ لفظ اِلٰہ کا نہیں بلکہ ایک فرد ہے معنی موضوع لہٗ کا جو معبودات مطلقہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ بودے لوگ اردو خوان زعمی مولوی ایسے مقامات کو دیکھ کر دھوکا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کھا جاتے ہیں۔ یعنی یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ بھی بیان معنی وضعی کا ہے بلکہ اسی کو حصر کے طور پر بہ نسبت اس مطلق کے موضوع لہٗ قرار دیتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ مطلق کو فرد سے ممتاز نہیں کر سکتے۔ الغرض۔ الفاظ مشتقہ میں معنی حقیقی کبھی اور ہوتا ہے اور مستعمل فیہ اور۔ ما نحن فیہ میں بھی مرزا صاحب اور ان کے اتباع کو یہی دھوکا لگا ہوا ہے۔ لغت کی کتابوں میں جو دیکھا کہ **تَوَفّٰی** کا معنی موت بھی ہے۔ اور صحیح بخاری میں **مُتَوَفِّیْکَ** کی تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے **مُمِیْتُکَ** سے کی تو اس اشتباہ مذکور میں پڑ گئے۔

میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ الٰہ اور اموات کا معنی اصنام ہی خیال کرتے ہوں گے۔ ورنہ **تَوَفّٰی** سے معنی موت ہی کا لینے میں ایسے مستحکم نہ ہوتے۔ فی الواقع یوں ہے کہ **توفّٰی** اور استیفاء میں بجز پورا لینے کے اور کچھ ماخوذ نہیں۔ **تَوَفّٰی** نے جس کے ساتھ تعلق پکڑا ہے دیکھا جائے گا وہ کیا چیز ہے۔ روح ہوگی یا غیر روح۔ اگر روح ہے تو پکڑنا روح کا پھر منقسم ہے دو قسموں پر۔ ایک تو اس کا پکڑنا مع الامساک یعنی پکڑنے کے بعد نہ چھوڑنا اس کا نام تو موت ہے۔ موت کے مفہوم میں دو امر **تَوَفّٰی** کے مفہوم سے علاوہ اعتبار کیے گئے۔ ایک روح دوسرا امساک۔ دوسرا قسم **تَوَفّٰی** کا نیند ہے جس کے مفہوم میں قید روح اور ارسال یعنے چھوڑ دینا ماخوذ ہے۔ الحاصل۔ موت اور نیند دونوں فرد ہوئے **تَوَفّٰی** کے (تفسیر کبیر، ابن کثیر، شرح کرمانی صحیح بخاری) اور متعلق **تَوَفّٰی** کا اگر غیر روح ہو تو وہ بھی یا جسم مع الرّوح ہوگا جیسا کہ **اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ** یا اور چیز جیسا کہ **توفیت مالی** (قاموس) بیان اس امر کا جو مذکور ہو چکا ہے یعنی **تَوَفّٰی** کا معنی فقط کسی شے کا پورا لے لینا ہے۔ عام اس سے کہ وہ شے روح ہو یا غیر روح اور بر تقدیر روح ہونے کا مقید بارسال ہو یا بامساک نص سے بھی ثابت ہے یعنی قرآن کریم کی اس آیت سے جس سے خداوند کریم کو اظہار تصرّف اور قدرت اپنی کا اسی پیرایہ میں منظور ہے کہ اللہ تعالیٰ ارواح کو بعد القبض کہیں تو بند کر رکھتا ہے اور کبھی چھوڑ دیتا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا ۔ یہ اللہ تعالیٰ قبض فرماتا ہے ارواح کو حالت موت اور نیند میں فقط اتنا ہی فرق ہے کہ موت میں امساک اور نیند میں ارسال ماخوذ ہے۔ اس آیت میں تو استعمال لفظ توفی کا مشترک میں ظاہر ہے یعنی فقط قبض اور ارواح مدلول ہے لفظ انفس کا اور آیت وَھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِاللَّیْلِ میں مستعمل ہے نیند میں جو فرد ہے مفہوم توفی کا یعنی قبض کا۔ اور آیت وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وغیرہ آیات میں مدلول اس کا موت ہے جو جملہ افراد اسی توفی کے ہے یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ میں اور ایسا ہی فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ میں بھی معنی موت کا مطابق بعض نظائر قرآنیہ اور غیر قرآنیہ کے جیسا کہ توفی اللہ زیدا توفی اللہ عمرو اتوفی اللہ بکرا وغیرہ وغیرہ دلیا جاتا۔ اگر نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰہُ اِلَیْہِ کی رفع جسمی مسیح بن مریم پر شہادت نہ دیتی جیسا کہ لکھ چکا ہوں۔ یا آیات وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اور وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ۔ اور احادیث صحیحہ جو دال ہیں اسی رفع جسمی پر استلزاما وارد نہ ہوتیں۔ کیونکہ جب ایک شخص کا مخصوصہ نص سے حکم معلوم ہو جائے تو عموم آیات میں جو برخلاف اس حکم کے ہوں داخل نہیں ہوگا۔ اور نہ وہ لفظ جو مستعمل اس کے بارہ میں ہے محمول ہوتا ہے اپنے نظائر پر۔ دیکھو آدم علیہ السلام کی پیدائش کا حال جب نص خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ سے معلوم ہو چکا تو پھر اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّھِیْنٍ اور ایسا ہی خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ سے مستثنیٰ ہے اور قول قائل کا خلق اللہ آدم محمول نہ ہوگا اپنے نظائر پر یعنی خَلَقَ اللّٰہُ زَیْدًا خَلَقَ اللّٰہُ بَکْرًا وغیرہ وغیرہ جو کروڑہا سے زائد ہیں۔ یعنی یہ کہا جائے گا کہ کیفیت خلقت آدم وغیرہ بنی نوع یکساں ہے۔ ایک معنی کا بکثرت مستعمل فیہ ہونا دلیل ارادہ اس کی درصورت قیام قرینہ صارفہ کے جو یہاں پر نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰہُ اِلَیْہِ کی ہے نہیں ہو سکتی۔ اب ہر ایک صاحب فہم اور منصف پر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَرَافِعُکَ اِلَیَّ اور ایسا ہی فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ میں تَوَفِّیْ سے معنی موت کا لینا اور تقدیم تاخیر نہ کہنی اور معنی موت کے ارادہ پر شہادت نظائر مثل وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وغیرہ وغیرہ پیش کرنی۔ مثلاً اس کا بغیر از جہالت اور کیا قرار دیا جائے۔ تعجب ہے کہ جناب مرزا صاحب ازالہ اوہام اور ایام الصلح میں کہیں تو استعمال لفظ تَوَفِّیْ کو حسب محاورہ قرآن کریم کے معنی موت ہی میں منحصر کہتے ہیں اور کہیں وجہ اطلاق تَوَفِّیْ کی نیند پر النوم اخ الموت کو قرار دیتے ہیں۔ ایک تو دھوکا موضوع لہٗ کے فرد کو عین موضوع لہٗ سمجھنے کا کھایا۔ اور دوسرا اطلاق المطلق علی بعض افرادہ کو از قبیل اطلاق الفرد علی الفرد سمجھ لیا۔ (ازالہ ص ۳۳۲) اور پھر بعد دعویٰ حصر مذکور کے قائل باستعمال تَوَفِّیْ نیند میں بھی حسب محاورہ قرآن کریم ہوئے۔

الغرض۔ آیۃ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ میں یا تو معنی موت کا لے کر مع قول بہ تقدیم تاخیر فی الآیۃ اور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ سے معنی رفع کا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرح لینا پڑے گا۔ یا ہر دو جگہ معنی قبض کا لیں گے۔

پھر مکرر عرض کرتا ہوں کہ جب حسب نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ کے رفع جسمی اور حیات الی الآن مسیح کی ثابت ہو چکی تو پھر آپ کو تاویل احادیث پر کون سا باعث رہا۔ کیونکہ باعث تاویل تو یہی تھا کہ آپ مُتَوَفِّیْکَ اور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ سے موت مسیح ثابت کر کے رفع کو قرب منزلت اور نزول کو ظہور پر محمول فرماتے تھے۔ اور مسیح بن مریم سے بطریق استعارہ مثیل مسیح لیتے تھے۔ تشریح سب آیات کی حسب محاورہ قرآن کریم و شہادت سیاق سے اثبات حقیت عقیدہ اجماعیہ کا کامل طور پر ہو گیا لکھ چکا ہوں۔ بعد عدم تعذر معنی حقیقی بلکہ واجب الارادہ ٹھہرنے اس کے وقوع استعارات کی اگر لاکھوں نظیریں آپ بیان فرماویں تو بھی مانحن فیہ میں دلیل ارادہ مجاز نہیں ہو سکیں گی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرزا جی اور ان کے مریدوں سے ایک دلچسپ واجبی مطالبہ

میں کہتا ہوں آپ علماء کرام سے بڑے اصرار سے ہر معنی پر شہادت محاورہ قرآنیہ طلب فرماتے ہیں آپ لفظ عیسیٰ بن مریم سے مثیل ان کا مراد لینے پر محاورہ قرآنی یا سوائے ما نحن فیہ یعنی احادیث نزول کی کوئی حدیث صحیح بتلاویں ہرگز نہیں بتلا سکتے۔ نہایت حیرت انگیز تو یہ امر ہے کہ آج تک مسیح موعود یعنی آپ نے فقرہ **یَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ** کے سارے کرہ زمین کے اوپر سے فقط اپنے معتقدوں کو مسلمان کیا۔ کیا بغیر ان کے یہود و نصاریٰ و ہنود سب حق پر ہیں۔ اور یہی بے چارے خنزیر خور اور صلیب پرست علاوہ تمام دنیا کے تھے جن کو آپ ہی نے قتل اور کسر فرما کر موحد بنایا؟ ہرگز نہیں۔ یہ لوگ تو اوّل ہی سے موحد تھے۔

سوال: ابن عباس کی تفسیر جو متعلق **بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ** اور **وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ** اور **وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ** اور **فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ** کے ہے۔ بخاری میں تو مذکور نہیں۔ اس میں فقط **مُتَوَفِّیْکَ** کی تفسیر **مُمِیْتُکَ** مذکور ہے۔

جواب: عدم ذکر بخاری دلیل عدم صحت کی نہیں ہو سکتی۔ امام بخاری خود فرماتے ہیں۔ **ما ادخلت فی کتاب الجامع الاّ ما صح وترکتُ کثیرٌ امن الصحاح لحال الطول** یعنی بہتیری حدیثیں صحیحہ میں نے ذکر نہیں کیں اپنی کتاب جامع یعنی صحیح بخاری میں۔ نہایت تعجب ہے کہ اگر عدم ذکر امام بخاری دلیل صحیح نہ ہونے کی ہے تو پھر آپ استدلال ان احادیث سے جو بخاری میں نہیں کیوں پکڑتے ہیں۔ مثلاً **لَا مَهْدِیَ اِلَّا عِیْسٰی. لَوْ کَانَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی** وغیرہ وغیرہ۔ یا بغیر بخاری کے اور کوئی کتاب قابل استشہاد نہیں تو ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۴۱ میں آپ کشاف اور معالم اور تفسیر رازی اور ابن کثیر اور مدارک اور فتح البیان کے حوالے کیوں دیتے ہیں ہم بھی اسی ابن کثیر کو پیش کرتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوال: آیۃ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ میں تقدیم تاخیر کہنا اور ترتیب قرآنی کو بگاڑنا اور ایسا ہی فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ سے معنی رفع کا مراد لینا یہ الحاد اور تحریف ہے۔ قرآن شریف میں اوّل سے آخر تک بلکہ صحاح ستہ میں بھی انہی معنی کا یعنی موت کا التزام ہے۔ ازالہ اوہام کے ص ۶۰۱ اور ص ۹۲۲ کا خلاصہ یہ ہے۔

جواب: میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اتباع سے آخر کار منحرف ہوں گے۔ اب ویسا ہی ظاہر ہوا۔ مزید برآں (العیاذ باللہ) ان کو ملحد اور محرّف بھی ٹھہرایا۔ جیسا کہ باقی مفسرین اہل اسلام کو سلف سے خلف تک جنہوں نے معنی قبض یا رفع کا لیا ہے۔ جناب عالی! اتنی جرأت اور گستاخی ایک عامی مسلمان کے بارہ میں نہ چاہیے چہ جائے کہ صحابہ کرام اور آئمہ سلف کے حق میں۔

ناظرین! آیات قرآنیہ کو جن میں وقوع تقدیم وتاخیر سب کے نزدیک واجب التسلیم ہے جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہوں ملاحظہ فرمالیں[1] اور معنی رفع اور قبض توفّی سے مراد لینا بشہادت قرآن کریم پہلے اسی رسالہ میں ثابت ہو چکا ہے۔ آپ ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۳ میں فرماتے ہیں۔ غرض یہ بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اسی جسم کے ساتھ اترے گا۔ نہایت لغو اور بے اصل بات ہے۔ صحابہ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں۔ بھلا اگر ہے تو کم سے کم تین سو (۳۰۰) یا چار سو (۴۰۰) صحابہ کا نام لیجئے جو اس بارہ میں اپنی شہادت ادا کر گئے ہیں۔ ورنہ ایک یا دو آدمی کے بیان کا نام اجماع رکھنا سخت بددیانتی ہے"۔

میں عرض کرتا ہوں قرآن اور حدیث اور اجماع امت مرحومہ تو اس بیان کی شہادت دے رہے ہیں۔ پھر معلوم نہیں لغو اور بے اصل کیوں ٹھہرایا جاتا ہے۔ ہاں۔ آپ کے مسیح موعود ہونے میں بے شک خلل انداز ہیں۔ اسی خلل اندازی کی وجہ سے سب اہل

[1] فَقَالُوْا اَرِنَا اللّٰہَ جَھْرَۃً کے تفسیر ابن عباس وغیرہ وغیرہ۔ ۱۲ منہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسلام سلف سے خلف تک ملحد قرار دیئے گئے۔ (یَاھَادِیْ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم)

جناب! آپ پہلے کسی مسئلہ اجماعیہ میں روایات صحابہ باسانید اور بقید اسامی تین چار سو تک بیان فرماویں بعد ازاں ہم تین چار ہزار تک بیان کریں گے۔ اجی حضرت! آپ ایسے مغالطوں اور دھوکا دینے سے اردو خوانوں اور عوام کو کس لیے گمراہ کرتے ہیں۔ صحابہ کرام کے نام رسالہ ہذا میں آپ دیکھ چکے ہوں گے۔ پھر جب تک آپ پانچ دس کا بھی انکار ثابت نہ کریں تو اجماع منقوض نہ ہوگا حضرت من! صحابہ کو قرآن کریم کے واقعات منصوصہ کے ساتھ ایمان تھا۔ اور چونکہ اہل لسان اس مضمون کو آیت مذکورہ سے بلا تکلف اور بلا احتمال غیر رفع جسمی کے سمجھ چکے تھے تو پھر کیا ضرورت واقع ہوئی جو موجب ذکر اس مضمون کا بین الصحابہ اختلافیات کی طرح ہو۔ بلکہ یہی بڑی دلیل ہے اس کے مجمع علیہ ہونے پر۔ آپ ہی کسی قصہ میں قصص قرآنیہ سے جو صریح طور پر سمجھے گئے ہیں مثلاً قصۂ اصحابِ کہف میں اقوال صحابہ کے دس تک بھی ذکر فرمائیں۔ پانچ سو کی آپ کو معافی ہے۔ اسی لیے آج تک ذکر نزول مسیح نص محکم قرآنی سے علماء کرام تلاش کرتے آئے۔ بخلاف صعود جسمی کے کہ وہ تو صراحۃً مذکور تھا۔

سوال: ہم نے مانا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آیۃ **یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ** میں تقدیم اور تاخیر کے قائل ہیں مگر وجہ تقدیم ما حقہ التاخیر کی کیا ہے یعنی مقدم ذکر کرنا متوفی کا جس کا وقوع بعد نزول کے ہوگا۔

جواب: مسیح ابن مریم کے ذہن میں بعد مشورہ یہود کے یہی امر موجب قلق واضطراب ہوا کہ یہود ہی حسب تشاور میرے متوفی اور ذریعہ وفات ہوں گے۔ لہٰذا پہلے ہی سے اللہ جل شانہٗ نے بہ تقدیم لفظ **مُتَوَفِّیْکَ** سے دفع مرکوز خاطر ان کا بصیغہ حصر فرما کر پھر **رَافِعُکَ** سے تسلی بخشی۔ اگرچہ **مُتَوَفِّیْکَ** تحقیق میں مؤخر ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جاننا چاہیے کہ فرق ہے مابین سَاَتَوَفّٰکَ اور اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ میں ضمیر متکلم کا مسند الیہ اور مشتق یعنی متوفی کا مسند بنانا مفید حصر ہے یعنی میں ہی تیرا متوفی ہوں۔ ایسا نہیں جیسا تمہارے ذہن نشین ہوا ہے کہ میرے توفی کا ذریعہ یہود ہوں گے۔ بلاغت کا مقتضیٰ یہی ہے کہ حسب حال مخاطب القاء کلام کیا جائے۔ بخلاف سَاَتَوَفّٰکَ کے کہ وہ مطابق حال مخاطب نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسا ہی فرق ہے مابین اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ بصیغۂ مشتق اور اِنِّیْ سَاَتَوَفّٰکَ میں کہ مضارع فقط حدوثِ فعل توفی سے خبر دیتا ہے بخلاف صیغۂ مشتق کے کہ مزید براں صفت مختصہ پر حسب محاورہ دلالت کرتا ہے یعنی تمہارا مارنا میری ہی صفت مختصہ اور میرے ہی ذمہ پر ہے۔ مثلاً یہ کہ میں ہی تجھ کو دوں گا۔ اس میں اور اس قول میں کہ میں ہی تیرا دینے والا ہوں فرق ہے کہ پہلا فقط وعدہ دینے پر مشتمل ہے اور دوسرا مزید برآں افادہ اس مضمون پر کہ دینا تمہارا میرا ہی کام اور میری ہی شان ہے الغرض اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ سے وہ اطمینان ہی مستفاد ہوتی ہے جو دوسرے صیغوں میں نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس۔ معنی قبض کو بھی حسب تقریر مذکور خیال فرماویں۔ اسی طرح یہود کا کہنا اِنَّا قَتَلْنَا مفید اختصاص اور حصر ہے جو ان کے فخر کا موجب حسب زعم ان کے قرار دیا گیا۔ یعنی ہم نے ہی یہ بڑا کام کیا نہ کسی اور نے۔ لہٰذا قَتَلْنَا پر بغیر اِنَّا کے کفایت نہیں کی۔ اور پھر متعلق فعل یعنی مسیح کو موصوف بنا کر ذکر کیا ہے۔ یعنی اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ کہا اور اِنَّا قَتَلْنَا پر اکتفا نہ کی۔ یہ دلیل ہے اس پر کہ مناطِ افتراء اور موجب خوشی ان کا فقط صدور فعل نہیں بلکہ وقوع قتل کا محل خاص پر یعنی مسیح بن مریم جو رسول خدا کہلاتے ہیں۔ بعد تمہید ہذا اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید اور تکذیب میں جو وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ فرمایا۔ بعد ادنیٰ تامل کے ناظرین کی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ اس کی یعنی وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ کی مناط بھی اسی نسبتِ وقوع پر ہے یعنی مسیح کو انہوں نے قتل نہیں کیا نہ نسبت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صدوری پر یعنی صدور نفس قتل پر۔ اس تقدیر سے بعد غور کے محاورہ دان عقلمند پر بطلانِ تقریر جناب مرزا صاحب کا جواز الہ اوہام میں متعلق وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ کے انہوں نے لکھی ہے ظاہر ہوسکتا ہے کہ انہوں نے مناط تردید کی نسبت صدوری کو سمجھا ہے اور آیاتِ مذکورہ کی تفسیر میں روایات ان لوگوں سے لی ہیں جن کی تکذیب اور تضلیل قرآن کریم انہیں آیات سے فرماتا ہے۔

افسوس! جہالت ایسی مرض ہے کہ ہزاروں اردو خوانوں سادہ لوحوں کے لیے یوماً فیوماً مُہلک ہورہی ہے۔ نہ تو مثل صحابہ کی مہارت لسانی اور اشراق نوری ہے کہ راہ راست پر فہم مراد میں چلیں اور نہ استعداد علمی کی فصاحت اور بلاغت اور سیاق اور مقتضی حال کے ملاحظہ کرنے کے بعد معنی مراد کو سمجھیں فقط مشعلِ راہ ایک شخص خانہ زاد کو جو مسمّی بقانونِ قدرت ہے بنا رکھا ہے۔ اللہ کریم اپنے فضل وکرم سے ہدایت فرماوے۔

سوال: بیضاوی تفسیر کبیر تفسیر ابن کثیر معالم التنزیل۔ کشاف وغیرہ نے توفّی سے معنی موت کا لیا ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۴۱ میں استشہاد اذکر کیا ہے۔

جواب: یہ استشہاد ان کا ویسا ہی ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول سے پکڑا تھا۔ سب تفاسیر کے دیکھنے سے ناظرین اس دھوکا سے بھی مطلع ہوسکتے ہیں۔ سب کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے حکم کو زیر نظر رکھ کر اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کے معنی میں دو مسلک اختیار کرتے ہیں۔ ایک تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یعنی تقدیم تاخیر بر تقدیر ثبوت اور ارادہ معنی مُمِیْتُکَ کَمُتَوَفِّیْکَ سے۔ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے بالفعل اُٹھانے والا ہوں اور بعد نزول تجھے مارنے والا ہوں۔ اور دوسرا مُتَوَفِّیْکَ سے معنی قبض اور رفع کا لینا یعنی اے عیسیٰ میں تجھے پکڑنے والا اور اٹھانے والا ہوں۔ اور بعض مثل صاحب کشاف کے مُتَوَفِّیْکَ کو کنایہ ٹھہراتے ہیں عصمت اور بچا لینے سے یعنی اے عیسیٰ میں تجھے یہود کے ایذا سے بچانے والا ہوں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جناب مرزا صاحب[1] نے مُمِیْتُکَ کو (جو تفسیر معنی کنائی کے ضمن میں صاحب کشاف کے قول میں واقع ہے معنی مُتَوَفِّیْکَ کا سمجھ لیا ہے۔ یہ نہیں خیال فرمایا کہ اس احتمال کو یعنی مُتَوَفِّیْکَ سے معنی مُمِیْتُکَ لینے کو تو خود صاحب کشاف بعد اس کے تضعیف کر رہا ہے۔ عبارت کشاف کی یہاں پر نقل کی جاتی ہے تاکہ ناظرین دھوکا سے بھی مطلع ہو جائیں۔

مُتَوَفِّیْکَ ای مستوفی اجلک و معناہ انی عاصمک من ان یقتلک الکفار و مؤخرک الی اجل کتبتہ لک وممیتک حتف انفک لاقتلاً بایدیھم وَرَافِعُکَ اِلَیَّ الی سمائی و مقرملائکتی و مُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا من سوء جوارھم وخبث صحبتھم و قیل مُتَوَفِّیْکَ قابضک من الارض من توفیت مالی علی فلان اذ استوفیتہ. وقیل ممیتک فی وقتک بعد النزول من السماء ورافعک الآن. وقیل متوفی نفسک بالنوم من قولہ وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا وَرَافِعُکَ وانت نائم حتی لایلحقک خوف وتستیقظ وانت فی السماء. انتھی۔

رفع جسمی مسیح کا چونکہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ اور وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتَابِ الخ اور وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ اور احادیث متواترہ صحیحہ سے استلزاماً ثابت اور مؤمن بہ اہل اسلام کا سلف سے خلف تک ہو چکا۔ اور بظاہر آیت یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ

[1] مرید مخلص مرزا صاحب کی عبارت (مستوفی اجلک ومؤخرک الی اجل مسمّی) کو دلالت کنندہ غیر معنی موت پر ٹھہرا رہے ہیں۔ دیکھو سطر تیسری ص ۶۱۰ کی اور مرزا صاحب ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۴۱ کی سطر اخیر پر کشاف کو شاہد معنی موت کا قرار دے رہے ہیں۔ معلوم نہیں مرید مخلص بڑھ گئے ہیں۔ یا امام الزمان یہ موروثی امر ہے۔ مرزا صاحب ازالہ اوہام میں متعلق تفسیر سورہ القدر نزول ملائکہ کے قائل ہیں۔ ایام الصلح میں قریب اختتام کے اس سے منکر ہو گئے۔ القول الجمیل کے صفحہ ۶۱ سطر پانچویں میں مرید مخلص علماء سلف رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق میں فرماتے ہیں (سبحان اللہ مفسر ہوں تو ایسے ہوں) حیا بھی نہیں آتی۔ خود پھسلنا اور دوسروں پر ہنسی و تمسخر کرنا بلکہ مشرک کہنا کیا مہدی اور اس کے مصداق کی یہی شان ہے۔ ۱۲ منہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منافی اس کی معلوم ہوتی تھی۔ کیونکہ مفاد اس کا یہ نکلتا ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو مار کر بعد ازاں اُٹھانے والا ہوں۔ لہٰذا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رفع منافات یوں فرمائی کہ آیت میں تقدیم تاخیر کہی یعنی میں تجھ کو اوّل اُٹھانے والا ہوں آسمان کی طرف اور بعد نزول تجھ کو مارنے والا ہوں۔ اور باقی مفسرین میں سے کسی نے تو توفی سے معنی قبض کا لیا ہے اور کسی نے نیند کا۔ سب کا مقصود یہی تھا کہ یہ آیت مخالف نہ ہو اس نص **بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ** سے جس کا مدلول آنحضرت ﷺ سے بھی بوضاحت تامہ استلزاماً بیان ہو چکا ہے۔ صاحب کشاف نے ان سب مسلک کو ضعیف سمجھ کر حتیٰ کہ **مُمِيْتُكَ** کو بھی جیسا کہ **قيل مميتك في وقتك** الخ سے تمریض اور تضعیف اس کی ظاہر ہے۔ ایک اور راستہ پکڑا۔ وہ کیا **اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ** کنایہ ہے **عَاصِمُكَ** سے یعنی میں تمہارا بچانے والا ہوں شر یہود سے۔ استیفاء اجل اور عصمت لازم ہیں توفی کو بعد ملاحظہ حصر کے جو مستفاد ہے ضمیر متکلم کی مسند الیہ اور مشتق کے مسند بنانے سے یعنی جب اللہ ہی ان کا مارنے والا ہو بغیر مداخلت ایذاء یہود کے تو ضرور ہی معنی استیفاء اجل اور عصمت کا متحقق ہوگا۔ اس معنی کنائی کی تشریح میں صاحب کشاف نے **ومعناه انى عاصمك** الخ ذکر کیا۔ اب قول[1] اس کا **ومميتك حتف انفك**۔ یہ معنی کنائی کے ضمن میں داخل ہوا نہ یہ کہ مراد **مُتَوَفِّيْكَ** سے **مُمِيْتُكَ** ہے۔ اس کو تو خود صاحب کشاف **و قيل مميتك في وقتك** الخ سے تضعیف کر رہا ہے۔ اور وجہ تضعیف کی یہ ہے کہ استیفاء اجل بسبب مشتمل ہونے اس کے تاخیر اجل پر منافی حیات اور زندگی بسر کرنی مسیح کی آسمان پر نہیں بخلاف ممیتک کے کہ بغیر انضمام قیود خارجہ عن المدلول کے یعنی الآن اور بعد النزول دفع منافاۃ میں مفید نہ ہوگا۔

---

[1] اس تحقیق سے غرض ہماری بیان کرنا مقصود صاحب کشاف کا ہے اور غلطی مرزا صاحب کی۔ نہ کہ یہ مسلک مختار ہمارا ہے ۱۲ منہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوال: اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ سے معنی مُمِیْتُکَ بشہادت محاورہ قرآنیہ کیوں نہ لیا جائے اور ایسا ہی فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ سے رفع روحانی جیسا کہ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً اور آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ کا معنی جو تفسیروں میں لکھا ہے وہ بالکل غلط اور مستلزم وقوع کذب ہے کلام الٰہی میں۔ کیونکہ جب مفاد آیت یہ ٹھہرا کہ ہر ایک یہود بعد نزول مسیح اس کے ساتھ ایمان لاوے گا تو جو یہود قبل از نزول اس کے فوت ہو چکے ہیں وہ تو اس آیت کے حکم میں داخل نہیں ہو سکتے۔ پھر استغراق آیت کا جو وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ سے مستفاد ہے صحیح نہ ہوا۔ معنی صحیح اس کا یہ ہے کہ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان مذکورہ بالا پر جو ہم نے اہل کتاب کے خیال کی نسبت ظاہر کیا ہے ایمان نہ رکھتا ہو۔ قَبْلَ مَوْتِهٖ یعنی قبل اس کے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لائے جو مسیح اپنی طبعی موت سے مر گیا۔ یہ معنی مرزا صاحب نے ازالہ اوہام کے ص ۳۷۲ پر بیان کیا ہے اور اس کے بعد اس معنی کا اسی وقت الہام ہونا حلفاً بیان کیا ہے اور بڑے شکر اور محامد اس کے ہونے پر کیے ہیں۔ اور علماء زمان کو "نادان مولویوں" کا لقب دے کر ایسے راز سربستہ سے ان کا محروم ہونا ذکر فرمایا ہے انہیں صفحات پر ناظرین ملاحظہ کر لیویں۔

جواب: پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ کی قطعی طور پر دلیل صارف ہے اور ارادہ کرنے سے معنی موت کے مُتَوَفِّیْکَ اور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ سے۔ ہاں صرف متوفیک سے بعد التزام قول بہ تقدیم وتاخیر فی الآیۃ کے لے سکتے ہیں۔ اور یہ مانع ہونا اس نص کا ارادہ معنی مذکور سے بوجہ ثلثہ ثابت ہے۔

وجہ اوّل: اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے متعلق اس نص کے جس میں احتمال اسرائیلی ہونے کا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اہل کتاب قبل از واقعہ صلیب مرفوع ہونے مسیح کے قائل ہی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی رائے سے بھی نہیں فرماتے کیونکہ یہ مضمون اثر مذکورہ بالا محض نقلی ہے۔ بعد دفع احتمالات یہی ثابت ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے۔

وجہ دوم: مستفاد ہے وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ سے۔ کیونکہ بعد تعیین معنی (صلیب پر نہ چڑھانے کے) مَا صَلَبُوْهُ سے بشہادت لغت جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں صورت تشبیہ یا التباس کی یہی ٹھہری کہ مصلوب پر مسیح کا حلیہ ڈالا گیا۔ نہ یہ کہ التباس فی القتل ہو۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مسیح کو بکلیۃً حق سبحانہ وتعالیٰ نے ایذا یہود سے بچا کر اپنی طرف اُٹھالیا۔ یعنی آسمان پر۔

تیسری وجہ: ہونا آیۃ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ [1] از قبیل قصر قلب من جملہ اقسام قصر الموصوف علی الصفۃ کے اور تنافی الوصفین اگرچہ بناء بر تحقیق شرط نہیں قصر قلب کے لیے۔ مگر احد الوصفین کا ملزوم نہ ہونا دوسری وصف کے لیے بالاتفاق ضروری ہے تاکہ مخاطب کا اعتقاد برعکس ما یذکرہ المتکلم کے متصور ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ مانحن فیہ میں رفع عزت لازم ہے موت بالقتل کو درصورت ہونے مقتول کے من جملہ عباد مقربین کے۔ اور ارادہ رفع روح کا موت طبعی کے طور پر مستلزم ہے جمع کو بین الحقیقۃ والمجاز حسب زعم آپ کے۔ کیونکہ آپ درصورت ہونے کلمہ اِلٰی کے صلہ رفع کا اس ترکیب کو مجاز فی التقرب ٹھہراتے ہیں اور

---

[1] اور مخاطب بکلام قصری چونکہ اعتقاد اس کا صواب اور خطا سے ملا ہوا ہوتا ہے اور غرض متکلم کی اثبات صواب اور نفی خطاء کی ہوتی ہے اور بالخصوص بطریق العطف وجوبا نص علی المثبت والمنفی کا مقتضی ہوتا ہے۔ بناءً علیہ آیۃ میں برتقدیر ارادہ موت طبعی کے تصریح بحیوۃ مسیح بعد از واقعہ صلیب ضروری تھی۔ بعد ازاں ذکر موت طبعی چاہیے تھا یعنی یوں کہا جاتا بَلْ بَقِيَ حَيًّا ثُمَّ تَوَفَّهُ اللّٰهُ وَرَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ۔ والا فصاحت و بلاغت قرآن کریم جو اعلیٰ مرتبہ اعجاز کا اس میں خلل واقع ہوگا۔ یہاں تک کلام برتقدیر عاطفہ ہونے کلمہ بَلْ کے ہے جیسا کہ مذہب صحیح ہے اور اگر اس کو حروف ابتداء کا کہا جائے تو بھی ارادہ معنی موت طبعی کا مخل ہوگا فصاحت بلاغت میں کیونکہ متکلم پر وقت تمیز خطاء وصواب اور دھوکا نکالنے کی تصریح بہ مثبت ومنفی ضروری ہے۔ ۱۲ منہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نیز مقتضی ہے وقوع کذب کو آیۃ مذکورہ میں (العیاذ باللہ) کیونکہ محکی عنہ منتفی ہے بعد ملاحظہ ماضویت اضافیہ[1] کے۔

اس تقریر سے ظاہر ہوا بطلان قول بعض نحاۃ کا جو قائل ہیں بانحصار کلمۂ بَلْ کے معنی انتقال ہی میں جس وقت مابعد اس کے جملہ ہو کیونکہ آیۃ مذکور منجملہ افراد قصر قلب سے ہے جس میں متکلم کو مزعوم مخاطب کا ابطال مقصود ہوتا ہے۔ آپ جو بڑے زور شور سے شہادت نظائر لفظ **توفی** سے ارادہ معنی موت پر پیش فرماتے ہیں بعد مانع ہونے نص مذکور کے ارادہ مذکور سے مسموع نہیں ہوسکتی۔ بلکہ میں عرض کرتا ہوں کہ بالفرض اگر نص مذکور مانع نہ بھی ہو، تاہم شہادت مذکور علت موجبہ ارادہ معنی موت کے لیے **مُتَوَفِّیْکَ** اور **فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِی** سے نہیں ہوسکتی۔ ایک لفظ ہزار جگہ اگر ایک ہی معنی میں مستعمل ہو۔ تو بھی بعد قیام قرینہ صارفہ کے اس سے اور معنی مغائر معنی اوّل کے لے سکتے ہیں۔ وہ قرینہ اگرچہ حدیث ہی ہو اخبار احاد میں سے یا کوئی اور۔ ذرا غور سے ملاحظہ کیجئے کہ ہر جگہ قرآن کریم میں بعل کا معنی زوج ہے مگر **اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا** میں بعل سے مراد بت ہے۔ اور ہر جگہ قرآن کریم میں اَسف کا معنی حزن ہے۔ مگر **فَلَمَّا اٰسَفُوْنَا** کا معنی **فَلَمَّا اَغْضَبُوْنَا** یعنی غصہ دلایا انہوں نے ہم کو۔ اور ہر جگہ قرآن کریم میں مصباح سے مراد کوکب ہے مگر مصباح جو سورۂ نور میں ہے اس سے مراد چراغ ہے۔ ہر جگہ قرآن کریم میں صلوٰۃ سے مراد عبادت یا رحمت ہے مگر **بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسَاجِد** میں **صَلَوٰت** سے مراد اماکن یعنی مقامات۔ ہر جگہ قرآن کریم میں کنز سے مراد مال ہے۔ مگر کنز جو سورۂ کہف میں ہے اس سے مراد صحیفہ[2] علم کا ہے۔ ہر

---

[1] یعنی بہ نسبت ماقبل بَلْ کے اور ماضویت بالاضافۃ الی زمان النزول مخل ہے فصاحت میں۔ ۱۲ منہ

[2] تفسیر جامع البیان میں آیت وَکَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا کی تفسیر میں بعض سلف سے کہ کنز علم یعنی علم کا خزانہ منقول ہے۔ فیض عفی عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جگہ قرآن کریم میں قنوت سے مراد اطاعت ہے مگر **كُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْن** کا معنی اقرار کرنے والے ہے۔ ہر جگہ بروج سے مراد کواکب ہیں مگر **فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ** میں بروج سے مراد محل پختہ ہے۔ نظائر اس کے اور بھی بکثرت موجود ہیں۔ تفسیر اتقان وغیرہ تفاسیر سے ملاحظہ فرمائیں۔ علیٰ ہذا القیاس اکثر جگہ **تَوَفّٰی** کا معنی قرآن کریم میں موت یا نیند ہے۔ مگر **فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ** میں **قبضتنی یا رفعتنی یا اخذ تنی وافیًا** مراد ہے۔ بقرینہ **بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ** کے اور ایسا ہی **مُتَوَفِّیْکَ** سے بر تقدیر عدم تقدیم و تاخیر کے۔ بڑا تعجب ہے کہ مانحن فیہ میں احادیث متواترہ بھی نہیں سنی جاتیں۔ ہم تو بحسب مطالعہ آپ کے نص قرآنی محکم فی المراد اور احادیث صحیحہ عرفًا کشفًا جن کا کشف آپ کے نزدیک مسلّم ہے یعنی محی الدین بن عربی اور جلال الدین جن کے اقوال سے الہام کے حجت ہونے کے بارہ میں آپ استشہاد پکڑتے ہیں یہ سب پیش کرتے ہیں۔ مگر آپ بھی عیسیٰ بن مریم کے لفظ سے معنی مثیل کا مراد لینا بمحاورہ قرآن کریم کے نہ سہی کسی حدیث صحیح سے بغیر مانحن فیہ کے گو کہ غریب ہی ہو دکھلائیں۔ یہ بھی نہ سہی کسی ثقہ یا غیر ثقہ کی کلام میں بغیر تعذر ارادہ معنی حقیقی کے نشان دیویں۔ میں جانتا ہوں آپ جلدی سے **لکل عیسٰی دجّال** پڑھ دیں گے مگر یہاں تو کل استغراقی وصف کا منتزع من الشخص کا خواہاں ہے یعنی **لکل محقٍ مبطل** باقی اشعار وغیرہ میں جو اطلاق عیسیٰ کا طبیب حاذق یا معشوق وغیرہ پر آیا ہے۔ بعد تعذر ارادہ معنی حقیقی کے ہے۔ مانحن فیہ آپ کے نزدیک بڑی قوی دلیل تعذر ارادہ معنی حقیقی کی **مُتَوَفِّیْکَ** اور **فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ** تھی وہ بھی نہ رہی۔ لفظ رفع اور نزول کی بھی یہی کیفیت ہے جو سن چکے ہیں۔ جلال الدین سیوطی نے جو احادیث نزول کی بیان کی ہیں تفسیر درمنثور میں ملاحظہ فرمائیں۔ اور ماقبل میں بھی گزر چکے ہیں۔

اب حدیث شیخ اکبر کی جس میں تاویل بہ مثیل عیسیٰ ممکن نہیں ہے بیان کی جاتی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔ بگوش دل بشنو، اگر دل داری۔

قال الشیخ الاکبر قدس سرہ الاطہر فی الباب السادس والثلثین من الفتوحات بعد سوق الاسناد مرفوعا عن ابن عمر قال کتب عمر ابن الخطاب الی سعد بن ابی وقاص وھو بالقادسیۃ ان وجہ نضلۃ بن معاویۃ الانصاری الی حلوان العراق فلیغر علی نواحیھا فوجھہ مع جماعۃ فاصابوا غنیمۃً وسبیًا وانقلبوا یسوقون الغنیمۃ والسبی حتی زھقت بھم العصر وکادت الشمس تغرب فالجاء نضلۃ السبی والغنیمۃ الی سفح الجبل ثم قام فاذّن فقال اللہ اکبر اللہ اکبر فقال مجیب من الجبل کبرت کبیرا یا نضلۃ ثم قال اشھدان لا الہ الا اللہ فقال ھی کلمۃ الاخلاص یا نضلۃ ثم قال اشھد ان محمدا رسول اللہ فقال ھذا ھو الذی بشرنا بہ عیسٰی بن مریم وانہ علی راس امتہ تقوم الساعۃ ثم قال حی علی الصلوٰۃ فقال طوبیٰ لمن مشیٰ الیھا و واظب علیھا ثم قال حیّ علی الفلاح قال قد افلح من اجاب محمّدا ﷺ وھو البقاء لامتہ ثم قال اللہ اکبر اللہ اکبرقال کبرت کبیراً ثم قال لا الہ الااللہ قال اخلصت الاخلاص یا نضلۃ حرّم اللہ جسدک علی النار قال فلمّا فرغ من اذانہ قمنا فقلنا من انت یرحمک اللہ ملک ام ساکن من الجن ام من عباداللہ اسمعتنا صوتک فارنا شخصک فانّا وفد اللہ ووفد رسول اللہ ﷺ وو فد عمر بن الخطاب قال فانفلق الجبل عن شخص ھامتہ کالرحی ابیض الرأس واللحیۃ علیہ طمران من صوف فقال السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، فقلنا وعلیک السّلام ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ من انت یرحمک اللہ قال انا زریب بن بر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تملا وصی العبد الصالح عیسٰی بن مریم اسکننی بهذا الجبل ودعالی بطول البقاء الی نزوله من السماء فیقتل الخنزیر ویکسر الصّلیب ویتبرأ مما تحلته النصاریٰ ثم قال ما فعل بنبیّ الله ﷺ قلنا قبض فبکیٰ بکاءً طویلاً حتّی خضبت لحیتهٗ بالدموع ثم قال فمن قام فیکم بعده قلنا ابوبکر قال ما فعل به قلنا قبض قال فمن قام فیکم بعدهٗ قلنا عمر قال اذاً فاتنی لقاء محمد فاقرء وا عمر منی السّلام وقولوا لهٗ یا عمر سّدد وقارب فقد دنا الامر واخبروه بهذا لخصال التی اخبر کم بها وقولوا یا عمر اذا ظهرت هذه الخصال فی امة محمد ﷺ فالهرب الهرب اذ استغنی الرجال بالرجال والنساء بالنساء وانتصبوا فی غیر منا صبهم وانتموا الی غیر مواليهم ولم یرحم کبیر هم صغیر هم ولم یو قر صغیرهم کبیرهم وترک الامر بالمعروف فلم یؤمر به وترک النهی عن المنکر فلم یُنه عنه وتعلم عالمهم العلم لیجلب به الد نا نیر والدّ راهم وکان المطر قیظا و طولوا المنابرو فضضوا لمصاحف و زخر فوا المساجد واظهروا الرشی وشیّدوا البناء واتبعوا الهویٰ وباعوا الدین بالدنیا واستسفحوا لدماء وانقطعت الارحام وبیع الحکم واکل الربا وصار التسلط فخرا والغنیٰ عزّا وخرج الرجل من بیته وقام الیه من هو خیر منه وورکبت النساء السروج قال ثم غاب عنّا فکتب بذالک نضلة الٰی سعدٍ وکتب سعدٌ الٰی عمر فکتب عمر الیه اذهب انت ومن معک من المهاجرین والانصار حتی تنزل بهذا لجبل فاذالقیته فاقرّه منی السلام فان رسول الله ﷺ قال ان بعض اوصیاء عیسٰی بن مریم نزل بهذا لجبل بناحیة العراق فنزل سعد فی اربعة الافٍ من

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المهاجرين والانصار حتى نزل بالجبل وبقى اربعين يوما ينادى بالاذان فى وقت كل صلوٰة فلم يجده.

ترجمہ: فرمایا ابن عمر نے کہ میرے والد عمر بن الخطاب نے سعد بن وقاص کی طرف لکھا کہ نضلہ انصاری کو حلوان عراق کی جانب روانہ کرو تا کہ وہاں جا کر مال غنیمت اکٹھا کریں۔ پس روانہ کیا سعد نے نضلہ انصاری کو جماعت مجاہدین کے ساتھ ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر بہت مال غنیمت کا حاصل کیا اور ان سب کو لے کر واپس ہوئے تو آفتاب غروب ہونے کے قریب تھا۔ پس نضلہ انصاری نے گھبرا کر ان سب کو پہاڑ کے کنارے ٹھہرایا اور خود کھڑے ہو کر اذان دینی شروع کی۔ جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو پہاڑ کے اندر سے ایک مجیب نے جواب دیا کہ اے نضلہ تو نے بہت خدا کی بڑائی کی۔ پھر نضلہ نے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہا تو اسی مجیب نے جواب میں کہا کہ اے نضلہ یہ اخلاص کا کلمہ ہے۔ اور جس وقت نضلہ نے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ کہا تو اسی شخص نے جواب دیا کہ یہ نام پاک اس ذات کا ہے جس کی بشارت عیسیٰ بن مریم نے ہم کو دی تھی اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اسی نبی کی امت کے اخیر میں قیامت قائم ہوگی۔ پھر نضلہ نے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہا تو مجیب نے فرمایا کہ خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جس نے ہمیشہ نماز ادا کی۔ پھر جس وقت نضلہ نے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہا تو مجیب نے جواب دیا کہ جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی اس شخص نے نجات پائی۔ پھر جب نضلہ نے اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ کہا تو وہی پہلا جواب مجیب نے دیا۔ جب نضلہ نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ پر اذان ختم کی تو مجیب نے فرمایا اے نضلہ تم نے اخلاص کو پورا کیا۔ تمہارے بدن کو خداوند کریم نے آگ پر حرام کیا۔ جب نضلہ اذان سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام نے کھڑے ہو کر دریافت کرنا شروع کیا کہ اے صاحب آپ کون ہیں۔ فرشتہ یا جن یا انسان۔ جیسے اپنی آواز آپ نے ہم کو سنائی ہے اسی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرح اپنے آپ کو دکھایئے۔ اس واسطے کہ ہم خدا اور اس کے رسول اور نائب رسول عمر بن الخطاب کی جماعت ہیں۔ پس پہاڑ پھٹا۔ اور ایک شخص باہر نکل آئے (جن کا سر مبارک بہت بڑا چکی کے برابر تھا۔ اور سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے اور ان پر دو پرانے کپڑے صوف کے تھے) اور **السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ** کہا۔ ہم نے **وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ** کہہ کر دریافت کیا کہ آپ کون ہیں۔ فرمایا کہ میں زریب بن برتملا وصی عیسیٰ بن مریم ہوں۔ مجھ کو عیسیٰ علیہ السلام نے اس پہاڑ میں ٹھہرایا ہے اور اپنے **نزول من السّماء** تک میری درازی عمر کے لیے دعا فرمائی۔ جب وہ اتریں گے تو خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور بیزار ہوں گے نصاریٰ کے اختراع سے۔ پھر دریافت کیا کہ وہ نبی صادق بالفعل کس حال میں ہیں۔ ہم نے عرض کی کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ اس وقت بہت روئے۔ یہاں تک کہ آنسوؤں سے تمام داڑھی بھیگ گئی۔ پھر پوچھا ان کے بعد کون تم میں خلیفہ ہوا۔ ہم نے جواب دیا کہ ابوبکر۔ پھر فرمایا کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ وہ وفات پا گئے۔ فرمایا کہ ان کے بعد کون تم میں خلیفہ ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ پھر فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تو مجھے میسر نہ ہوئی۔ پس تم لوگ میرا اسلام عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچائیو۔ اور کہیو کہ اے عمر عدل وانصاف کر اس واسطے کہ قیامت قریب آ گئی ہے۔ اور یہ واقعات جو میں تم سے بیان کروں گا ان سے عمر رضی اللہ عنہ کو خبردار کیجیو اور کہیو کہ اے عمر رضی اللہ عنہ جس وقت یہ خصلتیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ظاہر ہو جائیں تو کنارہ کشی کے سوا مفر نہیں۔ جس وقت مرد مردوں سے بے پرواہ ہوں اور عورت عورتوں سے اور مقرر ہوں گے اپنے منصب[1] کے خلاف۔ اور ادنیٰ نسب والے اعلیٰ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کریں اور بڑے چھوٹوں پر رحم نہ کریں۔ اور چھوٹے بڑوں کی توقیر و عزت چھوڑ دیں۔ اور امر

[1] یعنی لوگ جس منصب کے لائق نہ ہوں گے اس پر مسلط ہوں گے۔ ۱۲

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالمعروف اس طرح متروک ہو جائے کہ کوئی اس کے ساتھ مامور نہ کیا جائے۔ اور نہی عن المنکر کو ایسے چھوڑ دیں کہ کسی کو اس سے نہ روکیں۔ اور ان کے عالم علم کی تعلیم بغرض حصول دنیا کریں اور گرم بارش ہو۔ یعنی وہ بارش جو فائدہ نہ بخشے یا بالکل ہی بند ہو جائے۔ اور بڑے بڑے منبر بنائیں اور قرآن مجید کو نقرئی وطلائی کریں۔ اور مسجدوں کی از حد زینت کریں۔ پھیلائیں رشوت اور پختہ پختہ مکانات بنائیں اور خواہشات کی اتباع کریں۔ اور دین کو دنیا کے بدلے بیچیں اور خونریزیاں کریں۔ اور صلہ رحمی منقطع ہو جائے اور حکم[1] فروخت کیا جائے۔ اور بیاج (سود) کھایا جائے۔ اور حکومت فخر ہو جائے اور دولتمندی عزت بن جائے۔ اور ادنیٰ شخص کی تعظیم اعلیٰ کرے۔ اور عورتیں زین پر سوار ہوں۔ پھر ہم سے غائب ہو گئے۔ پس اس کو نضلہ نے سعد کی طرف لکھا اور سعد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعد کو لکھا کہ تم اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر اس پہاڑ کے پاس اترو جس وقت ان سے ملو میرا اسلام ان کو پہنچائیو۔ اس واسطے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعض وصی پہاڑوں میں اترے ہوئے ہیں۔ پس سعد چار ہزار مہاجرین اور انصار کے ہمراہ اس پہاڑ کے قریب اترے اور چالیس (۴۰) روز تک ہر نماز کے وقت اذان کہتے رہے مگر ملاقات نہ ہوئی۔ اس کے بعد حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ اگرچہ ابن ازہر کی وجہ سے اسناد حدیث میں محدثین کے نزدیک کلام ہے۔ مگر ہم صاحب کشف والوں کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ اور پھر شیخ نے باب ۳۶۰ میں حدیث نواس بن سمعان کی ذکر فرمائی ہے جس میں **ینزل عیسٰی بن مریم بالمنارۃ البیضاء شرقی دمشق** الخ اور جا

---

[1] یہ لفظ اگر "ح" کی زبر سے پڑھا جائے تو حَکَم بمعنی ثالث اور حاکم ہوگا۔ جس کا مطلب یہ کہ فیصلہ کرنے والے کسی لالچ اور دباؤ میں آ کر انصاف چھوڑ دیں گے اور بک جائیں گے اور اگر "ح" پر پیش ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ فیصلوں کو دنیا کے عوض خریدا جائے گا۔ بس جس نے پیسہ دیا اس نے اپنے حق میں فیصلہ کرا لیا۔ فیض عفی عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بجا شیخ قدس سرہ فتوحات مکیہ میں نزول عیسیٰ بن مریم کا ذکر فرماتے ہیں۔ اور اسی فتوحات میں شیخ فرماتے ہیں کہ میں ان مضامین کی تحریر اور بیان میں بالکل معری اور خالی ہوں۔ خود خداوند کریم ان کا بیان کرنے والا ہے۔ و نیز فرماتے ہیں کہ **هذا ما حدلی رسول الله ﷺ**.

اب ہم بعد پیش کرنے حدیث کشفی محی الدین بن عربی صاحب کی جو باسناد اوپر لکھی گئی ہے معروض کر سکتے ہیں کہ آپ زریب بن برتملا[1] اپنے حواری کو جس کو بشہادت حدیث مذکور آپ نے کوہ عراق میں رہنے کا حکم فرمایا تھا۔ آپ کے نزول من السماء تک ہمیں دکھلائیں۔ یا شب معراج میں قیامت کے بارہ میں جو مذاکرہ آپ کا باقی انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم صلوات اللہ وسلامہ سے ہوا ہے سنائیں۔ اس کے بعد ہم ایک اور حدیث زبدۃ العارفین رئیس الکاشفین حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی پیش کرتے ہیں۔ **وقال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن عبدالرحمن حدثنا عبدالله بن ابی جعفر عن ابیه حدثنا الربیع بن انس عن الحسن انه قال فی قوله تعالٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ یعنی وفاة المنام رفعه الله فی منامة قال الحسن قال رسول الله ﷺ للیهود ان عیسٰی لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیمة.** فرمایا ابن ابی حاتم نے حدیث بیان کی مجھ کو باپ میرے نے احمد سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر سے، جعفر نے اپنے باپ سے انہوں نے ربیع سے ربیع نے حسن سے فرمایا حسن نے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ اُٹھایا اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو نیند میں۔ اور کہا حسن نے فرمایا رسول کریم ﷺ نے یہود کو بے شک عیسیٰ فوت نہیں ہوئے وہ لوٹیں گے تمہاری طرف قبل قیامت کے اور اخراج کیا اس حدیث کو ابن جریر نے بھی۔ (تفسیر ابن کثیر اور در منثور)

---

[1] یہ خطاب قادیانی کو ہے اگر آپ ہی مسیح موعود ہیں تو پھر یہ باتیں واضح کریں۔ فیض عفی عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یونس بن عبید جو منجملہ اصحاب حسن بصری رضی اللہ عنہ میں سے ہے کہتا ہے میں نے حسن بصری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں باوجود اس کے کہ آپ نے زمانہ رسول اللہ ﷺ کو نہیں پایا۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ **انی احدث الحدیث عن علی و ما ترکت اسم علی فی الاسناد الا لملا حظة زمان الحجاج** یعنی میں بواسطہ علی کرم اللہ وجہہ کے آنحضرت ﷺ سے روایت کرتا ہوں مگر نام علی کرم اللہ وجہہ کا بلحاظ زمانہ حجاج کے ترک کر دیتا ہوں۔

مولانا علی القاری غفرہ اللہ الباری شرح نخبہ کی شرح میں فرماتے ہیں۔ **قال جمهور العلماء المرسل حجة مطلقًا بناءً ا علی الظاهر وحسن الظن به انه مایروی حدیثه الاعن الصحابی وانما حذفه بسبب من الاسباب کما اذا کان یروی الحدیث عن جماعة من الصحابة لما ذکر عن الحسن البصری انه قال انما اطلقه اذا اسمعه من السبعین من الصحابة وکان قد یحذف اسم علیّ ایضًا بالخصوص لخوف الفتنة** اور شیخ الشیوخ محدثین اور صوفیہ کے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ عوارف کے چھٹے باب میں فرماتے ہیں۔ **قال الحسن البصری لقد ادرکت سبعین بدریًا کان لباسهم الصوف.**

سوال: اگر کہا جائے کہ قتادہ کہتا ہے **واللہ ما حدثنا الحسن عن بدری مشافهة وما حدثنا سعید بن المسیب عن بدری مشافهة الاعن سعد بن مالک.** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حسن بصری اور سعید بن المسیب دونوں کی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ملاقات نہیں ہوئی کیونکہ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بدری ہیں۔

جواب: اوّلاً یونس بن عبید اور ملا علی قاری کا قول جو ابھی لکھ چکا ہوں مثبت ملاقات حسن بصری کی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ ہے اور نہ روایت کرنا حسن بصری کا بدری سے قتادہ کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سامنے اس کو ثابت نہیں کرتا کہ حسن بصری نے کسی کے سامنے روایت بدری سے نہ کی ہو۔ اور حسن بصری کی ملاقات کسی بدری سے نہ ہو۔ کیونکہ قتادہ کہتا ہے **ما حدثنا الحسن** یعنی ہمارے سامنے حسن نے بدری سے روایت بطریق مشافہہ نہیں کی۔ ہاں اگر قتادہ یوں فرماتے **قال الحسن ما حدثنا بدری** یعنی حسن بصری نے کہا ہے کہ ہمارے سامنے کسی بدری نے حدیث بیان نہیں کی۔ یا قتادہ یوں کہتے کہ حسن بصری نے سب احادیث جوان کو اصحاب کرام یا تابعین سے پہنچی تھیں بتا مہا جمیع طریق سے میرے سامنے بیان کیں مگر کسی بدری سے روایت نہیں کی تب البتہ ثبوت عدم ملاقات ہوسکتا تھا۔

اور ثانیاً قتادہ کے قول سے فقط نفی حدثنا کی لازم آتی ہے۔ جو اخص ہے سمعت سے (کرمانی شرح صحیح بخاری) اور قاعدہ ہے کہ سلب اخص کی مفید سلب اعم کو نہیں ہوتی۔ چہ جائے کہ مفید ہو سلب اعم الاعم یعنی ملاقات کو۔ ہرگز نہیں۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی روایت اور ملاقات زبیر بن العوام سے بھی ثابت ہے جن کے بدری ہونے میں کچھ شک نہیں۔ قوام المحدثین جمال الدین مزنی تہذیب الکمال میں کہتے ہیں۔ **وھو اول من سل سیفًا فی سبیل اللہ۔ روی عن النبی ﷺ روی عنہ الاحنف بن قیس والحسن البصری**. اور حافظ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ حافظ زین الدین عراقی سے نقل فرماتے ہیں **قال الحسن رأیت الزبیر بایع علیا**. اور امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ اپنی مسند میں فرماتے ہیں۔ **حدثنا عبداللہ قال حدثنی ابی قال حدثنا عفان قال حدثنا المبارک قال حدثنا الحسن قال جاء رجل الی زبیر بن العوام**۔

جمال الدین مزنی تہذیب میں فرماتے ہیں۔ **علی ابن ابی طالب شھد بدرا و للشاھد کلھا مع رسول اللہ ﷺ ما خلا تبوک روی عنہ ابراھیم ابن عبداللہ بن حسین مرسلا و ابراھیم بن عبداللہ بن عبدالقاری کذالک**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وابراھیم ابن محمد ولد علی ابن ابی طالب والاحنف بن قیس التمیمی وابنہ الحسن علی بن ابی طالب والحسن البصری وابنہ الحسین بن علی بن ابی طالب وسعید بن المسیب اس سے تعارض درمیان قول قتادہ کے کہ ماحدثنا سعید بن المسیب [1] اور عبارت قدوۃ المحدثین ابن الاثیر جامع الاصول کی اسماء الرجال میں کہ سعید بن المسیب روی عن علی کی بھی مرتفع ہوگیا۔ اس بحث کو زیادہ طول بباعث ملالت ناظرین کے نہیں دیتا ہوں۔ کسی صاحب نے اگر کلام کی بعد ازاں لکھا جائے گا۔

الغرض حدیث مذکور جو حسن بصری سے مروی ہے۔ اور حافظ ابن کثیر نے باسناد صحیح ذکر کی ہے۔ یعنی قال رسول اللہ ﷺ للیھودان عیسٰی لم یمت وانہ راجع الیکم بوضاحت تامہ نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کی اور ایسا ہی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اور وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کی تفسیر فرما رہی ہے۔ ناظرین کو بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ عقیدہ اجماعیہ نصوص قرآنیہ سے علی حسب تفسیر قرآن بالقرآن اور مطابق تفسیر القرآن بالاحادیث الصحیحہ ثابت ہے وَمَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ اور وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ کا مفاد حسب تقریر جناب مرزا صاحب یہ نکلا کہ ہر ایک اہل کتاب کو ایمان بہ بیان مذکورہ بالا حاصل ہے یعنی ہر ایک جانتا ہے کہ ہم عیسٰی علیہ السلام کے مقتول ہونے میں مشکک ہیں۔ اس تقریر میں (جانتا ہے اور ایمان رکھتا ہے) ترجمہ لَيُؤْمِنَنَّ کا ہوا۔

ناظرین انصاف فرمائیں کہ مضارع مؤکد بہ لام اور نون تاکید کے (ثقیلہ ہو یا خفیفہ) محاورہ قرآن کریم میں اَلْحَمْدُ سے وَالنَّاسِ تک معنی استقبال میں ہی مستعمل ہے۔ ایک جگہ بھی بمعنی حال یا ماضی کے نہیں آیا۔ نظائر لَيُؤْمِنَنَّ کے قرآن کریم سے ملاحظہ

[1] حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے رسالہ فخر الحسن میں ثابت کیا ہے کہ حضرت حسن بصری کی ملاقات حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے ہوئی۔ فیض عفی عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرماویں۔ لَتُؤمِنَنَّ بِهٖ. وَلَتَنصُرُنَّهٗ لَاتَّخِذَنَّ. وَلَاُضِلَّنَّهُمْ. وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ. لَاَقْعُدَنَّ. لَاٰتِيَنَّ. لَاَمْلَئَنَّ. لَتَعُوْدُنَّ. لَنُخْرِجَنَّكَ. لَاُ قَطِّعَنَّ. لَاُ صَلِّبَنَّ. لَتُؤمِنَنَّ لَكَ. وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ. لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ. لَيَسْجَنَنَّ. وَلَيَكُوْنًا. لَيَسْجُنُنَّهٗ. لَاَزِيْدَنَّكُمْ. وَلَنَصْبِرَنَّ. وَلَنُسْكِنَنَّكُمْ. لَاُ زَيِّنَنَّ. لَاُ غْوِيَنَّ. لَتُسْئَلُنَّ. وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ. فَلَنُحْيِيَنَّهٗ. وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ. لَاَحْتَنِكَنَّ. لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ. لَاَجِدَنَّ. لَاَرْجُمَنَّكَ. لَنَحْشُرَنَّهُمْ. لَنُحْضِرَنَّهُمْ. لَنَنْزِعَنَّ. وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ. وَلَتَعْلَمُنَّ. لَاَ كِيْدَنَّ. لَيُدْ خِلَنَّهُمْ. لَاَجْعَلَنَّكَ. لَتَكُوْنَنَّ. لَاُ عَذِّبَنَّهٗ. لَاَذْبَحَنَّهٗ. لَيَاْتِيَنِّيْ. لَنُنَجِّيَنَّهٗ. لَيَاْتِيَنَّهُمْ. لَيَقُوْلُنَّ. لَيَقُوْلَنَّ. لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ. وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ. لَنَسْفَعًا. آپ ایک جگہ بھی قرآن کریم سے نہ سہی کسی اہل لسان کے کلام میں ہی دکھلائیں کہ مضارع مؤکد بہ لام ونون ثقیلہ یا خفیفہ معنی حال یا ماضی میں مستعمل ہو۔ دوسرا قَبْلَ مَوْتِهٖ کا جو آپ نے معنی کیا ہے کسی جگہ قرآن کریم میں قبل مضاف اور موتہ مضاف الیہ کے مابین لفظ اَنْ یُؤْمِنُوْا یا لفظ ایمان کا مقدر مراد ہو۔ اس کی نظیر بھی دکھلائیں۔ کیونکہ آپ محاورۂ قرآنیہ پر چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اب اس مقام پر اتباع ابن عباس اور استشہاد حدیث صحیح بخاری کو آپ نے بالائے طاق رکھ دیا۔ یہ تقریر مرزا صاحب کی چونکہ الہامی ہے۔ لہٰذا مؤلف رسالہ اعلام الناس فاضل امروہی صاحب کو بھی بہ مجبوری تسلیم کرنی ہوگی۔ بحسب تقریر ہذا مرجع ضمیر قَبْلَ مَوْتِهٖ کا عیسیٰ بن مریم ہی ہے حصہ دوم، اعلام النّاس صفحہ ۵ سطر ۱۰ فاضل امروہی صاحب کو تو جناب مرزا صاحب نے اور آپ کو محاورۂ قرآنیہ نے صاف جواب دے دیا۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ الخ میں ثم قال ابوھریرۃ واقرء وا ان شئتم وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ناظرین پر بطلان تقریر مرزا صاحب بشہادت قرآن کریم ظاہر ہوگیا ہوگا۔ معنی آیت کا حسب محاورہ قرآن مجید وہی ہے جو ابو ہریرہ اور ابن عباس اور سب مفسرین نے لکھا ہے۔ اور دوسرا معنی جو ابن عباس سے مروی ہے غالبًا جملہ مباحثات یومیہ سے اور احتمال مرجوح نظم ذوالوجوہ کا ہے۔ لَیُؤْمِنَنَّ کے مستقبل ہونے میں تو سب متفق ہیں مگر ارجاع ضمائر میں اختلاف رکھتے ہیں۔ پہلے اس کے بشہادت سیاق ترجیح ابن کثیر کی اسی معنی کو ذکر کر چکا ہوں (کہ نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر ضرور ہی ایمان لائے گا مضمون بالا کے ساتھ یعنی مسیح کا مرفوع ہونا آسمان کی طرف اور یہود کے ہاتھ میں مقتول اور مصلوب ہونا) قبل از موت اپنی کے۔ یعنی جتنے یہود نزول مسیح بن مریم کے وقت موجود ہوں گے وہ سب خلاف پہلے عقیدہ اپنے کے ایمان بہ مضمونِ بالا لاویں گے مطابق پیشین گوئی اس آیت کے ہم کو ایمان ہے کہ فرقہ مرزائیہ بھی بروقت نزولِ مسیح کے اگر موجود رہا تو ضرور ہی اہلِ کتاب کی طرح ایمان بہ مضمونِ بالا لائے گا۔

باقی رہا اعتراض مرزا صاحب کا اس معنی پر جس معنی کو ابو ہریرہ اور ابن عباس و غیرہ مفسرین نے کیا ہے کہ بنا بریں معنی کذب آیت میں لازم آئے گا۔ سنئے حضرت! آیت میں چونکہ اِلَّا بعد نفی کے واقع ہوا ہے یعنی اِنْ، وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ میں بمعنی نفی ہے اور اِلَّا اس کے بعد۔ تو بناء بر قاعدہ مسلمہ کہ استثنا منفی سے مفید اثبات ہوتا ہے۔ آیت مذکورہ بھی کلام ایجابی بنی۔ اور ثبوت ایک شے کا دوسری چیز کے لیے چاہتا ہے کہ مثبت لہ یعنی وہ دوسری چیز پہلے موجود ہو۔ اب مطابق قاعدہ مسلمہ آیت مذکور میں ایمان لانا اُنہیں اہل کتاب کے لیے ہوا جو اس وقت موجود ہوں گے۔ غیر موجودہ تو محکوم علیہ ہی نہیں۔ پھر کذب کہاں۔ ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۶۸ پر علماء کو مرزا صاحب بباعث لاحل سمجھنے اس اعتراض کے شرمندہ اور بے زبان لکھتے ہیں۔ اور بعد ازاں اس معنی ابو ہریرہ اور ابن عباس اور مفسرین پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بعلاوہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ احادیث صحیحہ بتلا رہی ہیں کہ مسیح کے دم سے اس کے منکر خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا غیر اہل کتاب کفر کی حالت میں مریں گے۔ تو یہ معنی بھی جو پیش کیے گئے ہیں۔ بہ بداہت فاسد ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ احادیث کا مفاد یہی ہے کہ **وتکون الملل ملۃ واحدۃ** یعنی مسیح کے زمانہ میں کوئی ملت بغیر اسلام کے نہ رہے گی۔ یہ جب ہی ہوتا ہے کہ کوئی منکر اور کافر نہ رہے۔ جو موجود رہیں سب ایمان لائیں۔ اس میں کونسا فساد ہے۔ مثلاً اگر کہا جائے۔ عرب شریف میں حجۃ الوداع کے بعد کوئی نہ رہا کہ مشرف باسلام نہ ہوا ہو۔ تو صحیح اور درست ہوگا اور صورت اس کی یہی وقوع میں آئی کہ منکر اور کافر مارے گئے اور موجودہ مشرف باسلام ہوئے۔ احادیث صحیحہ میں فقرہ **وتکون الملل کلّھا ملۃ الاسلام** اور **ترتع الاسود مع الابل** اور **والنمار مع البقر** اور **والذئاب مع الغنم** اور **یلعب الصبیان بالحیات** وغیرہ وغیرہ جو قطعاً زمانہ حال میں متحقق نہیں۔ آپ کو مسیح موعود ہرگز نہیں بننے دیتے۔

سوال: فقرہ **و تکون الملل کلھا ملۃ الاسلام** کو معارض ہے آیۃ **وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً. وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ** ○ چنانچہ فاضل امروہی صاحب اعلام الناس میں لکھتے ہیں۔ کیونکہ بحسب مقتضی اس آیت کے کسی زمانہ میں اتفاق ایک ملت پر ممکن نہیں۔

جواب: اس فقرہ حدیث صحیح کو بوجہ عدم قبول تاویل کے حسب مطلب اپنے کے آپ کاٹنا چاہتے ہیں۔ آیۃ میں استثناء **اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ** موجود ہے۔ اور استثناء زمانیات کا مستلزم ہے استثناء زمان کو۔ لہٰذا مسیح کے وقت سب کا مرحوم ہونا اور سب کا متفق ہونا ملت واحدہ پر ممکن ہوگا۔ ضروری امر بمقتضٰے آیت کے صرف اتنا ہی ہے کہ اختلاف فی الجملہ اور جہنم کا بھر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دینا متحقق ہو۔ ہاں۔ اگر بعد لَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ کے اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ نہ ہوتا تب بوجہ اختلاف دائمی کے زمانِ مسیح کا اتفاقی ہونا ناممکن تھا۔ تعجب ہے کہ بایں ہمہ انہیں احادیث بخاری سے آپ اپنا حلیہ ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ اور اتباع آپ کے فرماتے ہیں کہ حلیہ مرزا صاحب کا گندمی رنگ۔ سیدھے بال یعنی گھونگر والے نہیں۔ کندھوں کے قریب کانوں کی لَو کے نیچے تک لٹکے ہوئے۔ صحیح بخاری میں لکھا ہے۔ **ارانی اللیلة عند الکعبة فی المنام فاذا رجل آدم کا حسن ما تری من اُدم الرجال تضرب لمته بین منکبیه رجل الشعر** ۱؎ اور اسی صحیح بخاری میں اس کے قریب ہی مسیح اوّل یعنی صاحب انجیل کا حلیہ یہ لکھا ہے۔ سرخ رنگ اور گھونگھریالے بال۔ چوڑا سینہ۔ **فاَمَّا عِیسیٰ فاحمر جعد عریض الصدر۔**

ناظرین! یہ مغالطہ بھی قابل غور ہے۔ سرخی اور گندمی رنگت دونوں کا راوی ابن عباس ہی ہے۔ ایسا ہی گھونگر والے اور غیر گھونگر والے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ مسیح ابن مریم کی رنگت سرخی مائل سفیدی تھی۔ ایسا ہی بالوں میں **جعودة غیر تامه** یعنی تھوڑے گھونگر والے۔ ایسی صورت میں سرخ رنگ بھی کہنا درست ہے اور گندمی رنگ بھی۔ ایسا ہی گھونگر والے اور غیر گھونگر والے۔ بخاری میں جو **عن مجاهد عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ رأیت عیسٰی و موسٰی وابراهیم فاما عیسٰی فاحمر جعد عریض الصدر** آیا ہے۔ خطا بخاری کی ہے۔ **فی الواقع عن مجاهد عن ابن عباس** رضی اللہ عنہ ہے۔ دیکھو اخراجات محمد بن کثیر اور اسحاق بن منصور سلولی اور ابن ابی زائدہ اور یحیٰی بن آدم وغیرہ کے۔ عینی بخاری اور مشکوٰۃ میں۔ **وعن ابن عباس عن النبی ﷺ رأیت لیلة اسری بی موسیٰ رجلا آدم طوالا جعدا کانه من رجال شنؤة ورأیت عیسیٰ رجلا مربوع الخلق الی الحمرة والبیاض سبط الرأس** ۱؎ **متفق علیه**۔ اس حدیث

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں ابن عباس ہی سرخی سفیدی سے ملے ہوئے اور غیر گھونگر والے بلحاظ نفی کمال کے بیان فرماتے ہیں۔ اب یہ احتمال (کہ عیسیٰ احمر اور عیسیٰ آدم یعنی گندم گوں اور) اس لیے نہیں ہوسکتا کہ آنحضرت ﷺ بحسب دونوں روایت کے من جملہ واقعہ اسراء یعنی معراج کا ذکر فرماتے ہیں۔ جس کے پہلے بروایت مسلم **عن جابر ان رسول اللہ ﷺ قال عرض علیّ الانبیاء** مذکور ہے۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ اسی عیسیٰ کا ذکر ہے جو سلک انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام میں مثل موسیٰ و ابراہیم کے داخل ہے نہ ذکر خیر مثیل عیسیٰ یعنی مرزا صاحب کا۔ ورنہ آپ ﷺ فرماتے، دیکھا میں نے عیسیٰ اور مثیل ان کا (یعنی مرزا صاحب کو) اپنے اپنے حلیہ کے ساتھ۔ اس صورت میں ضروری تھا کہ بعد ذکر عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مثیل عیسیٰ کو بلفظ عیسیٰ استعارہ کے طور پر ذکر نہ کیا جاتا۔ کیونکہ موجب خلط اور اشتباہ کا ہے بیان مقصود میں جو منافی ہے فصاحت اور بلاغت کے۔ باقی رہی روایت **ابن عمر ارانی اللیلۃ** ع اور انہیں کی دوسری روایت بلفظ **بینا انا نائم** ع بخاری۔ تقریر مذکور سے وجہ بیان گندم گونی اور ایسے ہی حلف اٹھانے ابن عمر کی نفی حمرۃ پر یعنی حمرۃ کاملہ ناظرین کو معلوم ہوسکتی ہے۔ ابن عمر کا قول اس حدیث میں **لا واللہ** صاف دلالت کرتا ہے اوپر **وحدہ ما نسب الیہ الحمرۃ والادمۃ** ورنہ نفی کی کوئی وجہ نہیں بلکہ واجب تھا کہ فرماتے وہ سرخ رنگت والا اور شخص ہے اور گندم گوں اور۔ اس تقریر سے ناظرین معلوم کر چکے ہوں گے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام بھی ایک ہی مسیح بن مریم کا ذکر فرماتے اور سنتے رہے ہیں۔ اور انہی عیسیٰ کو بہ نص محکم **بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ** کے جیسا کہ بیان کر چکا ہوں مرفوع علی السماء اور انہی کو دوبارہ نازل من السماء مانتے رہے ہیں۔ پس وہم امروہی صاحب کا اعلام الناس میں مرزا صاحب کے حلیہ کے بارہ میں جو بخاری کی حدیث سے ثابت کرتے ہیں اس تطبیق سے دفع ہوگیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوال: اورنسب مرزا صاحب کا صحیح مسلم وغیرہ میں لکھا ہوا فرماتے ہیں ص ۵۴ **لو کان العلم معلقا بالثریا لنا له رجل من ابناء فارس.**

جواب: اوّلاً: متفق علیہ شیخین کی حدیث میں اس طرح مذکور ہے۔ **قال فوضع النبی ﷺ یده علی سلمان ثم قال لو کان العلم** یہ حدیث آپ نے سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ مبارک رکھ کر فرمائی۔ جس سے سلمان فارسی کا مصداق ہونا اس حدیث کا ثابت ہوتا ہے۔ اور ثانیاً اگر بلحاظ جمعیۃ لفظ رجال اور **ھٰؤلاءِ** کی جنس مراد ہو تو بھی اہلِ فارس ہی کو شامل ہوگی۔ جناب مرزا صاحب نے تو ایام الصلح میں اپنا سمرقندی الاصل ہونا ثابت کیا ہے۔ اور سمرقند خراساں سے ہے نہ کہ فارس سے۔ جن کو کچھ بھی مہارت جغرافیہ وغیرہ میں ہے ان پر ظاہر ہے۔ اور ثالثاً اگر مراد رجل میں **ھٰؤلاءِ** سے عجم لیے جائیں بلحاظ **اُمِّیین** کے پھر بھی **لَوْ کَانَ الْعِلْمُ** میں **اَلْعِلْمُ معرّف باللّام** سے مراد علم مطابق بکتاب وسنت ہے نہ مخالف ان کے۔ اور رابعاً بعد فرض تسلیم تطابق مسئلہ مسیح میں حدیث مذکور سے فقط تحصیلِ علم۔ بہر صورت اس شخص کے لیے ثابت ہوتی ہے نہ یہ کہ وہ شخص مسیح موعود ہو۔

سوال: پھر امروہی صاحب صفحہ مذکور میں من جملہ علامات موعود کے جو مرزا صاحب میں موجود ہیں ابطالِ دین نصرانیت اور اس کے آثار کا مٹا دینا ذکر کرتے ہیں۔

جواب: آج بتاریخ ۱۵ شعبان ۱۳۱۷ھ تک بالکلیہ دین نصرانیت کا مٹ جانا متحقق نہیں ہوا۔ اور مسیح موعود عرصہ سے آ چکے ہیں۔

سوال: پھر امروہی صاحب موصوف ص ۵۵ پر اس حدیث کے ٹکڑے یعنی **لیدعون الی المال فلا یقبله احد** سے مراد مرزا صاحب کو ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب نے بذریعہ اشتہارات کے روپیہ دینے کا وعدہ مخالفین اسلام کو فرمایا اور کسی نے قبول نہ کیا۔

جواب: حدیث میں تو **فلا یقبله احد** مذکور ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زمانہ میں چونکہ سب لوگ اہلِ اسلام ہی ہوں گے۔ اور سب کو رغبت عبادت کی بغایت درجہ ہوگی اور سب تارک دنیا اور زاہد ہوں گے۔ چنانچہ اس پر فقرہ **حتیٰ تکون السجدة الواحدة خیراً من الدنیا وما فیها** شاہد ہے۔ اس لیے وہ مسلمان زاہد عابد دنیا کو قبول نہ کریں گے۔ نہ یہ کہ مخالفانِ اسلام بھی موجود ہوں گے اور ان کو بمقابلہ اظہار حقیقت اسلام بذریعہ اشتہارات روپیہ دینے کا وعدہ دیا جائے گا۔ اور وہ قبول نہ کریں گے۔ ناظرین کو یہ بھی خیال نہ رہے کہ اسلام فی نفسہ ایسا امر حق مطابق للواقع ہے کہ قیامت تک کوئی مخالف اس کی غیر حقیت کو ثابت نہیں کرسکتا۔ اس میں محتاج زید عمرو کی طرف نہیں جیسا کہ فقرہ حدیث مسلم کا (**ظاهرین الیٰ یوم القیامة**) اس پر شاہد ہے۔ اب ہر ایک شخص بیان کنندہ حقیقتِ اسلام **بالبراهین والحجج** مسیح موعود نہیں ہوسکتا۔ **اِلاّ بعد** از تحققِ علامات جو احادیث میں مذکور ہیں۔

سوال: آیۃ **سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلاً**۔ آسمان پر چڑھنے اور اس سے اترنے کی تکذیب کررہی ہے۔

جواب: ہاں بے شک۔ مگر حسب استنباط آپ کے۔ جناب عالی! سیاق آیت کا بھی خیال فرمائیں۔ **وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا اَوْتَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۙ اَوْتُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْتَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۙ اَوْيَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْتَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝** آیۃ **سُبْحَانَ رَبِّیْ** جو جواب میں کفار کے واقع ہوئی ہے۔ اگر دلالت کرتی ہے امتناع صعود اور نزولِ جسمی پر جیسا کہ جناب نے سمجھا ہے۔ تو چاہیے کہ جتنے امور قولِ کفار میں مذکور ہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سب کے ممتنع ہونے پر دال ہو ماقبل میں جیسا صعود اور نزول کا ذکر ہے ایسا ہی چشموں کے جاری کرنے کا زمین میں اور ایسا ہی باغ خرما اور انگور کا جو چشمہ دار ہو۔ اور ایسا ہی گر جانے آسمان کا۔ اور ایسا ہی اللہ جل شانہٗ اور ملائکہ کا سامنے ہونا۔ اور ایسا ہی آپ ﷺ کے لیے گھر سونے کا ہونا۔ ہر ایک عاقل سونے کے گھر کو اور باغ خرما اور انگور کو جس میں چشمے بہتے ہوں مطلق فرو بشری کے لیے ممتنع نہیں تصور کرتا چہ جائے کہ آپ کے لیے جو باعث ایجاد عالم ہیں اور جاری کرنا چشموں کا انبیاء اور اولیاء سے بعد اجابت دعا محال نہیں خیال کیا جاتا۔ بلکہ اس کے وقوع پر آیۃ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا دال ہے۔ اور آسمان کے گر جانے کے عدم امتناع پر آیۃ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا اور ایسے ہی وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ لَقَالُوْا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ. اور ایسے ہی اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ دلالت کر رہی ہیں فقط عدم ایقاع ان امور کا بلحاظ اس کے ہے کہ کفار بعد ایقاع بھی بوجہ عناد اور مکابرہ کے ایمان نہ لاویں گے۔ جیسا کہ آیۃ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اس مضمون کی شہادت دے رہی ہے اور بعد آنے حق سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے ان کی اتمام حجت ہو جائے گا۔ بعد ازاں ایمان لانا ان کا ان کو نفع نہ دے گا۔

الحاصل آیہ مذکورہ بشہادت باقی آیات جو اب مذکور ہو چکی ہیں۔ امتناع صعود اور نزول پر دال نہیں۔ مقصود آیۃ سے یہ ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ بزرگ اور برتر ہے اس سے کہ کوئی اس کے امور سلطنت اور انتظام ملکی میں دخل دیوے۔ یا حق سبحانہٗ وتعالیٰ حسب اقتضاء کفار کے جس وقت وہ جیسا کہ چاہیں نشان ظاہر کرے۔ خصوصاً وہ نشان جو متمم حجت ہونے کے لیے موجب ہلاک ہو۔ وہ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ہے۔ اگر چاہے اجابت مسئول

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمہارے کی فرمائے ورنہ کچھ محل جبر اور شکایت کا نہیں۔ میرا کام فقط تبلیغ اور رسالت ہے۔ مجھ کو اسی میں مشغول رہنا چاہیے۔ اور مسئولہ کی طرف متوجہ ہونا اپنے منصب سے گویا باہر جانا ہے۔

ناظرین پر ظاہر ہو چکا ہوگا کہ مضمون ہذا جو مدلول آیت ہے یہ کہاں اور امتناع امور مذکورہ کہاں۔ بلکہ اسی آیت میں فقرہ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا الخ دلالت صراحۃً کر رہا ہے اس پر کہ کفار بھی آپ کے آسمان پر جانے کو ممتنع نہیں سمجھتے تھے۔ لہٰذا اَوْتَرْقٰى فِي السَّمَآءِ پر اکتفا نہ کی بلکہ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ الخ کو بھی ساتھ منضم کیا۔ ہادی ہدایت کرے۔ (تفسیر ابن کثیر)

زمین پر نزول ملائکہ کا ثبوت اور ملائکہ کو ارواح کواکب ماننے کی تردید

سوال: آیۃ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ تَاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ اور ایسا ہی هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْيَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَايَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْكَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا صاف خبر دے رہی ہیں موضوع ہونے حدیث دمشقی کے اوپر۔ کیونکہ بعد نزول ملائکہ کے اتمام حجت ہو جاتا ہے۔ پھر کسی کا ایمان لانا مفید نہیں ہوتا۔ اور حدیث دمشقی میں نزول مسیح ملائکہ کے کندھے پر ہتھیلی رکھے ہوئے مذکور ہے۔ جس کو آیات مذکورہ بالا تکذیب کر رہی ہیں۔ اور ایسا ہی آیۃ وَقَالُوْا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ. وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ دال ہے۔ اوپر اس کے کہ نزول اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چلنا ملائکہ کا بنی آدم کی ہیئت پر عادتِ الٰہیہ سے نہیں۔ اور اگر فرشتہ زمین پر اترے بھی اور زمین پر چلے پھرے اور مشہور خواص وعوام ہو تو بالضرور خواص اور لوازم آدمیوں کے اس میں ہونے چاہئیں۔ جب ایسا ہو تو پھر وہی لبس اور اشتباہ بحال خود باقی رہے گا۔ اور وہ سوال ان کا بے جواب۔ یہ ترجمہ ہے ایام الصلح کی عبارت کا۔

جواب: **هَلْ يَنْظُرُوْنَ** سے **اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا** تک ذکر ہے یوم حشر کا اور بعض اشراط ساعت کا۔ جس وقت ایمان لانا نافع نہ ہوگا یعنی نزول ملائکہ بعد پھٹ جانے آسمان کے اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا نزول بادلوں کے سایوں میں جو یوم الحشر میں متحقق ہوگا۔ بدلیل **وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰئِكَةُ تَنْزِيْلًا** اور بعض اشراط ساعت مثل طلوع الشمس من المغرب جو قبل از قیامت ظہور میں آئیں گے۔ کیا یہ کفار ان امور کے منتظر ہو رہے ہیں۔ یہ مضمون مفصل تفسیر ابن کثیر میں بشہادت احادیث صحیحہ مذکور ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ باقی رہی آیۃ **وَلَوْ اَنَّنَا نُزِّلْنَا ثُمَّ لَا يَنْظُرُوْنَ** تک یہ دلالت امتناع نزول ملائکہ پر دنیا میں کسی خدمت خداوندی کے لیے نہیں کرتی۔ بلکہ مفاد اس کا یہ ہے کہ اگر حسب اقتضاء کفار کے رسول ملکی بھیجیں اور کفار کو بحالت کفر پائیں۔ تو فیصلہ ہو جائے گا۔ یعنی کفار کو ہلاک کر دیں گے۔ شاہد اس کی دوسری آیت ہے۔ **مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ** ۔ ایسا ہی یہ آیت **يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ** وقولہ تعالیٰ **وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا** الخ مطلب اس سے یہ ہے کہ رسول ملکی اگر بھیجیں تو بالضرور برعایت انتفاع اور استفادہ کے بصورت بشری نازل ہوگا۔ اور اگر ایسا ہوا تو پھر بھی مقصود یعنی دفع اشتباہ حاصل نہ ہوگا۔ آپ کی اس تیز طبعی کے مطابق تو کتنی ہی آیات اور احادیث صحیحہ میں تناقض غیر مندفع پیدا ہوگا۔ آپ ازالہ اور ایام الصلح میں انہیں آیات سے استدلال پکڑ کر نزول ملائکہ سے زمین پر منکر ہیں۔ اور ملائکہ کو ارواح کواکب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرار دیا ہے۔ حضرت جی! سنیئے! فَاَرْسَلْنَا اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا. اور ایسا ہی هَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرَاهِیْمَ الْمُکْرَمِیْنَ اور ایسا ہی اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَةِ الاٰفٍ مِّنَ الْمَلٰئِکَةِ مُنْزَلِیْنَ. بَلٰی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْکُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَةِ الاٰفٍ مِّنَ الْمَلٰئِکَةِ مُسَوِّمِیْنَ. اور ایسا ہی وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ. وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ یُهْرَعُوْنَ اِلَیْهِ وَمِنْ قَبْلُ کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ قَالَ یٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَکُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ. قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِکَ مِنْ حَقٍّ وَّاِنَّکَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ. قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ.

ان سب آیات قرآنی میں آپ کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ آیا یہ آیات قرآنی ہیں یا نہیں؟ اور نزول ملائکہ اور چلنا پھرنا ان کا زمین پر ثابت کر رہی ہیں یا نہیں؟ بزعم آپ کے یہ ارواح کواکب زمین پر اتریں تو کواکب آسمان سے کیوں نہ گریں۔ یا متغیر نہ ہوں۔ جسم بلا روح کیسے قائم رہ سکتا ہے۔ آپ فرماویں یہ متمثل بصورت بشری مریم کے نزدیک آنے والا۔ اور یہ جو تین ہزار اور پانچ ہزار موٹے گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور یہ مہمان ابراہیم اور لوط علیہما السلام کے۔ اور وہ خوش شکل جس پر اثر سفر کا معلوم نہیں ہوتا تھا۔ اور سب حضار مجلس نبوی علی صاحب الصلوٰۃ والسلام اس سے ناواقف تھے جیسا کہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابی داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ میں مذکور ہے کہ اس کے بارہ میں آپ نے فرمایا **فانه جبرائیل** علیہ السلام **اتاکم یعلمکم دینکم** اور بخاری میں ابن عباس سے ہے کہ **قال قال رسول الله** ﷺ **یوم بدر هذا جبرائیل اخذ برأس فرسه علیه اداة الحرب** یعنی آپ نے بدر کے روز فرمایا کہ یہ جبرائیل ہیں مسلح کھڑے ہوئے اور گھوڑے کو پکڑے ہوئے۔ اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ معلم جس نے آنحضرت ﷺ کو امام بن کر تعلیم کیفیت نماز کی اور رمضان میں آپ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتا تھا۔ اور وہ گھوڑے کا سوار جس کو فرعون کے لشکر نے دیکھا اور سامری نے خاک اس کے گھوڑے کے قدموں کی اُٹھائی۔ اور وہ شخص جو صورت دحیہ صحابی میں آتا تھا۔ اور ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ یا صدیق اکبر کو فرمایا کہ یہ جبرائیل ہے۔ اور تم کو سلام دیتا ہے۔ اور وہ فرستادہ جو اہل طائف کے ایذا دینے کے وقت کہتا تھا کہ اے محمد ﷺ تیرا خدا فرماتا ہے کہ اگر تو چاہے تو میں اس پہاڑ کو ان کے سر پر پھینکوں وغیرہ وغیرہ۔ کیا یہ سب ارواح کواکب تھے؟ ''خدا را ترسے و مصطفٰے را حیائے'' قرآن کریم کو کسی سمجھوالے سے پڑھنا چاہیے۔ تاکہ ایک آیت کو حسب زعم اپنے کے معنی مفید مطلب پر دال ٹھہرا کر آیات اور احادیث میں تناقض پیدا نہ کریں۔

سوال: آیۃ وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ دال ہے وفات عیسٰی پر۔ کیونکہ حسب مفاد اس آیت کے جو شخص اسی (۸۰) یا نوے (۹۰) سال کو پہنچتا ہے اس کو نکوس اور واژگوئی بہ نسبت پہلی حیاتی کے پیدا ہوتی ہے۔ تو کیسا حال ہوگا اس شخص کا جو دو ہزار سال تک زندہ رہے۔ (ایام الصلح)

جواب: اسی (۸۰) یا نوے (۹۰) سال کی قید جو آپ نے لگائی ہے یہ کون سے کلمہ قرآنی کا مدلول ہے۔ برائے خدا تحریف کلام الٰہی سے باز آئیں۔ آپ نے آیۃ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا قرآن کریم میں نہیں دیکھی۔ اگر وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ کا مفہوم اسی (۸۰) یا نوے (۹۰) سال تک عمر کے محدود ہونے کا ہے تو پھر یہ آیۃ وَلَبِثُوْا الخ تین سو نو برس (۳۰۹) تک اصحاب کہف کو کس طرح سلا رہی ہے۔ اور نوح علیہ السلام کی عمر ایک ہزار چار سو سال (۱۴۰۰) اور حضرت آدم علیہ السلام کی عمر نو سو تیس سال (۹۳۰) اور حضرت شیث علیہ السلام کی نو سو بارہ سال (۹۱۲) اور حضرت ادریس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیہ السلام کی تین سو چھپن سال (۳۵۶) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک سو بیس سال (۱۲۰) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو سو تئیس سال (۲۲۳)۔ کیسے مدلول آیت قرآنی وقوع میں آئے۔ یہ سب کمال تیزی فہم اور طلاقتِ لسانی کا ہے۔ ہادی ہدایت کرے۔

سوال: آیۃ وَمِنكُمْ مَنْ يُتَوَفّٰى وَمِنكُمْ مَنْ يُرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ دال ہے۔ وفات عیسیٰ پر۔ کیونکہ کسی جگہ میں **ومنكم من صعد الى السّماء بجسده العنصرى ثم يرجع فى اخر الزمان** وارد نہیں ہوا۔ فقط دونوں ہی امر کا ذکر ہے۔ اب اگر **صعود الىَ السّماء** بھی مانا جائے تو حصر آیۃ باطل ہوتا ہے۔

جواب: مسیح بن مریم اس آیت کے دوشق میں سے وَمِنكُمْ مَنْ يُرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ میں داخل ہے۔ اور ارذل العمر کے لیے حد معیّن نہیں نہ منصوصی اور نہ عقلی۔ تا کہ اس سے متجاوز ہونا موجب موت کا ہو۔ علماء طبعیین نے جو تحدید کی ہے اس کو شیخ اکبر اپنے کشفی طریق سے فتوحات میں رد فرماتے ہیں۔ مضمون ان کے قول کا یہ ہے کہ اگر جو کچھ علم طبعی میں ہمارے اوپر مکشوف ہوا ہے علماء طبعیین کو معلوم ہوتا تو ہرگز عمر طبعی انسان کی محدود بہ حد معین نہ کہتے۔ امید ہے کہ آپ کشفی دلیل کو تو مان ہی لیں گے۔ باقی رہا مسیح کا آسمان پر جانا۔ سو یہ حالات متوسط بین الولادت اور بین الوفات سے ہے۔ حالات متوسطہ کا اگر ضروری سمجھا جائے تو چاہیے کہ عدم ذکر واقعہ صلیب بھی جیسا کہ مزعوم جناب کا ہے یعنی مسیح کو صلیب پر دیا جانا مانتے ہیں۔ موجب بطلان حصر آیت ہو۔ اور اگر یہ عدم ذکر موجب بطلان حصر نہیں تو ایسا ہی عدم ذکر صعود علی السماء (جو حالات متوسط سے ہے) بھی مخل حصر آیۃ نہیں ہوسکتا۔ ہادی ہدایت کرے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تسبیح وتقدیس بھی اکل وشرب کی طرح باعثِ حیات ہوسکتی ہے

سوال: آیت وَمَا جَعَلْنَا هُمْ جَسَدًا لَّا يَاكُلُوْنَ الطَّعَامَ اور ایسے ہی كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ نص صریح ہے موتِ عیسیٰ پر کیونکہ صریح معلوم ہوتا ہے کہ مایہ حیات انبیاء کا بھی مثل باقی افرادِ بشری کے طعام ہی ہے تو پھر آسمان پر زندہ رہنا مسیح کا اتنی مدت بغیر خورد ونوش کے کیسے ہوسکتا ہے؟

جواب: آیۃ مذکورہ سے مایۂ حیات طعام کا ہوتا ہے۔ طعام کے معنی **ما یطعم** کے ہیں۔ جو طعم اور غذا ہو کر مایۂ حیات بنے۔ طعام کا معنی گیہوں جو وغیرہ حبوب نہیں۔ بلکہ یہ بھی من جملہ افرادِ طعام میں سے ہیں۔ آپ نے حدیث **وَاَيُّكُمْ مِثْلِي اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِي**۔ متفق علیہ سنی ہوگی۔ وہ خدا کے ہاں بغیر گندم اور جو وغیرہ حبوب ارضی کے کسی اور چیز کی خورد ونوش سے خبر دے رہی ہے۔ آنحضرت ﷺ فرما رہے ہیں کہ میں تمہاری طرح مرغِ آب ودانہ نہیں ہوں کہ ماکولاتِ معتادہ ہی میری حیات کا ذریعہ ہوں۔ رات گزارتا ہوں۔ اور میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور ایسے ہی وہ حدیث جس کو ابوداؤد اور احمد حنبل اور طیالسی نے روایت کیا ہے۔ **فكيف بالمؤمنين يومئذ. فقال يجزيهم مايجزى اهل السماء من التسبيح والتقديس.** راوی حدیث آنحضرت ﷺ سے پوچھتا ہے کہ یارسول اللہ کیسا حال ہوگا جس دن دجال کے ہاتھ میں طعام ہوگا۔ آپ نے فرمایا جس طرح آسمان پر رہنے والوں کا مایۂ حیات ذکرِ الٰہی تسبیح اور تقدیس ہے اسی طرح مؤمنین بھی سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس کا ذکر کریں گے اور یہی ذکر ان کا طعام اور مایۂ حیات ہوگا (انجیل متی اور لوقا۔ باب ۴ درس ۴۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے لکھا ہے) اس لفظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحف انبیاء گذشتہ میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح پر مرقوم ہے کہ خاصانِ خدا کے بدن میں کلام ربانی وہی تاثیر پیدا کردیتا ہے جو عوام کے جسموں میں طعام کی تاثیر مسلم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ انتہی۔ اصحاب کہف کا قصہ زیر لحاظ رکھیں۔ ان کو کس طرح حکیم مطلق نے بغیر طعام اور شراب مالوف اور بغیر تنظیف شعاع آفتابی اور ہوا کے اتنی مدت دراز تک زندہ رکھا۔ آپ اور قانون قدرت کے مرید بھی انبیاء اور اولیاء کو اپنے پر قیاس فرماتے ہیں۔ اس امت مرحومہ میں اب بھی اور قیامت تک ایسے لوگ موجود ہیں اور ہوں گے جن کا مایۂ حیات ذکر الٰہی ہے اور ہوگا۔

سوال: بحکم آیت وَاَوْصٰنِي بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا. چاہیے کہ مسیح بن مریم آسمان پر صلوٰۃ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہوں حالانکہ آسمان پر جیسے خورد ونوش سے فارغ ہیں ایسا ہی باقی لوازم جسمیت سے علاوہ اس کے اداء زکوٰۃ مال کو چاہتا ہے۔

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو دنیا بھی باعث زہد وفقر کے مالک نصاب نہیں ہوئے۔ ادائے زکوٰۃ میں تو نصاب کا ہونا شرط ہے۔ آپ زمین پر ان کا ادائے زکوٰۃ ثابت کردیں۔ بعد اس کے آسمان پر ہم ثابت کردیں گے۔ یہ اعتراض تمسخر ہے ساتھ مسیح بن مریم کے۔ جیسا کہ ایام الصلح میں آپ نے لکھا ہے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ازالہ اوہام کے ص ۳۰۹ میں باریک قلم سے آپ لکھتے ہیں کہ احیاء موتی ایک مسمریزم کے طور پر کھیل تھی۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا۔ الخ۔ میں متعجب ہوں کہ اللہ جل شانہ نے اس کھیل اور لہو ولعب کو اس نبی اولوالعزم کی نعمتوں موہوبہ سے قرآن کریم میں کیسے شمار کیا۔ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ یہ مردوں کا قبر سے زندہ کرکے باذن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خداوند نکالنا یہ بھی مسمریزی طلسم آپ کے نزدیک ہوگا۔ تو پھر بِاِذْنِی لگانے کی کیا حاجت تھی۔ یہ تو اسی لیے ہے کہ ایسے خارق کا ظہور بندہ کے ہاتھ پر موہم الوہیت اس کا نہ ہو بلکہ فی الواقع زندہ کرنے والا میں ہوں۔ اور انبیاء کرام بظاہر محلِ ظہور ہوتے ہیں۔ معجزہ تو نام اسی خارق کا ہے جو اسبابِ عادیہ میں سے نہ ہو۔ ورنہ دوسرے لوگ اس کی مثل لانے سے کیسے عاجز ہوں گے۔ علاقہ مماثلت تو پیار کو چاہتا ہے۔ مرزا صاحب کو باوجود علاقہ مماثلت کے مسیح بن مریم علیہا السلام سے معلوم نہیں کیا رنج ہے ان کے معجزاتِ منصوصہ سے کیا بلکہ سب انبیاء کے معجزات سے منکر بلباسِ ماول ہو گئے ہیں۔ بالخصوص انکار معجزاتِ عیسویہ کے تو البتہ وجہ ہے تاکہ لوگ ہم کو ایسے خوارق کے اظہار کی تکلیف نہ دیں۔ مگر اور انبیاء کے معجزات میں کیونکر انکار ہوا۔ شاید تعلیم یافتگان لندن کا خیال ہے۔

سوال: آیۃ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ ۝ صریح ہے وفات عیسیٰ بن مریم میں۔

جواب: یہ دونوں یعنی اِنَّکَ مَیِّتٌ اور ایسا ہی وَّاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ قضیہ مطلقہ عامہ ہیں نہ دائمہ مطلقہ یعنی تحقیق تو اے حبیب ﷺ فوت ہونے والا ہے اپنے وقتِ معین میں۔ اور وہ انبیاء سابقہ بھی اپنے اپنے اوقاتِ معینہ میں مرنے والے ہیں۔ اب فرمایئے کہ مسیح ابن مریم کو بعد نزول سب اہلِ اسلام اِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ میں داخل سمجھتے ہیں یا نہ۔ نزول آیت کے وقت اگر مر جانا ان کا ضروری ہو تو چاہیے کہ آپ ﷺ بھی وقت نزول آیت داخلِ اموات ہو گئے ہوں۔

سوال: میت مشتق موت سے ہے اور حمل مشتق کا قیام مبداء کو چاہتا ہے جو یہاں پر موت ہے تو بناء بر آں چاہیے کہ وہ سب مر چکے ہوں حتیٰ کہ مسیح بھی۔

جواب: قیام مبداء کا وقت تحقق مضمون قضیہ ضروری ہوتا ہے نہ وقت صدق قضیہ۔

سوال: آیت وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَّمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ دلیل ہے وفاتِ مسیح پر۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جواب: یہ آیت سورہ نحل کی ہے۔ جس کا نزول مکہ میں (زادھا اللہ شرفا و تکریما) ہوا ہے۔ بناءً علیہ مراد مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے معبودات مشرکین مکہ کے ہوں گے یعنی اصنام اور بت۔ نہ مسیح بن مریم جو معبود اہل کتاب کا ہے۔ ابن عباس اَمْوَاتٌ کی تفسیر میں اَصْنَامٌ اموات فرماتے ہیں۔

سوال: عموم لفظ کو اعتبار ہوا کرتا ہے نہ خصوص مورد کو۔ بناء براں چاہیے کہ مراد مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے مطلق معبوداتِ باطلہ ہوں بغیر تخصیص بتوں کے۔ تو پھر مسیح بن مریم بھی داخل اموات بحکم اس آیت کے ہوگا۔

جواب: معبوداتِ باطلہ میں فقط مسیح ہی اس تقریر پر داخل نہ ہوگا بلکہ ملائکہ جو من جملہ معبودات باطلہ سے ہیں وہ بھی داخل اموات ہوں گے تو بحکم آیۃ مذکورہ روح القدس بھی مرگیا ہوگا۔ اب یہ مصیبت کس پر پڑی۔ آپ پر۔ کیوں کہ سلسلہ الہامی کا اوّل ہی سے انقطاع لازم ہوا اور اگر اموات سے وہی معنی مطلقہ عامہ کی رنگ سمجھا جائے یعنی اپنے اپنے اوقات میں جیسا کہ بیضاوی اور ابن کثیر اور تفسیر کبیر اور کشاف اور سب تفاسیر میں ہے تو مسیح بن مریم بھی قبل از وقتِ معیّن زندہ رہے گا۔

سوال: آیۃ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ صاف شہادت دے رہی ہے وفاتِ عیسٰی بن مریم پر۔

جواب: آپ نے معنی خَلَتْ کے تَوَفَّتْ کے سمجھے ہیں تب ہی خوش ہو رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آیت سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ اور دوسری آیت وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا میں تناقض صریح ہوگا۔ کیونکہ پہلے کا مفاد یہ ہوا۔ سنت خداوندی مرچکی اور معدوم ہوگئی۔ اور دوسری کا مفاد یہ کہ سنت الٰہیہ متغیر نہیں ہوتی یعنی ہمیشہ بحال خود باقی رہتی ہے۔

حضرت من! سنئے۔ خَلَتْ مشتق ہے خَلَوْ سے جس کا معنی تنہا ہونا ہے جیسا کہ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ اور دوسرا معنی گزرنا بھی ہے اور یہ معنی صفت زمانہ کی بالذات ہوتا ہے۔ کہتے ہیں سال گذشتہ اور قرونٌ خالیۃٌ اور زمانیات کی بالعرض یعنی جو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اشیاء کہ زمانہ میں موجود ہیں ان کو بھی بعلاقہ ظرفیت اور مظروفیت کے موصوف کیا جاتا ہے۔ اب معنی آیت کا یہ ہوا۔ گزر چکے ہیں قبل آنحضرت ﷺ کے رسول۔ اور دو طرح پر صادق ہوتا ہے جو مر گئے ہوں ان کو بھی اور جو زندہ ہوں مگر رسالت سے فارغ ہیں جیسا کہ مسیح ابن مریم۔ محاورہ ہے کہ فلاں حاکم شہر میں تحصیلدار ہو گذرا ہے یہ ہر دو صورت میں

---

[1] عیسیٰ بن مریم کا مستثنیٰ ہونا اثبات مدعا میں مخل نہیں۔ کیونکہ واقعہ احد اور حادثہ وفات شریف دونوں میں مزعوم مخاطب کا برأت ہے آنحضرت ﷺ کی وفات سے۔ اور ظاہر ہے کہ دفع مزعوم مذکور میں جو سالبہ کلیہ ہے یعنی **لا شئي من الرسل بهالك** ۔ فقط ایجاب جزئی جو نقیض صریح ہے سلب کلی کے لیے کفایت کرتی ہے جس سے اظہار اس امر کا مقصود ہے کہ رسالت منافی موت کی نہیں۔ صورت استدلال نزول آیت کے لحاظ سے یہ ہے۔ **اَلْمَوْتُ لَيْسَ بِمُنَافٍ لِلرِّسَالَةِ لِاَنَّهٗ لَوْ كَانَ مُنَافِيًا لما تُوُفِّيَ اَحَدٌ مِّنَ الرُّسُلِ لٰكِنَّهٗ** الخ الغرض مقصود کلام سے ابطال مزعوم مخاطبین کا ہے باثبات نقیض مزعوم کے۔ جنہوں نے محمد ﷺ کو بلحاظ رسالت کے موت سے بری خیال کیا ہوا تھا لہٰذا اس کی تردید میں **وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ** فرمایا۔ یعنی محمد ﷺ موت سے بری نہیں۔ ہاں رسول ہیں اور رسالت منافی موت کے لیے نہیں۔ اگر منافی ہوتی تو کوئی رسول نہ مرتا۔ لیکن آپ ﷺ سے پہلے کئی رسول مر چکے ہیں۔ لفظ کئی رسول اس لیے کہتا ہوں کہ آیۃ **بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ** کی مخصص ہے۔ عموم اس کے لیے۔ استدلال صدیق الامۃ میں بھی اسی طرح سمجھیں۔ صرف اتنا ہی فرق ہے کہ یہاں مزعوم مخاطبین کا عدم تحقق وفات شریف کا ہے۔ صدیق الامۃ کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی وفات شریف سے بخیال رسالت کے کیوں انکار کرتے ہو۔ رسالت منافی موت کی نہیں۔ تم کو قرآن کا مضمون بھول گیا (کہ اگر رسالت منافی موت کی ہوتی تو پہلے آپ ﷺ کے کوئی رسول نہ مرتا) لیکن **قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ**۔ اس تقریر سے ناظرین سمجھ چکے ہوں گے کہ **قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ** مقدمہ استثنائیہ ہے۔ قیاس استثنائی کا نہ کبری شکل اول کا جیسا کہ آج کل کے زنمی مولویوں نے سمجھ رکھا ہے کیونکہ قطع نظر قوام ہیئۃ شکل اول سے مضمون ہی صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس تقریر پر غرض صدیقی یہ ہوگی کہ محمد ﷺ بالفعل وفات پا چکے ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ رسول ہیں اور جو رسول پہلے گزرے، سب مر چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ سب رسولوں کا مرجانا اس کا مقتضی نہیں کہ آپ ﷺ بالفعل ہی وفات پاویں کیونکہ یہ مقتضی تو ابتداء ولادت شریفہ سے موجود تھا۔ تو چاہیے تھا کہ پہلے سے وفات شریف متحقق ہوتی۔ دفع استعجاب مخاطبین میں **قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ** کا کلیہ ہونا بلحاظ قبلیت کے ضرور نہیں۔ اور باعتبار تحقق وفات کے اپنے اپنے اوقات میں جیسا کہ بالخصوص علی نبینا وعلیہ کے لیے بعد النزول **قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ** بطریق کلی صادق ہوگا۔ کوئی مسلمان مسیح بن مریم کو **حی قیوم وغیر ها لک** نہیں سمجھتا۔ صاحب القول الجمیل نے امت مرحومہ کو بعد انتساب اعتقاد ہذا ناحق مشرک ٹھہرایا۔ دیکھو ص ۶۸ قول جمیل۔ بعد اظہار مقصود اس آیۃ کے ناظرین اس دھوکا سے جو مسلک العارف میں متعلق آیۃ ہذا کے مذکور ہے بچ سکتے ہیں۔ ۱۲ منہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صادق ہے۔ اگر مرگیا ہو جب بھی اور اگر ملازمت صیغہ تحصیلداری سے علیحدہ ہو کر زندہ موجود ہو جب بھی۔

سوال: مابعد اس کے اَفَاِنْ مَّاتَ قرینہ ہے ارادہ معنی موت پر قَدْ خَلَتْ سے۔

جواب: اَفَاِنْ مَّاتَ چونکہ بمقابلہ اَوْقُتِلَ کے واقع ہوا ہے۔ لہٰذا مَاتَ سے مراد موت حتف انفہ ہوگی۔ یعنی اپنے آپ مرنا بغیر قتل کسی کے۔ (وفیہ مافیہ من و جھین ۱۲ منہ۔ فتامل۔) جب یہ خیال شریف میں متمکن ہو چکا تو اب منصف ہو کر فرماویں کہ اگر اَفَاِنْ مَّاتَ کو قرینہ ارادہ معنی موت پر قَدْ خَلَتْ سے ٹھہرائیں گے تو ضرور قَدْ خَلَتْ سے بھی موت حتف انفہ مراد ہوگی یعنی موت طبعی۔ تو لازم آئے گا قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کا کاذب ہونا۔ کیونکہ سب انبیاء علیہم السلام موت حتف انفہ سے تو نہیں مرے۔ بلکہ کوئی اپنی موت سے اور کوئی مقتول ہو کر شہید ہوئے۔ اور اگر خَلَتْ سے معنی مطلق موت کا لیا بھی جائے تو آیت رفع مخصص ہوگی۔ عموم اس آیۃ اور ان کے نظائر کی جیسا کہ پیدائش آدم کا بیان آیۃ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ اور نظائر جو اس کے ہیں ہو چکا (جواب تحقیقی یہی ہے ۱۲ منہ) تو پھر عموم اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ اور ایسا ہی خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ مخصوص البعض ہے یعنی ان آیات میں جو ذکر انسان کی پیدائش کا مادہ منی سے ہے آدم کو شامل نہیں۔ بلکہ آدم کے باقی افراد انسانی کا حکم ہے کیونکہ آدم کا ذکر علیحدہ ہو چکا۔ ایسا ہی آیۃ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے اور اس کے نظائر سے چونکہ مسیح کا اب تک زندہ رہنا ثابت ہو چکا تو پھر قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اور اس کی نظائر سے مراد غیر مسیح ہوگا۔ اس آیت کی مفصل تشریح کتب تفاسیر میں ملاحظہ فرماویں۔ مؤلف ایام الصلح اور ان کے اتباع کو جو دھوکا یہاں پر دعویٰ اور دلیل میں ہوا ہے وہاں پر مفصل مذکور ہے۔

سوال: آیۃ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ بڑی دلیل ہے اس بات کی کہ بغیر کرۂ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زمین کے نوع انسانی کا مستقر اور مستودع یعنی قرار گاہ اور نہیں تو پھر مسیح بن مریم آسمان پر کس طرح بقیہ ایام حیات بسر کر رہا ہے؟

جواب: کرۂ ارضی کا مستقر اور مستودع ہونا بطریق اصالت یہ منافی نہیں اس کی کہ بعض افراد بشری کو عارضی طور پر کسی اور کرہ میں رکھا جاوے جیسا کہ ملائکہ کے لیے موطنِ اصلی اور مقر طبعی افلاک ہیں۔ معہذا زمین پر عارضی آمد و رفت رکھتے ہیں۔ بالجملہ حصر جو مستفاد ہے تقدیم ظرف سے وہ اضافی ہے بہ نسبت استقرار اصلی کے۔ اور اختصاص جو مستفاد ہے **وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ** سے اثر ہے جعل تکوینی کا جس کا مجعول الیہ عارض غیر لازم ہے اور اس صورت میں انفکاک مابین مجعول اور مجعول الیہ کے متصور ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ **وَجَعَلَ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَّ جَعَلَ النَّهَارَ مَعَاشًا** جب کہ زید مثلاً ساری رات کسب وجہِ معاش میں گزارے اور دن نیند میں۔ دلیل عارضی ہونی مجعول الیہ یعنی خلیفۃ فی الارض کے قصہ ہبوط ابلیس کا اور بعد ازاں صعود اس کا بدلیل **فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ** ہے۔ جب ابلیس بعد امر ہبوط کے پھر آسمان پر جا کر وسوسہ انداز آدم علیہ السلام کا ہوا تو بعض افراد نوع انسانی جن کا مادہ فطرتی نفخ روح القدس کا ہو اس کا صعود کس طرح ممتنع مانا جائے۔

سوال: خاتم النبیین ہونا آپ ﷺ کا دلیل ہے وفاتِ مسیح پر۔ کیونکہ اگر مسیح بن مریم آسمان پر زندہ ہو۔ اور آخر زمانہ میں نزول فرماوے تو آپ ﷺ کے بعد بھی اور نبی آ گیا۔ آپ ﷺ خاتم النبیین نہ رہے۔ اور اگر در رنگِ احاد امت آئے تو یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ علم ازلی میں جب وہ نبی ہے تو پھر بغیر نبوت کے کیسا نزول کرے گا۔

جواب: بعد نزول در رنگِ احاد امت ہی اتریں گے۔ علم ازلی کا مسئلہ سنئے۔ علم تابع معلوم کے ہوا کرتا ہے من حیث المطابقہ یعنی جس طرح معلومات یعنی اشیاء موجود فی الواقع

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے اپنے وقت میں موجود ہیں۔ اسی طرح حق سبحانہٗ تعالیٰ ازل میں قبل از وجود ان کے ان کو جانتا ہے اگر معلوم کا اتصاف کسی صفت کے ساتھ علی سبیل الاستمرار ہے تو اسی طرح۔ اور اگر علی سبیل الانقطاع ہے تو اسی طرح اس کو جانتا ہے۔ مسیح بن مریم کی بلکہ کل انبیاء کی نبوت اور رسالت چونکہ محدودہ بحدِ ظہورِ نبی پچھلے کے ہوتی ہے۔ لہٰذا علم ازلی میں بھی بوصف محدودیت اور انقطاع معلوم ہوگا ورنہ جہل لازم۔

سوال: قصہ عود ایلیا میں بھی تاویل ہماری کا مثبت ہے یعنی ایلیاء کا دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر جو صحیفہ ملاکی باب ۴ اور آیت ۵ میں واقعہ ہے عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مراد ایلیاء کے آنے سے یہ تھی کہ اس کا مثیل آئے گا سو وہ آ گیا۔ یوحنا یعنی یحییٰ علیہ السلام۔ باب ۱۱ انجیل متی۔ اسی طرح مراد نزول مسیح سے جو احادیث میں مذکور ہے میں ہوں۔ یعنی مرزا صاحب۔

جواب: قصہ عود ایلیا اگر صحیح بھی مانا جائے تو آخر کار نظیر ہی بنے گی علتِ مثبت تو نہ ٹھہرے گی۔ دیکھئے لاکھوں نظیریں پیدائش افراد انسانی ہمارے زیر نظر ہیں۔ اور ہر روز دیکھنے میں آتا ہے کہ سب مادہ منی سے جو باپ کی اور ماں کے سینہ سے نکلتی ہے پیدا ہوتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ یہ نظائر مع کثرت اپنی کے قانون کلی کو ثابت نہیں کرتیں۔ دیکھو آدم اور حوا اور عیسیٰ علیہ السلام اس حکم سے خارج ہیں۔ ایسا ہی ایلیا کا آنا در رنگ ظہور یحییٰ یہ ایک نظیر کس طرح پر نزول مسیح کی در صورتِ ظہور مثیل ثابت کر سکتی ہے۔ یہاں تو جب آیت اور احادیث نے بالخصوص نزول مسیح بن مریم کو ثابت کیا تو پھر ایک نظیر کیا اگر لاکھوں بھی ہوں اثبات نزول مسیح در رنگ صورت مرزا صاحب نہیں کر سکتے۔ اثبات احکام بشہادت نظائر اس صورت میں ہوتا ہے کہ بالخصوص نصوص وارد نہ ہوئی ہوں۔ وہ بھی حسب تخمین ظن نہ بر سبیل قطعیت جیسا کہ دلیل استقرائی کا شان ہے پھر میں کہتا ہوں۔ اگر بالفرض نظیر کو مثبت حکم علی سبیل القطعیت مانا بھی جاوے تو یہ نظیر (یعنی ایلیا کا قصہ) جناب کے دعویٰ کو باطل کرے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گی۔ اس لیے کہ ایلیا کا آنا در رنگ ظہور مثیل یعنی یحییٰ چونکہ مماثل اور مماثل لہٗ ہر دو نبی ہیں یہ نظیر اسی کو ثابت کرے گی کہ مثیل مسیح بھی نبی وقت ہو مثل یحییٰ علیہ السلام کے۔ آپ کو یا تو مثلِ یحییٰ علیہ السلام سلسلہ انبیاء میں ثابت کریں یا دعویٰ مسیح موعود کرنے سے باز آئیں۔ اگر آپ فرمائیں کہ مماثلت بین الامرین مشارکت فی جمیع الاوصاف کی مقتضی نہیں ہوتی تو ہم بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ حکم بھی چونکہ من جملہ اوصاف ہے تو مشارکت فی الحکم کی کیا ضرورت ہے۔ ایلیا بہ ظہور مثیل اپنے یحییٰ کے نازل ہو۔ اور مسیح بن مریم بنفسہ نازل ہو کیا ضرورت ہے کہ کیفیت نزول ایلیا اور نزول مسیح بن مریم کی من جمیع الوجوہ ایک ہی ہو۔ میں جانتا ہوں کہ آپ یہاں پر **عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ** کو ہاتھ ڈال کر اپنے میں نبوت ثابت کریں گے مگر پھر بھی چھوٹنا مشکل ہے۔ کیونکہ وہی اشکال عود کرے گا یعنی اگر مشارکت فی جمیع الاوصاف من کلِ الوجوہ ضروری ہے تو اپنی ذات میں نبوت مثل یحییٰ کی پیدا کریں۔ والا تو پھر اتحاد بھی ضروری نہیں۔ پھر سہ بارہ میں عرض کرتا ہوں کہ انجیل متی کے گیارھویں باب میں موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام یحییٰ علیہ السلام کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ یہ وہی ایلیا موعود ہے۔ اور پہلے باب انجیل یوحنا میں انکار یحییٰ کا مذکور ہے۔ تو اب مناسب یہ ہے کہ یحییٰ کا قول معتبر سمجھا جائے۔ کیوں کہ ہر شخص اپنے حال سے اچھی طرف واقف اور خبردار ہوتا ہے۔ بالخصوص جب نبی اور مُلہم من اللہ بھی ہو۔ اور اگر زائد نہ سمجھا جائے تو کم از کم دونوں کو مساوی ٹھہرا کر **اذا تعارضا فتساقطا** کا حکم لگانا ہوگا یعنی کوئی قابلِ احتجاج نہ رہے گا۔

اتنی تطویل اور تضیعِ اوقات محض آپ کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔ ورنہ اہل اسلام کو بعد ازاں کہ ایک بات قرآن مجید سے بشہادت سیاق وتفاسیر صحابہ کے اور احادیث صحیحہ متواترۃ المعنی سے معلوم ہو چکی ہو۔ اور خصوصاً وہ مقام جو خود منصف اور فیصلہ دہندہ اور دافع شکوک پہلوں کا ہو تو پھر ہم کتاب اللہ اور کتاب الرسول اور اجماع امت کو چھوڑ کر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسرائیلیات کی طرف کیوں متوجہ ہوں۔ کیونکہ یہ توجہ مقید ہے اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کے ساتھ۔ آپ اختلافاتِ اناجیل سے بخوبی واقف ہیں کیونکہ ہر وقت میں عرصۂ دراز سے استعمال ہوتا رہتا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ آپ ازالہ اوہام اور ایام الصلح میں آثار صحابہ کو جو مروی باسانید صحیحہ ہیں چھوڑ کر روایاتِ اناجیل کی طرف متوجہ ہو کر الٹا سائر اہلِ اسلام کو فرماتے ہیں کہ باعث اعراض ان علماء کا روایاتِ تکلِ اناجیل سے کیا ہے۔ بھلا واقعۂ صلیب میں تحریف کرنے کا اہلِ کتاب کو باعث کون ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ واقعۂ صلیب تو بجائے خود رہا۔ نبوتِ عیسیٰ علیہ السلام کو جو واقعی اور بغیر عناد مسلمہ جانتین ہے۔ اگر انجیلوں سے ثابت کرنا چاہیں تو مشکل پڑے گی۔ بغیر از رجوع قرآن کریم کی طرف چارہ نہ ہوگا۔ آپ جانتے ہیں کہ یواقیم بن یوشیا نے جس وقت صحیفہ ارمیا علیہ السلام کو جلایا تھا ارمیا علیہ السلام کے اوپر وحی نازل ہوئی کہ (کہتا ہے رب یواقیم ملک یہود کی ضد میں کہ اس میں سے ہرگز کوئی داؤد کی کرسی پر نہ بیٹھے گا) اور عیسیٰ علیہ السلام چونکہ اولاد یواقیم سے ہے مطابق نسب مذکور کے انجیل متی میں تو چاہیے کہ قابل جانشینی داؤد کے نہ ہو بحکم وحی ارمیا کے زندہ اٹھنا مسیح کا قبر سے۔ اور ایسا ہی واقعہ صلیب اس میں جو اختلافات واقع ہیں آپ بخوبی جانتے ہوں گے۔ ایوب ساتویں باب درس نانویں (۹) میں اپنی کتاب کے کہتا ہے ترجمہ فارسیہ ۱۸۴۵ء (ابر پراگندہ شدہ نابود می شود ہمیں طور کسے کہ بقبر مے رود بر نمے آید) درس دسواں (۱۰) (بخانہ اش دیگر برنخواہد گردید و مکانش دیگر وے رانخواہد شناخت) اور چودھویں (۱۴) باب کتاب اپنی میں درس تیسرے (۳) اور چودھویں (۱۴) میں کہتا ہے۔ ترجمہ فارسیہ ۱۸۳۸ء (انسان می خواہد ونخواہد برخاست مادامیکہ آسمان محونشود بیدار نخواہد شد واز خواب برنخواہد خواست۔ آدمی ہرگاہ بمیرد آیا زندہ می شود۔ ع) اب یہ مسیح کے زندہ ہو کر اُٹھنے کا قبر سے انکار کر رہا ہے۔ دوسرے عیسائی اس کو بعد تین دن کے زندہ ہو کر آسمان کی طرف چڑھنے کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قائل ہیں۔ ایسا ہی واقعہ صلیب کے اختلافات دوسری جگہ ناظرین ملاحظہ کر لیویں۔ اللہ جل شانہٗ نے اس امت مرحومہ کو بہ طفیل حبیب اکرم ﷺ ایسے اختلافات سے جو یہود اور نصاریٰ میں چلے آتے تھے نجات بخشی جیسا کہ برأت مریم کی بیان فرمائی۔ ایسا ہی افتراء یہود کا قتلِ مسیح کے بارہ میں لغو ٹھہرا کر بیان امر واقعی کا فرمایا کہ مسیح کو تو ہم نے حسب وعدہ ان کے ایذا سے بچالیا یعنی آسمان کی طرف اٹھالیا۔ انہوں نے مسیح کی شبیہ کو صلیب پر چڑھا کر قتل کیا۔ بڑا افسوس ہے کہ آج تک امتِ مرحومہ آیات بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اور ایسا ہی وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ اور ایسا ہی وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ان سب کو صحابہ سے لے کر علماء زمان تک مکذب عقیدہ یہود اور نصاریٰ ٹھہراتے رہے اور پھر آج انہیں آیات کو جناب مرزا صاحب یہود اور نصاریٰ کے اقوال پر الٹا کر لے جاتے ہیں۔ اب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا معنی اور قول قابلِ اعتبار نہیں رہا۔ چوتھی دفعہ پھر میں عرض کرتا ہوں کہ قصہ عود ایلیا کے دو ٹکڑے ہیں۔ ایک صعود ایلیا بجسدہ العنصری آسمان پر۔ اور دوسرا نزول اس کا بمعنی ظہور مثیل اس کے یعنی یحییٰ علیہ السلام۔ پہلا ٹکڑا نظیر کامل صعود مسیح کے لیے بجسدہ العنصری آسمان پر ہوسکتا ہے۔ کیونکہ دونوں مماثل شریک فی النبوت ہیں۔ اور دوسرا ٹکڑہ نظیر کامل نزول مسیح بمعنی ظہور مثیل یعنی مرزا صاحب نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اب فرمایئے کہ قصہ عود ایلیا نے عقیدہ کا فہ اہل اسلام کو فائدہ بخشا یا آپ کو۔ بلکہ الٹا مضر ہوا۔ کیونکہ آپ صعود بشر بجسدہ العنصری کو محالاتِ عقلیہ لانظیر لہا سے جانتے ہیں۔ ازالہ اوہام کے ص ۲۶۹ میں آپ نزول مسیح کو فرع صعود بجسدہ العنصری کی بنا کر اس امر کا اقرار کر چکے ہیں کہ ہم کو بعد ثبوت صعود بجسدہ العنصری کے نزول بجسدہ میں کوئی انکار نہ ہوگا۔ اب قصہ عود ایلیا اگر قابل تمسک ہے تو حسب اقرار اپنے کے نزول مسیح کے بجسدہ العنصری قائل ہو جائیں۔ ورنہ تو استشہاد آپ کا اس قصہ سے کیا معنی رکھتا ہے۔ ہاں یہ ہے کہ اپنے لیے میٹھا اور دوسروں کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیے کڑوا۔ اور قصہ عود ایلیا بجسدہ العنصری میں ایلیا کی چادر کا گر جانا جو مذکور ہے آپ اس کو چھوڑ جانا بدن کا خیال فرماتے ہیں۔ اس تاویل کو باطل کرتا ہے اس چادر کا پانی پر مارنا اور گزر جانا ندی سے جو اسی قصہ میں مذکور ہے۔ کتاب سلاطین باب ۲ درس ۸۔ اور ایلیا نے اپنی چادر کو لیا اور لپیٹ کے پانی پر مارا کہ پانی کے دو حصے ہو کے ادھر ادھر ہو گیا اور دونوں خشک زمین پر ہو کے پار ہو گئے۔ ۹۔ اور ایسا ہوا کہ جب پار ہوئے۔ تب ایلیا نے الیسع کو کہا کہ اس سے آگے کہ میں تجھ سے جدا کیا جاؤں مانگ کہ میں تجھے کیا دوں۔ تب الیسع بولا مہربانی کر کے ایسا کیجئے کہ اس روح کا جو تجھ پر ہے مجھ پر دوہرا حصہ ہو۔ ۱۰۔ تب وہ بولا تو نے بھاری سوال کیا۔ سو اگر تو مجھے آپ سے جدا ہوتے ہوئے دیکھے گا تو تیرے لیے ایسا ہی ہوگا اور اگر نہیں تو ایسا نہ ہوگا۔ ۱۱۔ اور ایسا ہوا کہ جونہی وے دونوں پڑھتے اور باتیں کرتے چلے جاتے تھے تو دیکھ کر ایک آتشی رتھ اور آتشی گھوڑوں نے درمیان آ کے ان دونوں کو جدا کر دیا۔ اور ایلیا بگولے ہو کے آسمان پر جاتا رہا۔ ۱۲۔ اور الیسع نے یہ دیکھا اور چلایا۔ اے میرے باپ میرے باپ اسرائیلی کی رتھ اور اس کی سارتھی سو اس نے اسے پھر نہ دیکھا اور اس نے اپنے کپڑوں پر ہاتھ مارا اور انہیں دو حصے کیا۔ ۱۳۔ اور اس نے ایلیا کی چادر کو بھی جو اوپر سے گر پڑی تھی اٹھا لیا اور الٹا پھرا اور یردن کے کنارے پر کھڑا ہوا۔ ۱۴۔ اور وہاں اس نے ایلیا کی چادر کو جو اس پر سے گر پڑی تھی لے کے پانی پر مارا اور کہا کہ خداوند ایلیا کا خدا کہاں ہے۔ اور اس نے بھی اس چادر کو جب پانی پر مارا تو پانی ادھر ادھر ہو گیا اور الیسع پار ہوا۔

ناظرین سمجھ چکے ہوں گے کہ جناب مرزا صاحب نے قصہ ایلیا کو جو دلیل اپنے مدعا کی یعنی نزول مسیح بن مریم بمعنی ظہور مثیل یعنی مرزا صاحب بنایا ہے۔ پہلا ٹکڑا اس کا مضر ان کے پڑا۔ اور دوسرا ٹکڑا نظیر کامل نہ بن سکا۔ یہ عادت آپ کی فقط قصہ ایلیا میں ہی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں بلکہ ہر جگہ نقل اور استشہاد میں ایسا ہی کرتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر لے لیا اور باقی کو چھوڑ کر یہ غل مچایا کہ ہمارے دعویٰ کی شہادت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر رہی ہے۔ مرزا صاحب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۰۰ سے صفحہ ۱۳۶ تک سورۂ قدر اور سورۂ بینہ اور سورۂ زلزال کی تفسیر لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سنۃ اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ خدائے تعالیٰ کا کلام لیلۃ القدر ہی میں نازل ہوتا ہے اور اس کا نبی لیلۃ القدر ہی میں دنیا میں نزول فرماتا ہے پھر بعد اس سورت کے خدا تعالیٰ نے سورۃ البینہ میں بطور نظیر کے بیان کیا کہ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ الْبَیِّنَۃُ یعنی جن سخت بلاؤں میں اہل کتاب اور مشرکین مبتلا تھے ان سے نجات پانے کی کوئی سبیل نہ تھی بجز اس کے کہ خدائے تعالیٰ نے آپ پیدا کردی کہ وہ زبردست رسول ﷺ بھیجا جس کے ساتھ زبردست تحریک دینے والے ملائک نازل کیے تھے۔ پھر بعد اس کے آنے والے زمانہ کے لیے خدائے تعالیٰ سورۃ الزلزال میں بشارت دیتا ہے اور اِذَا زُلْزِلَتْ کے لفظ سے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جب تم یہ نشانیاں دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ لیلۃ القدر اپنے تمام زور کے ساتھ پھر ظاہر ہوئی ہے اور کوئی ربانی مصلح خدائے تعالیٰ کی طرف سے معہ ہدایت پھیلانے والے فرشتوں کے نازل ہوگیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَھَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَھَا وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَھَا یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَھَا یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّیُرَوْا اَعْمَالَھُمْ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۔ یعنی ان دنوں کا جب آخری زمانہ میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے کوئی عظیم الشان مصلح آئے گا اور فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ نشان ہے کہ زمین جہاں تک اس کا ہلانا ممکن ہے ہلائی جائے گی۔ یعنی طبیعتوں اور دلوں اور دماغوں کو غایت درجہ تک جنبش دی جائے گی اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خیالات عقلی اور فکری اور سبعی اور بہیمی پورے پورے جوش کے ساتھ حرکت میں آ جائیں گے۔ اور زمین اپنے تمام بوجھوں کو باہر نکال دے گی یعنی انسانوں کے دل اپنی تمام استعدادات خفیہ کو بمنصہ ظہور لائیں گے اور جو کچھ ان کے اندر علوم وفنون کا ذخیرہ ہے یا جو کچھ عمدہ عمدہ دلی ودماغی طاقتیں ولیاقتیں ان میں مخفی ہیں سب کی سب ظاہر ہو جائیں گی۔ اور فرشتے جو اس لیلۃ القدر میں مرد مصلح کے ساتھ آسمان سے اتریں گے ہر ایک شخص پر اس کی استعداد کے موافق خارق عادت اثر ڈالیں گے۔ یعنی نیک لوگ اپنے نیک خیال میں ترقی کریں گے اور بُرے بُرے خیالوں میں۔ اور مرد عارف متحیر ہو کر اپنے دل میں کہے گا کہ یہ عقلی اور فکری طاقتیں ان لوگوں کو کہاں سے ملیں۔ تب اس روز ہر ایک استعداد انسانی بزبان حال باتیں کرے گی کہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقتیں میری طرف سے نہیں بلکہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک وحی ہے جو ہر ایک استعداد پر بحسب اس کی حالت کے اتر رہی ہے اور یہ ظہور و بروز کا دائرہ پورا ہو جائے گا۔ تب خدائے تعالیٰ کے فرشتے ان تمام راست بازوں کو ایک گروہ کی طرح اکٹھا کر دیں گے اور دنیا پرستوں کا بھی کھلا کھلا ایک گروہ نظر آئے گا تا کہ ہر ایک گروہ اپنی کوششوں کے ثمرات کو دیکھ لے۔ تب آخر ہو جائے گی۔ یہ آخری لیلۃ القدر کا نشان ہے جس کی بناء ابھی ڈالی گئی ہے جس کی تکمیل کے لیے خدائے تعالیٰ نے اس عاجز کو بھیجا ہے اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا **انت اشد مناسبة بعیسٰی بن مریم واشبه الناس به خَلقًا وخُلقًا وزمانًا**. ہمارے علماء نے جو ظاہری طور پر اس سورۃ الزلزال کی یہ تفسیر کی ہے کہ درحقیقت زمین کو آخری دنوں میں سخت زلزلہ آئے گا کہ تمام زمین اس سے زیر وزبر ہو جائے گی۔ اور جو زمین کے اندر چیزیں ہیں وہ سب باہر آ جائیں گی اور انسان یعنی کافر لوگ زمین کو پوچھیں گے کہ تجھے کیا ہوا تب اس روز میں باتیں کرے گی اور اپنا حال بتائے گی۔ یہ سراسر غلط تفسیر ہے۔ انتہی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ناظرین! ذرا اس کی تفتیش فرماویں کہ آنحضرت ﷺ نے کہ جن پر کلام پاک اتری اس کو کس طرح پر بیان فرمایا اور حاضرانِ مجلس نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا سمجھا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ای تحرکت من اَسفلها وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا یعنی القت ما فیها من الموتیٰ یعنی یہی کرہ ارض بعد نفخۂ ثانیہ قیامت برپا ہونے کے دن ہلایا جائے گا اور اپنے بوجھوں یعنی مردوں کو باہر نکالے گا۔ قرآن کریم کی آیت یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ۝ اور ایسے ہی دوسری آیۃ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَتَخَلَّتْ اس معنی پر جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمایا ہے شہادت دے رہی ہے۔ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ زمین اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کو پھینک دے گی جو مثل ستونوں کے سونے اور چاندی سے ہوں گے۔ پھر قاتل اس کو دیکھ کر کہے گا کہ اس کے لیے میں نے قتل کیا۔ اور قاطع الرحم کہے گا اس کے لیے میں نے قطع رحمی کی اور سارق آئے گا اور کہے گا اس کے لیے میں نے اپنا ہاتھ کٹوایا ہے۔ پھر اس کو چھوڑ دیں گے اور اس سے کچھ نہ لیں گے۔

حدثنا واصل بن عبدالاعلیٰ حدثنا محمد بن فضیل عن ابیه عن ابی حازم عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ تلقی الارض افلاذ کبدها امثال الاسطوان من الذهب والفضة فیجیٔ القاتل فیقول فی هذا قتلت ویجیء القاطع فیقول فی هذا قطعت رحمی ویجئی السارق فیقول فی هذا قطعت یدی ثم یدعونه فلا یأخذون منه شیئا (صحیح مسلم) وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَا ای استنکر امرها بعد ما کانت قارة ساکنة ثابتة وهو مستقر علی ظهرها ای تقلبت الحال فصارت متحرکة مضطربة قد جاء ها من امر الله تعالیٰ ما قد اعده لها من الزلزال الذی لا محید لها عنه ثم القت ما

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فی بطنها من الاموات من الاولین والأخرین وحینئذ استنکر الناس امرها وتبدل الارض والسمٰوت وبرزوا للہ واحد القهار. یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا. ای تحدث بما عمل العاملون علی ظهرها.

یعنی قیامت کے دن زمین شہادت دے گی کہ میرے اوپر زندگی کی حالت میں فلانے نے یہ کام کیا فلانے نے یہ۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ بعد پڑھنے اس آیۃ کے یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا. کیا جانتے ہو تم کیا ہے اخبار اس زمین کی۔ صحابہ نے عرض کیا اللہ و رسول اعلم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اخبار زمین کی یہ ہے جو شہادت دے گی ہر غلام اور لونڈی پر (یعنی ہر مرد و عورت پر جو غلام اور لونڈی ہیں خدائے تعالیٰ کی) متعلق ان اعمال کے جو انہوں نے اس طبقہ زمین کی پشت پر کیے تھے کہے گی فلاں عمل فلاں عمل فلاں دن۔ یہ ہیں اخبار اس کے۔ قال الامام احمد حدثنا ابراهیم حدثناابن المبارک وقال الترمذی وابو عبدالرحمٰن النسائی واللفظ له حدثنا سوید بن نضر اخبرنا عبداللہ هو ابن المبارک عن سعید بن ابی ایوب عن یحییٰ بن ابی سلیمان عن سعید المقبری عن ابی هریرة قال قرء رسول اللہ ﷺ هٰذِهِ الْاٰیة یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا قال اتدرون ما اخبارها قالوا اللہ ورسوله اعلم قال فان اخبارها ان تشهد علی کل عبد و امة بما عمل علی ظهرها ان تقول عمل کذا وکذا یوم کذا وکذا فهذه اخبارها ثم قال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح غریب وفی معجم الطبرانی من حدیث ابن لهیعة حدثنی الحرث بن یزید سمع ربیعة الحدسی ان رسول اللہ ﷺ قال تحفظوا من الارض فانها امکم وانه لیس من احد عامل علیهاخیرا اوشرا الا وهی مخبرة.

حاصل یہ ہے کہ زمین کا خیال رکھو اس لیے وہ تمہاری ماں ہے اور بالتحقیق کوئی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں اس پر عمل اچھا یا بُرا کرتا۔ مگر وہ زمین خبر دینے والی ہوگی۔ بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَھَا.
قال البخاری اوحی لھا واوحی الیھا ووحی لھا ووحی الیھا واحد وکذا
قال ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما اوحی لھا ای اوحی الیھا. وقال شبیب بن
بشر عن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا قال
قال لھا ربھا قولی فقالت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما آیۃ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ
اَخْبَارَھَا کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ زمین کو حکم کرے گا پھر وہ باتیں کرے گی۔
یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ای انواعا واصنا فا ما بین شقی و سعید ما مور
بہ الی الجنۃ ومامور بہ الی النار لِیُرَوْ اَعْمَالَھُمْ ای لیعلموا و یجازوابما
عملوا فی الدنیا من خیرو شرو لھذا قال فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْراً یَّرَہٗ
وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرّاً یَّرَہٗ یعنی سب لوگ موقف حساب سے قیامت کے دن
لوٹیں گے تاکہ جزا اپنے اپنے اعمال کی جو دنیا میں انہوں نے کیے تھے دکھائے جائیں۔ اسی
لیے فرمایا جو کوئی مقدار ایک ذرہ کا نیکی یا بدی کرے گا دنیا میں دیکھ لے گا اس کو قیامت کے
دن (تفسیر ابن کثیر و در منثور مع الاختصار) بعد اس کے بخاری اور مسلم اور مسند امام احمد اور
ابن جریر کی احادیث متعلق اس آیۃ کے یعنی فَمَنْ یَّعْمَلْ الخ اس تفسیر میں مذکور ہیں وہاں
سے دیکھ لیں۔ سب کا خلاصہ ترغیب ہے عمل نیک پر تاکہ یوم الحساب کام آئے۔

ناظرین پر ظاہر ہو چکا ہوگا کہ آنحضرت ﷺ نے ارض سے جو اس سورۃ میں
مذکور ہے یہی کرۂ زمین مراد رکھا ہے اور اسی زمین کا متکلم ہونا باذن رب احادیث صحیحہ میں بیا
ن فرمایا ہے اور مراد زلزلہ سے بھی جنبش اس کرہ کی متکلم یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ اور سامع یعنی
آنحضرت ﷺ کے نزدیک ہے جیسا کہ آیۃ اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ الخ میں بھی اس کا ذکر
ہے۔ یہ وہ تفسیر ہے جس کو مرزا صاحب سراسر غلط قرار دے چکے ہیں۔ اب رہا انصاف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ناظرین پر خواہ مرزا صاحب کی تصدیق اور سرور عالم ﷺ کی تکذیب (العیاذ باللہ) اختیار کریں یا بالعکس جیسا کہ شایان اور واجب ہے ہر مومن کو۔ اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ مرزا صاحب نے اس تفسیر سے کیا فائدہ لینا چاہا ہے۔ وہ میں عرض کر دیتا ہوں۔ سورۂ قدر میں جو لیلۃ القدر ہے اس کو حسب زعم اپنے کے قیامت تک امتداد دیا۔ تا آپ کا نزول بھی انبیاء کی طرح لیلۃ القدر میں متحقق ہو۔ مگر یہ دونوں فقرے یعنی لیلۃ القدر کا امتداد قیامت تک اور ہر نبی کا ظہور لیلۃ القدر ہی میں ہوتا ہے ان کے اپنے خانہ زاد اسرار میں سے ہے۔ پھر سورۃ البیّنہ سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ سخت بلاؤں سے نجات پانے کی سبیل اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دی۔ وہ کیا۔ البیّنہ خدا کے ہاں سے آ گیا۔ **رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْ صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ** یعنی مرزا صاحب۔ بعد ازاں سورۂ زلزال سے یہ ثابت کر دکھایا کہ سب کمالات مودعہ نوع انسانی کے ظہور میں آ گئے۔ کسی کی حالت منتظرہ باقی نہیں رہ گئی تو پھر نزول ملائکہ میں سرانجام دینے کے لیے اس امر مہتم بالشان کے بذریعہ بندہ مصلح جس کا نزول لیلۃ القدر ممتدہ میں ہو گیا ہے کیوں توقف ہو۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ لیلۃ القدر میں رسول آ گیا اور دورۂ کمالات نوع انسانی بھی پورا ہو چکا۔ فقط اتنی ہی بات کہ **فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ** بتمامہ ظہور میں نہیں آئے مگر شروع ہی یعنی اہل سعادت اور نیک فطرت اس رسول نازل شدہ کے ساتھ ایمان لا کر ایک جماعت اکٹھی ہو رہی ہے اور اہل شقاوت اور بدطینت انکار میں آ کر دوسرا گروہ حسب مضمون **يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ** بن رہا ہے جس کی شان میں جناب مرزا صاحب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۰۴ کی پہلی سطر کے ابتداء میں یوں لکھتے ہیں (اور جو شرارت اور شیطان کی ذریت تھے وہ اس تحریک سے خواب غفلت سے جاگ تو اٹھے ع) آپ کو اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے بمعاوضہ اس فقرہ کے (شیطان کی ذریت) جزاء خیر عطا فرمائے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ناظرین کو سمجھنا چاہیے کہ یہ تفسیر مرزا صاحب کی بطریق مشتے نمونہ خروار ہے۔ باقی خود انصاف فرماویں کہ یہ تحریف ہے کتاب اللہ اور کتاب الرسول ﷺ کی یا بیان ہے بطون قرآن کا۔ پہلے بھی اہل باطن اسرار اور اشارات کو بیان فرماتے رہے ہیں۔ اقتباس الانوار کے صفحہ ۲۳۱ پر اسی سورۃ کی تفسیر ملاحظہ فرماویں۔ مگر ظاہر قرآن کریم سے انکار کرنے والے کو ملحد قرار دیتے رہے ہیں۔ بے شک **وجوه الفهم لا تنحصر فيما فهموه وعلم الله لا يتقيد بما علموه** اس کے ہم بھی قائل ہیں مگر قرآن کے ظہر اور بطن دونوں کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں نہ یہ کہ تفسیر ظہر قرآن کی سراسر غلط قرار دی جائے۔ (العیاذ باللہ)

فی فتح البیان یکون الضابط فی صحته ان لا یرفع ظاهر المعانی المنفهمة عن الالفاظ بالقوانین العربیة وان لایخالف القواعد الشرعیة ولا یباین اعجاز القراٰن الی ان قال والافهو بمعزل عن القبول. دوسری جگہ فتح البیان میں **و کذالک اذا ثبت تفسیر ذٰلک الرسول ﷺ فهوا قدم من کل شئی بل حجة متبعة لا یسوغ مخالفتها لشئی اخر ثم تفاسیر علماً الصحابة المختصین برسول الله ﷺ فانه یبعد کل البعدان یفسر احد هم کتاب الله ولم یسمع فی ذٰلک شیئا عن رسول الله ﷺ وعلی فرض عدم السماع فهوا حدالعرب الذین عرفوا من اللغة دقها وجلها. انتهیٰ.**

یعنی قبولیت معنی بطون قرآن کی شرط یہ ہے کہ مخالف ظاہر کی نہ ہو اور سب سے مقدم اور واجب القبول تفسیر آنحضرت ﷺ کی ہے بعد آپ ﷺ کے صحابہ کرام کی۔ بڑی تعجب کی بات ہے کہ سارے قرآن میں تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سراسر غلط ٹھہری۔ اور لفظ **مُتَوَفِّيْكَ** کے متعلق جو **مُمِيْتُكَ** ہے منظور ہوئی وہ بھی آدھی۔ اور **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ** کے متعلق جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے باسناد صحیح تفسیر درمنثور میں مذکور ہے اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایسا ہی بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اور وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ ج اور وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ اور احادیث نزول جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں اور تفسیر سورۂ قدر اور سورۂ بیّنہ اور سورۂ زلزال بلکہ جن جن مقامات میں آپ متفرد ہیں یہ سب متروک۔ اسی وجہ سے کہ آپ کے مطلب کے برخلاف ہیں۔ اکثر اعتراضات جناب مرزا صاحب کے جو باستشہاد آیات عقیدہ اجماعیہ پر انہوں نے کیے تھے۔ جواب ان کا لکھ چکا ہوں۔ بقیہ اعتراضات بہ نسبت ان کے بہت ہی لغو ہیں۔ ناظرین ادنیٰ توجہ سے دھوکا ان کا سمجھ لیں گے۔ لہٰذا اسی قدر پر اکتفا مناسب سمجھ کر اختتام ایک دو بات ضروری پر کیا جاتا ہے۔

ایک تو بہ نسبت احادیث نزول اور خروج دجال کے جو مرزا صاحب نے منجملہ مکاشفات اجمالیہ کے ٹھہرا کر واجب التاویل قرار دی ہیں۔ کہتا ہوں کہ اس کی تحقیق دوسری جگہ ملاحظہ فرمالیویں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ احادیث نزول اور خروج دجال مکاشفات تفصیلیہ میں سے ہیں جیسا کہ پہلے ثابت ہو چکا ہے مکاشفات تفصیلیہ میں آنحضرت ﷺ نے جس جس شخص کو بقید نام جس طرح فرمایا ہے اسی طرح ظہور میں آیا۔ سرِ مُو بھی تفاوت نہیں ہوا۔ پیشین گوئیاں آنحضرت ﷺ کی اس امر کی وضاحت کے متعلق دوسرے مقام پر فرماویں۔ اس دھوکا میں بھی ایک رکن ایمان کا بلکہ سارا ایمان زائل ہوتا ہے۔ اور احادیث نزول اور خروج کو مکاشفہ اجمالی پر در رنگ دیکھنے آنحضرت ﷺ کے وبا کو بصورت عورت جو گرداگرد مدینہ طیبہ (زاد ھا اللہ شرفًا) کے پھر رہی تھی خیال نہ کرنا مکاشفہ اجمالی تعبیر طلب ہوتا ہے بخلاف تفصیلی کے۔ اور تعبیر میں اگرچہ وقوع خطا ممکن ہے مگر بقاء علی الخطاء نبی کی عصمت کو باطل کرتا ہے۔ بناءً علیٰ ھذا بالفرض اگر احادیث نزول اور خروج مکاشفہ اجمالی کے قبیل سے بھی ہوں تو ساری عمر آپ کا باقی رہنا خطائی التعبیر پر (العیاذ باللہ) آپ کی عصمت میں بارج ہوگا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرا یہاں پر آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئیاں اور ان کے ظہور کو زیر نظر رکھنا کارآمد ہے بہ نسبت اس کے کہ ابن مریم سے مثیل ان کا مراد لینے پر قصہ ایلیا شاہد لایا جاوے کیونکہ اوّل تو وہ بباعث تناقض قولِ یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے قابل اعتبار نہیں۔ دوسرا ہم کو آپ ﷺ کی پیشین گوئیوں سے نظائر کا ملاحظہ آپ ﷺ ہی کے کلام سمجھنے کے واسطے ازبس ضروری ہے۔ اُمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو ایک صحابیات میں سے ہے روایت کرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ قیلولہ سے بیدار ہوئے حالت تبسّم میں۔ میں نے عرض کی کہ باعث تبسّم کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں متعجب ہوں اپنی امت کے ایک گروہ سے جو بادشاہوں کی طرح تختوں پر سوار ہوں گے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے لیے خدا سے دعا مانگیں کہ مجھ کو بھی ان میں سے کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو انہی میں سے ہے۔ (بخاری عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ) اس پیشین گوئی کا ظہور امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں بوقت فتح ہونے جزیرہ قبرص کے واقع ہوا۔ ان ایام میں اُمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ اُمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے سنا رسول خدا ﷺ سے فرماتے تھے میری امت سے ایک لشکر غزوہ دریا کا کریں گے۔ اور ان سے عمل جنت کا واجب کرنے والا صادر ہوگا۔ اُمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی میں بھی ان میں سے ہوں یارسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو ان میں سے ہے۔ بعدہٗ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے ایک لشکر غزوہ قیصر کے شہر کا کریں گے اور ان کو مغفرت دی جائے گی۔ میں نے عرض کی میں ان میں سے ہوں یارسول اللہ ﷺ۔ فرمایا آپ ﷺ نے نہ (بخاری عن عمیر بن الاسود العنسی) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ ﷺ نے فرمایا **افتح له** یعنی اس کے لیے دروازہ کھول دے اور اس کو جنت کی بشارت دے ایک مصیبت پر جو اس کو پہنچے گی (بخاری و مسلم) ذکر کیا آنحضرت ﷺ نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک فتنہ کو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا کہ یہ اس فتنہ میں بحالتِ مظلومی قتل کیا جائے گا، (ترمذی) آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تو سورۂ بقرہ کے پڑھتے ہوئے قتل کیا جائے گا۔ اور تیرے خون کا قطرہ اس آیت پر پڑے گا۔ **فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ**o (حاکم) آنحضرت ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بحالت تنہائی ایامِ مرض شریف میں گفتگو فرمائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چہرہ متغیر ہوا (ابن ماجہ) علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ عہد کیا آنحضرت ﷺ نے کہ نہ وفات پائیگا تو جب تک امیر نہ کیا جائے گا۔ اور پھر رنگین کی جائے گی یہ یعنی ریش اس کے خون سے یعنی سر کے (احمد) آپ ﷺ نے اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے ایک کے شان میں فرمایا۔ **کیف احد ا لکن اذا نجت علیها کلاب الحوٴب** یعنی کس طرح پر ہوگا حال ایک کا تمہارے میں سے جب آواز کریں گے اس پر کتے پانی بنی عامر کے جس کا نام حوٴب ہے (ابوبکر وابویعلیٰ واحمد وغیرہم) اور یہ لفظ ابویعلیٰ کا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب حوٴب کے کتوں کی آواز آئی تو پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ پانی ہے بنی عامر کا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ لوٹاؤ مجھ کو۔ سنا میں نے رسول خدا ﷺ سے فرمایا آنحضرت ﷺ نے نہ قائم ہوگی قیامت جب تک نہ لڑیں گے دو گروہ بھاری جن کے مابین قتل عظیم واقع ہوگا اور دعویٰ دونوں کا ایک ہی ہوگا (بخاری ومسلم۔ ابوہریرہ) یہ اشارہ ہے واقعہ صفین کی طرف اور (دعویٰ ان کا ایک ہی ہوگا) اشارہ اس کی طرف کہ اہل شام نے قرآن کو اٹھا کر کہا تھا کہ تمہارے اور ہمارے درمیان میں یہ قرآن ہے۔ اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تھا۔ یہ قرآن صامت یعنی خاموش اور میں بولنے والا ہوں۔ ایسا ہی آپ ﷺ نے واقعہ نہروان سے خبر دی اور وہ حدیث متواترہ ہے اور علی رضی اللہ عنہ اس واقعہ میں بروقت معائنہ پیشن گوئی آنحضرت ﷺ کے بعینہٖ بغیر تفاوت سرِ مُوئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے فرماتے تھے۔ صدق رسول اللہ ﷺ. صدق رسول اللہ ﷺ (احمد عن عبید اللہ بن عیاض بن عمرو القاری) یہ وہ واقعہ ہے جس میں آپ ﷺ نے وقت بیان پیشن گوئی کی علامت اس کی (ایک سیاہ کا ہونا ناقص ہاتھ والا جس کے ہاتھ میں کالے بال ہوں گے) ذکر کی۔ علی ہذا القیاس آپ ﷺ نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی مقتول ہونے امام حسین رضی اللہ عنہ سے۔ اور واقعہ حرہ سے اور خروج عبداللہ بن زبیر سے۔ اور خروج بنی مروان سے۔ اور خلافت عباسیہ سے خبر دی۔ حذیفہ کہتا ہے کہ قسم کھاتا ہوں ساتھ اللہ جل شانہ کے کہ نہیں چھوڑا رسول خدا ﷺ نے کسی کو مفاسد کے پیشواؤں سے دنیا کے تمام ہونے تک۔ اور پہنچتا ہے عدد ان کا جو ساتھ اس کے ہوں گے تین سو سے زائد کو۔ مگر یہ کہ خبر دی ہم کو اس کے نام اور اس کے باپ کے نام اور اس کے قبیلہ کے نام سے (ابوداؤد) اور خبر دی آپ ﷺ نے ترکوں کی بادشاہی سے (طبرانی وابونعیم۔ ابن مسعود) اور ہلاکو خان کے واقعہ سے خبر فرمائی (خصائص) اور فرمایا آپ ﷺ نے سراقہ بن مالک کو جو ایک اعرابی تھا اس کے دونوں بازوؤں کو ملاحظہ فرما کر۔ گویا دیکھ رہا ہوں میں جو تو نے کنگن کسریٰ کے اور کمر بند اس کا اور تاج اس کا پہنے ہیں۔ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ایسا ہی وقوع میں آیا۔ (ازالۃ الخفاء) آپ ﷺ نے مدینہ معظمہ زادہا اللہ شرفا وتعظیما کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر فرمایا۔ **هل ترون ما ارى مواقع الفتن خلال بيوتكم كمواقع القطر.** کیا تم دیکھتے ہو جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں۔ محل وقوع فتنوں کے تمہارے گھروں کے درمیان مثل محل گرنے قطرات کے (بخاری۔ اسامہ بن زید) اور فرمایا آپ ﷺ نے ایک یہودی کو بنی ابی الحقیق میں سے۔ کیسا حال ہوگا تیرا جس وقت نکالا جائے گا تو خیبر سے اور اونٹنی تیری بھگا لے جائے گی تجھ کو راتوں پے در پے آنے والیوں میں۔ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے اسی پیشن گوئی کے صدق پر اعتماد فرما کر اس کو خیبر سے خارج کیا۔ اس نے عذر کیا کہ ابوالقاسم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے ہم کو خیبر میں قائم رکھا اور آپ ہم کو نکالتے ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اسی آپ ﷺ کے فرمان کو بیان فرمایا کہ میں نہیں بھولا آنحضرت ﷺ کے فرمان کو جو اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ اس نے کہا یہ آپ ﷺ نے ہنسی کے طور پر کہہ دیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے غصہ میں آ کر فرمایا **کذبت یا عدو اللہ** یعنی جھوٹ کہا ہے تو نے اے دشمن اللہ کے۔ ناظرین اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ اور ایسے ہی اور اصحاب کرام آپ ﷺ کی پیشن گوئیوں کو ظاہری معنوں پر حمل فرماتے تھے اور بے وجہ تاویل اس یہودی کی طرح موجب غضب صحابہ کرام تھی۔ اسی طرح پر اور بہتیری پیشن گوئیاں آپ ﷺ کی ہیں جو بلا تخلف اور بلا تاویل ظہور میں آئیں۔ اور وہ دوسرے مقام پر ملاحظہ فرمانے سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

ناظرین پر ظاہر ہے کہ ان پیشن گوئیوں میں اُمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور عثمان رضی اللہ عنہ اور حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ وغیرہ جو بقید اسامی مذکور ہیں کوئی تاویل طلب نہیں۔ گو کہ بعض فقرات ماسوائے اسماء کے جو در رنگ استعارہ ہیں۔ اور ارادہ معنی حقیقی وہاں پر متعذر ہے تعبیر طلب ہیں۔ وقوع تاویل بعض فقرات میں موجب تاویل کا سب کلمات میں نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بناء اس کی تعذر ارادہ حقیقت پر ہے۔ الغرض پیشن گوئیاں مذکورہ اور سب پیشین گوئیں جن کو مرزا صاحب معنی تاویلی پر شاہد لائے ہیں کوئی ان میں سے شہادت اس کی نہیں دیتی کہ اسامی مذکورہ فی الاحادیث میں تاویل بہ مثیل واقع ہے۔ بلکہ مراد آپ ﷺ کی وہی اشخاص ہیں جن کے نام ذکر کیے گئے۔ اور بروقت ظہور پیشن گوئی کے بھی انہیں کا حال ظاہر ہوا۔ خلافت عثمانیہ اگرچہ عالم مثال میں برنگ قمیص نظر آئی مگر عثمان رضی اللہ عنہ وہی عثمان ہیں نہ کوئی اور مثیل ان کا۔ نہایت ہی افسوس ہے کہ مجدد وقت ازالہ اوہام میں (جس کو ازادہ اوہام کہنا مناسب ہے) لکھتے ہیں کہ جب چالیس ہزار فٹ کی بلندی پر ایسی ہوا ہے کہ اس میں انسان زندہ نہیں رہ سکتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیوں کر اُٹھائے گئے اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اتارے جائیں گے۔ متعجب ہوں کہ وہ قادر قوی جس نے نصوص میں اپنی قدرت شاملہ سے خبر دی ہے اور کتنے ہی امور کا وقوع جن تک ہمارے عقل ناقص کی رسائی ناممکن ہے بیان فرمائی آیا وہ بھی دفع ایذاء ہوائی پر قدرت نہیں رکھتا۔ اصحاب کہف کو کس طرح پر تین سو نو سال (۳۰۹) تک سلایا اور قیامت تک اسی طرح رہیں گے۔ بائبل کو ملاحظہ فرمائیے۔ نوح علیہ السلام کی کشتی ستر ہزار فٹ کی بلندی سے بھی زیادہ اونچائی پر تھی جس میں انواع حیوانات موجود تھے وہ سب کے سب کس طرح زندہ رہے۔ ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۲۱ سے ۷۲۵ تک یہ بیان فرمایا ہے کہ اعداد آیت وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقَادِرُوْنَ کے ۱۲۷۴ ہوتے ہیں۔ اور یہی زمانہ فی الحقیقت ضعف اسلام اور خروج دجال کا بھی ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے جب وہ زمانہ آئے گا تو قرآن زمین پر سے اُٹھا لیا جائے گا۔ چنانچہ اس زمانہ میں قرآن اُٹھایا گیا اب میں ان حدیثوں کے مطابق جن میں لکھا ہے کہ ایک مرد فارسی الاصل دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ہوگا۔ میں قرآن کو لے آیا ہوں۔ آپ بجا فرماتے ہیں۔ مگر پہلے تو یہ فرمائیے کہ آیات کو آپ مُبَیّن مراد باعداد جفری ٹھہراتے ہیں یا بوضع لغت عربیہ۔ ظاہر ہے اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ دال ہے اس پر کہ دلالت وضعیہ معتبر ہے بیان معتبر شارع میں نہ اعداد جفری۔ ہر ایک شخص ادنیٰ تامل سے سمجھ سکتا ہے کہ مثلاً آیۃ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ دلالت ظہور فساد پر جنگل اور دریا میں بحسب اعداد اس آیۃ کے نہیں کرتی۔ کیونکہ اعداد اس کے مطابق حساب جمل ۱۸۴۶ ہیں تو چاہیے کہ قبل از ۱۸۴۶ کے ظہور فساد نہ ہوا ہو۔ ایسا ہی اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ مِن حيث الاعداد فرضیت نماز پر دلالت نہیں کرتی بایں معنی کہ فرضیت نماز کی ۷۰۹ سال میں جو عدد ہیں اس آیۃ کے وقوع میں آئے اور قبل اس کے نماز فرض نہ ہو۔ علاوہ اس کے اعداد کی تمیز میں بھی کوئی برسوں کا ہونا ضروری نہیں۔ یعنی اس پر کوئی دلیل نہیں کہ ۱۸۴۶ سال ہی ہوں نہ کوئی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور چیز۔ ایسا ہی تقرر تاریخ ہجری کا منصوصی نہیں۔ اور جس آیت کو مرزا صاحب نے ذکر فرمایا ہے یعنی وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ معنی اس کا ماقبل اور مابعد کے ملاحظہ سے بخوبی ناظرین پر ظاہر ہوجائے گا۔ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ لَّكُمْ فِیْهَا فَوَاكِهُ كَثِیْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ترجمہ: ہم نے آسمان سے پانی موافق اندازہ کے اتارا اور ہم اس کے دور کردینے پر قادر ہیں۔ پھر ہم نے پانی سے تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے۔ ان باغوں میں بہت میوے ہیں جن کو تم کھاتے ہو۔

قرآن مجید کا تو آیت میں ذکر ہی نہیں پانی مذکور ہے جس کی طرف دونوں ضمیریں راجع ہیں۔ بطونی طور پر اگر مراد ماء سے قرآن کریم بھی لیا جاوے تو پھر بھی اُٹھایا جانا اس کا آسمان کی طرف ۱۲۷۴ ہجری میں جب ثابت ہوگا کہ تمیز اعداد کی بالخصوص سال ہی لیویں گے اور لَقٰدِرُوْنَ سے جس کا معنی فقط قدرت رکھنے کا ہے معنی یہ لیویں کہ سنہ مذکور میں بالفعل متحقق کرنے والے ہیں۔ یہ دونوں امر بلا دلیل تسلیم نہیں کیے جاتے۔ بالفرض اگر اُٹھایا جانا قرآن کریم کا آیۃ مذکورہ سے مانا جائے تو پھر دوبارہ لانا اس کا زمین پر کسی آیت سے ثابت نہیں ہوسکتا۔ مرزا صاحب کو الزامی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کا اُٹھایا جانا آسمان کی طرف مسیح علیہ السلام کی طرح قرآن سے ثابت ہوگیا۔ بعد اس کے اترنا اس کا دنیا میں فقط حدیث سے بسبب نہ قطعی ہونے اس کے ثابت نہیں ہوسکتا۔ جب احادیث متواترہ نے بقول آپ کے کام نہ دیا تو ایک حدیث کس طرح آسمان پر چڑھے ہوئے قرآن کو اتار سکتی ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ حدیث بھی کسی طرح آپ کے مدعا پر شاہد نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ حدیث لو کان الایمان معلقًا عند الثریا لنالہٗ رجل من فارس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمائی تھی۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوتا تو میرے اصحاب میں سے ایک شخص ایسا موجود ہے کہ اس کی طلب وہاں تک کرتا۔ تو وہ شخص سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کی سوانح عمری دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بے شک وہ ایسے ہی شخص تھے جنہوں نے ابتداء جوانی سے پیری تک دین حق کی تلاش میں عمر عزیز کو صرف کیا آخر الامر بعد مشرف باسلام ہونے ان کے آپ ﷺ نے فرمایا اسلام اور دین حق کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیج دیا۔ اگر آسمان پر ہوتا تو یہ مرد فارسی الاصل کی تلاش ایسی ہے کہ ضرور کامیاب ہوتا۔ مرزا صاحب اپنی زندگی میں ہی قرآن کریم کا اُٹھایا جانا آسمان کی طرف فرماتے ہیں۔ حالانکہ حجج الکرامہ کے صفحہ ۴۴۲ پر یہ حدیث منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے۔ دجال کو قتل کریں گے اور چالیس ۴۰ سال تک قیام کریں گے۔ کتاب اللہ اور میری سنت پر عمل کریں گے۔ پھر موت پائیں گے۔ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ ایک شخص کو قبیلہ بنی تمیم سے جس کا نام **مَقْعَد** ہوگا خلیفہ بنائیں گے۔ جب وہ بھی مرجائے گا تو اس کی وفات کے بعد بیس سال نہ پورے ہوئے ہوں گے کہ لوگوں کے سینوں سے قرآن اُٹھایا جائے گا۔ **رواہ ابو الشیخ عن ابی ھریرۃ مرفوعا**۔ اس حدیث سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں۔

احادیث خُروجِ دجّال

عن المغیرۃ بن شعبۃ قال ما سال احد رسول اللہ ﷺ عن الدجال مماسألتہ وانہ قال لِیْ ما یضرک. قلت انھم یقولون ان معہ جبل خبزونھر ماء قال ھو اھون علی اللہ من ذٰلک (بخاری۔ مسلم)

ترجمہ: مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ کسی نے دجال کے بارہ میں مجھ سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ سے سوال نہیں کیا۔ اور آپ ﷺ نے مجھ کو فرمایا۔ تجھے ضرر نہ دے گا۔ میں نے عرض کیا کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لوگ کہتے ہیں اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ فرمایا آپ ﷺ نے وہ خدا کے ہاں حقیر تر ہے اس سے یعنی وہ خدا کے ہاں اتنی رفعت اور منزلت نہیں رکھتا جو اس کے پاس فی الواقع روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر موجود ہو۔ بلکہ یہ چیزیں محض خیال ناظرین میں دکھلائی دیں گی۔ اس میں امتحان اور ابتلا ہوگا۔ مومن اپنے ایمان پر ثابت رہے گا اور کافر لغزش کھائے گا۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ اس کے پاس یہ چیزیں نہ ہوں گی۔ (ملا علی قاری) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ذکر دجال کا چرچا صحابہ میں بہت تھا جیسا کہ **انهم يقولون** سے معلوم ہوتا ہے۔

دوسرا۔ دجال کا ایک شخص معین ہونا۔ نہ یہ کہ کسی جماعت کا نام ہو۔ ورنہ آپ ﷺ باوجود کثرت سوال مغیرہ رضی اللہ عنہ کے جس سے مقصود اس کا غایت توضیح ہے اس امر کی تشریح سے اعراض نہ فرماتے **عن عبدالله بن عمران عمر بن الخطاب انطلق مع رسول الله** ﷺ ع عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جماعت صحابہ کے ساتھ جس میں عمر بن الخطاب بھی تھے ابن صیاد کی طرف تشریف لے گئے۔ وہ اس وقت بنی مغالہ کے محلوں کے پاس لڑکوں میں کھیل رہا تھا اور ان ایام میں بلوغت کے قریب تھا۔ اس کھیل کی حالت میں آپ ﷺ کے تشریف لے جانے سے غافل تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس کی پیٹھ پر مارا۔ اور فرمایا۔ کیا تو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اس نے دیکھ کر کہا۔ میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ آپ ﷺ امیین کے رسول ہیں (یعنی عرب کے) پھر ابن صیاد نے کہا۔ کیا تم شہادت میری رسالت پر دیتے ہو۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے قطع کلام کیا۔ اور فرمایا **اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ** . پھر ابن صیاد سے پوچھا کیا معلوم ہوتا ہے تجھ کو۔ اس نے کہا کہ مجھ کو خبر دینے والا کبھی سچ بولتا ہے کبھی جھوٹ۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھ پر سچ اور جھوٹ مل گیا ہے۔ فرمایا آپ ﷺ نے میں نے تم سے کوئی چیز

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پوشیدہ کر رکھی ہے۔ آپ ﷺ نے یہ آیت چھپا رکھی تھی۔ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ۔ اس نے کہا دُخ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اِخْسَأ. دور ہو تو (یہ کلمہ عرب زجر اور کسی کو دُھتکارنے کے وقت بولتے ہیں) ہرگز نہ بڑھے گا تو اپنے قدر سے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مجھ کو اذن اس کی گردن مارنے کا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ لڑکا اگر وہ ہے تو تو اس پر مسلط نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ نہیں تو اس کے قتل میں تجھ کو کچھ فائدہ نہیں۔

راوی حدیث کا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتا ہے بعد اس کے تشریف لے گئے آنحضرت ﷺ وابی بن کعب انصاری باغ خرما میں جس میں ابن صیاد تھا۔ آپ ﷺ خرما کے درخت کے پیچھے چھپتے تھے اور چاہتے تھے کہ ابن صیاد سے کچھ سنیں قبل اس کے کہ وہ آپ ﷺ کو دیکھے۔ اور وہ اپنے بستر پر کپڑے میں لیٹا ہوا تھا اور خفی سی آواز کر رہا تھا۔ ابن صیاد کی والدہ نے آپ ﷺ کو خرما کے درخت کے پیچھے چھپے ہوئے دیکھ لیا اور ابن صیاد کو کہا کہ اے صاف (یہ اس کا نام تھا) یہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر رک گیا۔ یعنی اپنی گنگناہٹ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کاش کہ! اگر چھوڑ دیتی تو اس کو تا کہ کچھ بیان کرتا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر باری تعالیٰ کی ثناء کی پھر ذکر کیا دجال کو اور فرمایا سب انبیاء نے اپنی اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے۔ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو خوف دلایا۔ ولکن میں تم کو اس کے بارہ میں ایسی بات کہوں گا جو کسی نبی نے نہیں کی۔ جان لو کہ وہ دجال کانا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے۔ (بخاری، مسلم)

جاننا چاہیے کہ پہلے آنحضرت ﷺ نے بعض علامات دجال کے جن کا آپ ﷺ کو علم تھا اصحاب کرام کے سامنے بیان فرمائیں۔ جو منطبق ہوتی تھیں ابن صیاد پر یعنی آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ دجال کے ماں باپ کے گھر تیس برس تک اولاد نہ ہوگی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بعدازاں ایک لڑکا کانا بڑی بڑی داڑھوں کچلیوں والا پیدا ہوگا۔ کم منفعت۔ اس کی آنکھیں سویا کریں گی اور دل جاگتا ہوگا۔ اس کا باپ قد کا لمبا خشک ہوگا۔ چونچ جیسی اس کی ناک ہوگی۔ اس کی والدہ موٹی چوڑی لمبی ہوگی (رواہ فی شرح السنۃ) ابوبکرہ صحابی کہتے ہیں۔ ہم نے سنا کہ مدینہ کے یہود میں ایسا ہی لڑکا پیدا ہوا ہے۔ میں اور زبیر بن العوام مل کر گئے۔ سب علامات اس میں اور اس کی والدہ میں ویسی ہی پائیں جیسی کہ آپ ﷺ نے فرمائی تھیں۔ یہ حلیہ دجال جس سے آپ ﷺ نے پہلے خبر دی تھی جب صحابہ نے ابن صیاد پر بمعہ والدین اس کے منطبق پایا تو یقین کرلیا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔ اس لیے عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کرنے کی اجازت مانگی۔ مگر آپ ﷺ نے اجازت نہ دی۔ اور فرمایا **ان یکن هو فلست صاحبه وانما صاحبه عیسٰی بن مریم والا یکن هو فلیس لک ان تقتل رجلا من اهل العهد.** یعنی اگر یہ دجال ہے تب تو تو اس کا قاتل نہیں بغیر عیسٰی ابن مریم کے قاتل اس کا کوئی نہیں اور اگر یہ ابن صیاد دجال نہیں تو اہل ذمہ میں سے ایک شخص کا قتل کردینا سزاوار نہیں۔

اس حدیث سے ایک تو دجال کا شخص معین ہونا بخوبی ثابت ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا تشریف لے جانا ابن صیاد کی طرف یہ دلیل ہے دجال کے شخص معین ہونے کی۔ اگر دجال عبارت قوم دغاباز وغیرہ سے ہوتا جیسا کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں تو آپ ﷺ ابن صیاد کی طرف بخیال اس کے کہ شاید دجال ہو کیوں جاتے۔ دوسرا یہ بھی ظاہر ہوا کہ دجال کا قاتل بغیر عیسٰی بن مریم کے اور کوئی نہیں۔ مرزا صاحب ابن صیاد کو دجال معہود ٹھہرا کر مدینہ منورہ (زادہا اللہ) میں مار کر مدفون سمجھ رہے ہیں۔ جیسا کہ ازالہ میں اسی امر کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حلفی بیان سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کہ **ما اشک ان المسیح الدجال ابن صیاد** ثابت کیا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں۔ کیونکہ مسیح کو دجال شخصی کا قاتل ہونا چاہیے اور دجال باعتقاد مرزا صاحب تیرہ سو سال (۱۳۰۰) پہلے آپ یعنی مرزا صاحب سے فوت ہو چکا ہے۔ تیسرا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مراد قتل دجال سے یہی معنی ظاہری قتل کا ہے یعنی ظاہری سبب سے مار دینا نہ دلائل کے ذریعہ سے مغلوب کر لینا۔ شاہد اس کا اذن طلبی ہے عمر رضی اللہ عنہ کی ابن صیاد کے قتل کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کہ قاتل اس کا عیسیٰ بن مریم ہوگا تو اس کو قتل نہیں کر سکتا۔ اگر قتل سے مراد مزعوم مرزا صاحب ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرماتے کہ اے عمر رضی اللہ عنہ! دجال کو تو دلائل اور بینات سے ساکت کرنا چاہیے نہ یہ کہ اس کو جان سے مارا جائے۔

ناظرین سمجھ چکے ہوں گے کہ بیان حلفی عمر رضی اللہ عنہ کا ابن صیاد کے دجال ہونے میں اور ایسا ہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا مقولہ کہ **ما اشک** یعنی میں شک نہیں کرتا ہوں۔ ابن صیاد کے دجال ہونے میں۔ یہ دونوں اسی بنا پر تھے جو اوپر بیان کی گئی یعنی منطبق ہونا علاماتِ مبینہ کا ابن صیاد پر۔ بعد ازاں جب ان کو اور علامات بھی بہ تعلیم ربانی بتلائے گئے مثلاً اس کا زمین مشرق وارض خراساں سے نکلنا۔ مکہ و مدینہ زاد ہما اللہ شرفا میں داخل نہ ہو سکنا۔ ک۔ف۔ر۔ پیشانی پر لکھا ہوا ہونا اور مقتول ہونا اس کا مسیح ابن مریم کے ہاتھ سے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ اس پہلے عقیدہ سے باز آ گئے۔ مرزا صاحب ازالہ میں بیان حلفی عمر رضی اللہ عنہ سے جس کی بناء ان کے زعم پر تھی استدلال ابن صیاد ہی کے دجال ہونے پر پکڑتے ہیں۔ تعجب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک فرمان کا یعنی **وانما صاحبه عیسیٰ بن مریم** کا کچھ خیال نہیں فرماتے۔ ابن صیاد ہی کے دجال ہونے پر زور لگانا مرزا صاحب کا اسی لیے ہے کہ کوئی یہ سوال نہ کرے کہ قبل از ظہور مسیح بن مریم دجال کا وجود چاہیے بتائیں وہ کہاں ہے۔ مگر خیال یہ نہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں۔ اور مزعومی قول عمر رضی اللہ عنہ کو جس سے عمر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضی اللہ عنہ بھی بعد استماع قول آنحضرت ﷺ کے باز آ گئے تھے محکم پکڑ لینا اور **بحکم و انما صاحبہ عیسٰی بن مریم** کے مرے ہوئے دجال کو زندہ ماننا اور پھر اس کے لیے ان امور کا جائز رکھنا جو عیسٰی بن مریم علیہ السلام کے لیے ناجائز قرار دیئے گئے تھے۔ یعنی اتنی مدت تک زندہ رہنا باوجود عدم تغیرات جسمانیہ کے یا اپنے مسیح موعود سے ہاتھ دھونا یہ اتنے بڑے مفاسد کس کو اٹھانے پڑے۔ عمر رضی اللہ عنہ کا ابن صیاد ہی کے دجال ہونے سے بعد بیان آنحضرت ﷺ کے باز آنا اس حدیث سے بھی ثابت ہے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے **قال خطب عمر بن الخطاب و کان من خطبتہ و انہ سیکون من بعد کم قوم یکذبون بالرجم وبالدجال وبالشفاعۃ وبعذاب القبر** الخ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ میں یہ فرمانا کہ تمہارے پیچھے پیدا ہوگا ایک گروہ جو رجم اور دجال اور شفاعت اور عذاب قبر کا منکر ہوگا۔ عہد خلافت اپنی میں اور احادیث دجال کی صحت میں تاکید فرمانی دلیل ہے ابن صیاد کے دجال نہ ہونے پر (اخرجہ احمد) یہ بھی ایک پیشین گوئی ہے عمر رضی اللہ عنہ سے دربارہ پیدا ہونے معتزلہ اور نیچریہ اور مرزائیہ کے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جس شئے کی نسبت کہتے کہ میں اسے ایسا خیال کرتا ہوں وہ ویسی ہی نکلتی۔ قیس بن خارق کہتا ہے کہ ہم آپس میں باتیں کیا کرتے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر فرشتہ بول رہا ہے۔ ابن صیاد نے خود بھی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفا کے راستہ میں انہیں دلائل اور علامات سے مغلوب کیا تھا۔ یعنی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو کہا۔ میں بڑا متعجب ہوں لوگوں سے جو مجھے دجال سمجھ رہے ہیں۔ کیا تم نے نہیں سنا رسول خدا ﷺ سے کہ دجال لاولد ہوگا اور میری اولاد ہے۔ اور دجال کافر ہوگا اور میں مسلم ہوں۔ اور دجال مکہ مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ اور میں اب مدینہ سے آ رہا ہوں۔ اور مکہ کو جاتا ہوں۔ بعد اس کے ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے کہنے لگا۔ قسمیہ کہتا ہوں کچھ شک نہیں اس میں کہ میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جانتا ہوں مولد یعنی محل پیدائش اس کی کو اور مکان اس کے کو۔ اور کہاں ہے وہ یعنی فلانی جگہ۔ اور اس کے ماں باپ کو بھی جانتا ہوں۔ ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ اس نے مجھ کو اشتباہ میں ڈال دیا۔ (مسلم)

اور ایسا ہی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو جب محمد بن منکدر نے کہا کہ تم حلفاً ابن صیاد کو دجال کیوں کہتے ہو تو جابر بن عبداللہ نے بجواب اس کے کہا۔ میں نے سنا ہے عمر رضی اللہ عنہ کو حلف اُٹھاتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلف سے اسے روکا نہیں۔ (بخاری۔ مسلم)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا حلفی طور پر ابن صیاد کو دجال کہنے کی بناء حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حلف پر تھی اور ان کی حلف اپنے زعم پر۔ کیونکہ قبل از سننے علامات کے ان کو بباعث انطباق اکثر علامات کے ابن صیاد پر پختہ یقین تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر رضی اللہ عنہ کو نہ روکنا حلف سے اس لیے ہوا کہ انہوں نے اپنے غالب ظن کے مطابق حلف اُٹھائی تھی۔

اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ باقی علامات میں سے اکثر کا وجود ابن صیاد میں بروقت دعویٰ الوہیت کے محتمل تھا۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ احتمال بھی ہوا کہ شاید مثلاً۔ ک۔ ف۔ ر۔ کا پیشانی پر ظاہر ہونا یا اس کے پاس روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر وغیرہ وغیرہ کا ہونا اس وقت ہوں گے جب اس نے دعویٰ خدائی کا کیا۔ یہ احتمال اس کے مرنے تک چونکہ باقی تھا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام بھی اس کے بارہ میں متردد رہے۔ الحاصل ابن صیاد میں اور اس کے ماں باپ میں چونکہ وجود اکثر علامات کا مشاہدہ کیا گیا۔ اور جو موجود نہیں تھے ان کا وجود بھی اس کی حینِ حیات تک محتمل رہا۔ لہٰذا اس کے بارہ میں متردد رہے۔ قطع احتمال جب ہوا کہ وہ مر گیا۔ ناظرین یہی ہے وجہ تردد کی ابن صیاد کے بارہ میں ازالہ اوہام کو اس مقام پر دیکھنے سے ہرگز دھوکا نہ کھانا۔ اور احادیث صحیحہ کو اپنی نافہمی کے باعث سے غلط نہ کہنا۔ مرزا صاحب کو تو اپنا مطلب زیر نظر ہے۔ تم کو آیات اور احادیث کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الٹ پلٹ کرنے سے بجز از نقصان کون سے فائدے کی امید ہے۔ اور یہ بھی آپ معلوم کر چکے ہوں گے کہ دجال کے پاس روٹیوں کے پہاڑ اور پانی کی نہر کا ہونا اور مردہ کو زندہ کرنا وغیرہ وغیرہ علامات پر سب از قبیل تخیل اور امتحان خداوندی ہوں گے نہ یہ کہ فی الواقع اور بغیر ابتلاء دجال موصوف بصفاتِ مذکورہ ہونا کہ شریک حق جل شانہ کا سمجھا جائے۔ یہ امور محض امتحاناً بدبختوں کے خیال میں ایسے نظر آئیں گے۔ مرزا صاحب نے ان کو واقعی سمجھ کر احادیث دجال کے معتقدین کو مشرک ٹھہرایا۔ اور اردو خوانوں کم علموں کو ایسا دھوکا دیا کہ آیات اور احادیث صحیحہ کے منکر ہو گئے۔ کسی میں تحریف اور کسی کی تغلیط۔ وہ خواب جس کی تعبیر مرزا صاحب نے مولوی عبداللہ غزنوی مرحوم سے نیند کی حالت میں استفسار فرمائی تھی (یعنی میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں تلوار ہے جب دائیں طرف چلاتا ہوں ہزاروں مخالف اس سے قتل ہو جاتے ہیں اور جب بائیں طرف چلاتا ہوں ہزاروں دشمن اس سے مارے جاتے ہیں) شائد اس کی تعبیر یہ نہ ہو کہ تلوار آپ کے ہاتھ میں مراد اس سے قوت درّا کہ جو تیز ہے جیسی تلوار کی دھار تیز ہوتی ہے۔ دائیں جانب آیات قرآنیہ اور بائیں جانب احادیث صحیحہ۔ قوت درّا کہ کی تیغ جب آیات کی طرف چلتی ہے ہزاروں مضمون جو مراد شارع تھی قتل کیے جاتے ہیں اور جب بائیں طرف چلتی ہے تو ہزاروں مضامین احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مارے جاتے ہیں۔ تعجب ہے کہ مرزا صاحب بمقابلہ آیات اور احادیث صحیحہ کے جن سے آپ کا مسیح موعود نہ ہونا واضح ہو چکا ہے **لا مھدی الا عیسٰی** کو لاتے ہیں۔ جس کی نقادان حدیث نے تضعیف کی ہے۔ مثل محقق ابن جزری وغیرہم۔

ایام الصلح کے صفحہ ۱۱۸ پر کتاب اقتباس الانوار کا حوالہ دے کر ذکر بروز فرماتے ہیں جو عبارت ہے تصرف کرنے سے روح کسی کامل کی صاحب ریاضت اور مجاہدہ پر۔ اور نزول مسیح عبارت اسی بروز سے ہے مطابق حدیث **لامھدی الاعیسٰی بن مریم**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے یعنی روح عیسوی مہدی آخرالزمان میں جو میں ہوں متصرف ہوگی۔ انتھی بفرضہ۔

میں کہتا ہوں آپ مصنف کتاب مذکور کو جو شیخ محمد اکرم صابری ہیں اسی صفحہ میں اس طور پر موصوف کرتے ہیں کہ "از اکابر صوفیہ متاخرین بُودہ می فرماید"۔ اگر فی الواقع آپ کے اعتقاد میں حضرت موصوف ایسے ہی ہیں تو اقتباس الانوار کے اسی صفحہ یعنی ۵۲ پر تیسری سطر میں ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت شیخ محمد اکرم صاحب رضی اللہ عنہ بعد نقل اس قول کے بایں لفظ فرماتے ہیں۔ "وایں مقدمہ بغایت ضعیف است" اور صفحہ ۳۴ اسی کتاب کے اوپر سطر دسویں میں فرماتے ہیں "وایں ردّ است مر قول کسے را کہ می گوید مہدی ہمیں عیسیٰ علیہ السلام است وتمسک مے کند بایں حدیث کہ **لا مهدی الا عیسیٰ بن مریم** وجواب ایں حدیث حمل است بر حذف **لا مهدی بعد المهدی المشهور الذی هو من اولادِ محمد** صلی اللہ علیہ وسلم **وعلی** علیہ السلام **الا عیسیٰ** علیہ السلام۔ انتھی۔ اور نیز قصیدہ نعمت اللہ ولی جس کا نام آپ نے نشان آسمانی رکھا ہے۔ مہدی وقت اور عیسیٰ کے ایک ہی شخص ہونے کی دلیل بنایا ہے۔ مزید برآں موجب تعجب یہ ہے کہ "مہدیٔ وقت وعیسیٰ دوراں ہر دورا شمار مے بینم" واؤ جو مہدی وقت اور عیسیٰ کے درمیان ہے اس کو واؤ تفسیر ٹھہرایا۔ اور یہ خیال نہیں فرمایا کہ دوسرے مصرعہ میں لفظ ہر دورا جو واقع ہوا ہے وہ کیا کہہ رہا ہے۔ **لا مهدی الاّ عیسیٰ** کو اگر صحیح بھی مانا جائے تو بھی مرزا صاحب کو مفید نہیں۔ کیونکہ جب ارادہ مثیل کا ابن مریم سے بشہادت آیات قرآنیہ ممتنع ہوا تو پھر وہی عیسیٰ بن مریم جو نبی وقت تھا مہدی بنا۔ مرزا صاحب کو کیا فائدہ؟

احادیث نزول اور ظہور دجال اور مہدی متواترۃ المعنی ہیں۔ مسلمانوں کو ایمان رکھنا ان کے ساتھ ضروری ہے۔ ہرگز ہرگز کسی کے دھوکا میں نہ آنا چاہیے۔ **فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ** اور دلیل ان کے مسیح موعود نہ ہونے پر الہامی کلام حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کی ہے (۲۲) "تب اگر کوئی تمہیں کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں تو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یقین مت لاؤ۔" (۲۳) "کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھیں گے۔ اور بڑے نشان اور کرامتیں دکھائیں گے یہاں تک کہ اگر ممکن ہوتا تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے۔" (۲۴) "دیکھو میں پہلے سے ہی کہہ چکا ہوں۔" (۲۵) "پس اگر وے وے تمہیں کہیں۔ دیکھو وہ جنگل میں ہے تو باہر مت جاؤ۔ دیکھو وہ کوٹھری میں ہے تو باور مت کرو۔" (۲۶) "کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوندتی ہے اور پچھم سے چمکتی ہے ویسا ہی انسان کے بیٹے کا آنا بھی ہوگا۔" اس میں مرزا صاحب کا جواب کہ "جھوٹے مسیح پادری لوگ ہیں" نہایت ہی سست اور نکما ہے۔ کیونکہ جھوٹا مسیح وہ ہے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے اور علامات لازمہ موجود نہ ہوں خواہ پادری ہو یا مسلمان۔

ناظرین کو بخوبی واضح ہو چکا ہوگا کہ سب احادیث صحیحہ متواترہ اسی مسیح بن مریم کے آنے سے خبر دے رہی ہیں جو نبی وقت تھا اور اس کے زمانہ نزول کے علامات متذکرہ بالا ابھی موجود نہیں۔ مرزا صاحب ازالہ میں لکھتے ہیں۔ کہ "مسلمان کم از کم میرے قول کو حسن ظن کے طریق پر ہی مان لیتے۔" جناب ہم کو مان لینے میں کوئی عذر نہ تھا۔ اگر کتاب اللہ اور کتاب الرسول اور اجماع اُمت برخلاف آپ کے شہادت نہ دیتے۔ آپ منانے کا انتظار نہ کیجئے۔ تقصیر تحریف آیات واحادیث بارگاہ الٰہی سے معاف کرانے کا فکر فرمائیں ابھی وقت ہے۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا میں سچ کہتا ہوں آپ نے معتقدوں کے لیے ایسا راستہ بتایا ہے اور اصول قائم کیے ہیں کہ ضرور ہی وجود حشر وغیرہ مواعید ربانیہ کے منکر ہو جائیں گے۔ ازالہ میں آپ یہ قول اپنے معتقدین کے بارہ میں لکھ کر (کہ قریب تر بامن اور نزدیک تر بسعادت کون لوگ ہیں۔ کیا وہ لوگ جنہوں نے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا مان لیا ہے یا وہ لوگ جو منکر ہو گئے) ان کو خوش تو فرمایا ہے مگر آپ نے ان کے لیے یہ خیر و برکت تجویز کر دی ہے کہ قبل از وقوع شی اس کے ساتھ ایمان نہ رکھنا گو کہ مخبر صادق

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ نے جن کے ہزاروں نظائر پیشین گوئیوں کے بعینہٖ اسی طرح ظہور میں آئے بشہادت حلفی بیان فرمائیں۔ بناءً علیہ عذاب قبر وسوال منکر نکیر وحشر وغیرہ امور واجبۃ الایمان میں ان کو مذبذب کر دینے کے انوار و برکات سے افادہ بخشا ہے۔ رسولوں علیہم السلام کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں۔ مسیح کا مکاشفہ کچھ بہت صاف نہیں تھا۔ ازالہ صفحہ ۶۹۰ یہ دخل شیطانی کلمہ کا کبھی انبیاء اور رسولوں کو وحی میں بھی ہو جاتا ہے۔ ازالہ صفحہ ۶۲۸ کچھ تعجب نہیں کہ آنحضرت ﷺ پر ابن مریم، دجال، یاجوج ماجوج، دابۃ الارض، دجال کے گدھے کی حقیقت کاملہ اور اصلی معلوم نہ ہوئی ہو۔ ازالہ صفحہ ۶۹۱ میں کہتا ہوں انبیاء علیہم السلام کو دھوکا لگ جاتا ہے۔ (العیاذ باللہ) مگر آپ (مرزا صاحب) کا الہام بالکل محفوظ اور قطعی ہے جن کو غیب کے مطلع کرنے پر اتنا اہتمام کیا جائے **فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَداً**. یعنی کلام ربانی چوکیوں پہروں سے بحفظ تام انہیں تک پہنچائی جائے۔ ان کا مکاشفہ ناقص اور پر اشتباہ۔ اور جن کے یہ نشان نہیں ان کا مکاشفہ کامل اور واضح تر آپ ازالہ کے صفحہ ۱۸۱ میں فرماتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ وہ خدائے تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندہ پر ایمان لا کر اس سختی اور غضب الٰہی سے بچ گئے جو ان نافرمانوں کے حصہ میں ہوتا ہے۔ جن کے حصہ میں بجز تکذیب اور انکار کے اور کچھ نہیں۔ میں کہتا ہوں خدائے تعالیٰ کا بھیجا ہوا بندہ ترجمہ ہے **عبدہٗ و رسولہٗ** کا ہم بصدق دل پڑھتے ہیں **اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ** اور آنحضرت ﷺ کو چونکہ خاتم النبیین جانتے ہیں لہٰذا آپ کو **عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ** موصوف بہ مجموع ہر دو صفت نہیں مانتے۔

ازالہ کے صفحہ ۱۵۵ میں آپ فرماتے ہیں۔ اور میرے دعویٰ کا ٹوٹنا صرف اسی صورت میں متصور ہے کہ اب وہ آسمان سے اتر ہی آوے۔ تا میں ملزم ٹھہر سکوں۔ آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب مل کر دعا کریں کہ مسیح ابن مریم آسمان سے اترتے دکھائی دیں۔ اگر کوئی کہے کہ اہل حق کی دعا اہل باطل کے مقابل پر قبول ہونی ضروری نہیں۔ ورنہ لازم آتا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے کہ ہندوؤں کے مقابل مسلمانوں کی دعا قیامت کے بارہ میں قبول ہو کر ابھی قیامت آ جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مقرر ہو چکا ہے کہ قیامت سات ہزار برس گزرنے سے پہلے واقع نہیں ہو سکتی۔ اور ضرور ہے کہ خدا اسے روکے رہے جب تک وہ ساری علامتیں کامل طور پر ظاہر نہ ہو جائیں جو حدیثوں میں لکھی گئی ہیں۔ لیکن مسیح کے ظہور کا وقت تو یہی ہے۔ اور وہ تمام علامتیں بھی پیدا ہو گئیں جن کا مسیح کے وقت پیدا ہونا ضروری تھا۔ ازالہ صفحہ ۴۶۳ ناظرین پر واضح ہو کہ یہ قول مرزا صاحب کا کہ ''مسیح کو بذریعہ دعا جلد آسمان سے اتار لو اگر سچے ہو'' اسی قبیل سے ہے جو منکرین قیامت کہتے تھے کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب متحقق ہوگا۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ہم کہتے ہیں کہ اس کا علم بجز خدا جل شانہٗ کے اور کسی کو نہیں۔ منکرین جب معائنہ کریں گے ان کے منہ بُرے ہو جائیں گے۔ اور ان کو کہا جائے گا یہ ہے وہ جس کو تم مانگتے تھے قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَا اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـئَتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ اور مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ نزول مسیح کا وجود قیامت پر قیاس نہ کیا جائے۔ کیونکہ مسیح موعود آ چکا اور علامات بھی موجود ہو چکے۔

میں کہتا ہوں ناظرین کو ماقبل سے واضح ہو گیا کہ علامات مبیّنہ فی الاحادیث ظہور میں نہیں آئے۔ اور مسیح بن مریم جو نبی وقت ہوا ہے اور جس کا وعدہ نزول کا احادیث میں مذکور ہے وہ کہاں آیا؟ مثیل کا مراد لینا احادیث سے پہلے معلوم کر چکے ہیں کہ ہرگز نہیں ہو سکتا اور یہ جو لکھا ہے کہ ''قیامت سات ہزار سال سے پہلے نہیں آ سکتی'' میں کہتا ہوں کہ یہ سات ہزار سال کی تحدید جو آپ نے لگا دی یہ منافی ہے۔ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ کے اور ان احادیث کے جن میں آنحضرت ﷺ نے لاعلمی بیان فرمائی اور اس حدیث معراج کے جس میں عیسیٰ علیہ السلام نے ذکر معاہدہ رب کا کیا۔ بخاری میں عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آنحضرت ﷺ نے ہم میں کھڑے ہو کر ذکر ابتداء پیدائش سے لے انتہا تک فرمایا حتیٰ کہ اہل جنت کو جنت میں اور اہل نار کو نار میں داخل کر دیا۔ بایں مکاشفہ آپ ﷺ قیامت کے بارہ میں اس طرح مامور ہیں۔ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَاللّٰہِ اور بجواب سوال جبرائیل یوں فرماتے ہیں۔ مَاالْمَسْؤُلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مَنَ السَّا ئِلِ. کسی جگہ آپ نے اس علم کا افادہ نہیں فرمایا کہ سات ہزار سال تک تو بے غمی ہے بعد ازاں وقوع اس کا ہوگا مگر وقت معیّن معلوم نہیں۔ اردو خوانوں سادہ لوحوں کو کیا کیا دھوکے، کیا کیا مضامین الٹ پلٹ کیے ہوئے سناتے ہیں۔ اللہ حافظ ہو۔ اور حدیث اَلدُّنْیَا سَبْعَةُ الاَفِ سَنَةٍ وَاَنَا فِیْ اٰخِرِهَا اَلْفًا برتقدیر صحت کے مراد آنحضرت ﷺ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ آدم علیہ السلام سے آج تک چھ ہزار سال پورے ہو چکے ہیں اور ساتواں ہزار شروع ہے کہ میں ساتویں ہزار میں ہوں۔ (مولانا رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) اور استشہاد مرزا صاحب کا ساتھ حدیث اَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ کے موقوف ہے اس امر کے اثبات پر کہ مابعد لفظ کَمَا اور ماقبل اس کا مشارک فی جمیع الاوصاف والاحکام ہوتے ہیں۔ ودونه خرط القتاد۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ دیکھو آیۃ کَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ جو اسی حدیث میں مذکور ہے۔ اعادہ اور بداء الخلق مغائر فی الکیفیت ہیں بہ سبب اشتراک دونوں کے حیز قدرت میں کلمہ کَمَا اطلاق کیا گیا۔ ایسا ہی حدیث شریف میں بیان اشتراک فی وصف البراۃ منظور ہے نہ فی جمیع الخصوصیات۔ اور باقی استشہادات کے اجوبہ دوسری جگہ ملاحظہ کیے جائیں۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْاَخْطَاْنَا. وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تَمَّتْ

يقول مصحّحه الحفاظ الغازی عفی عنه حمداً لمن انعم علینا باظهارا الحق فی معنی بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَیْهِ علی وجه ماجآء به احد و نجانا من شبهات مرزا صاحب قادیانی علی لسان العلامة الفاضل والولی الکامل معدن العلوم الظاهریة ومنبع الفیوض الباطنیة حاج الحرمین الشریفین السیّد الجیلانی سیّدنا و مرشدنا سیّد پیر مهر علی شاه ساکن گولڑا شریف افاض الله علینا من برکاتهم وصلوةً وسلامًا علی من قال یَدُ اللهِ عَلَیَ الْجَمَاعَةِ مَن شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ. اَمَّا بَعْد فَقَدْ تَمَّ بحمده تعالٰی طبع الکتاب المستطاب المسمّی بشمس الهدایة طبع اولیٰ فی شهر رمضان المبارک ۱۳۱۷ سنه من الهجرة النبویة علی صاحبها الوف من الصلوة والاف من التحیة.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اج سک متراں دی

اج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اداس گھنیری اے

لوں لوں وچ شوق چنگیری اے
اج نیناں لایاں کیوں جھڑیاں

مکھ چند بدر شعشانی اے
متھے چمکے لاٹ نورانی اے

کالی زلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں

اس صورت نوں میں جان آکھاں
جاناں کہ جان جہان آکھاں

سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان تو شاناں سب بنیاں

دسے صورت راہ بے صورت دا
توبہ راہ کہ عین حقیقت دا

پر کم نہیں بے سوجھت دا
کوئی ورلیاں موتی تے تریاں

ایہا صورت شالا پیش نظر
رہے وقت نزع تے روز حشر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وجہ قبر تے پل تھیں جد ہوسی گزر
سب کھوٹیاں تھیسن تدکھریاں

یعطیک ربک داس تساں
فترضی تھیں پوری آس اساں

لجپال کریسی پاس آساں
واشفع شفع صحیح پڑھیاں

لاہو مکھ توں مخطط برد یمن
من بھانوری جھلک وکھلادو سجن

دو جگ اکھیں راہ دا فرش کرن
سب انس و ملک حوراں پریاں

انہاں سکدیاں تے کر لاندیاں تے
لکھ واری صدقے جاندیاں تے

اتے بردیاں مفت وکاندیاں تے
شالا آون وت بھی اوہ گھڑیاں

سبحان اللہ ما اجملک
ما احسنک ما اکملک

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari